معزز افراد جماعت اور قارئین کرام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

خاکسار نے اپنی دینی راہنمائی کیلئے چند سوالات لکھ کر خلیفہ صاحب کی خدمت میں فیکس کیے تھے۔ یہی سوالات خاکسار نے تیسری دفعہ ۳۱۔ مارچ ۲۰۱۱ء کو جناب خلیفہ مسرور احمد صاحب کو فیکس کیے۔ اپریل کے آخر میں خاکسار کو پرائیویٹ سیکرٹری منیر احمد جاوید صاحب کے ایک جلالی خط کیساتھ جناب خلیفہ صاحب کے حکم پر ربوہ کے ایک نامی مربی سید مبشر احمد ایاز صاحب کا لکھا ہوا جوابی خط موصول ہوا تھا۔ میرا سوال نامہ اور جناب سید مبشر احمد صاحب ایاز کا جواب ویب سائٹ alghulam.com پر خطوط کے سیکشن میں خط نمبر ۲۱ پر موجود ہیں۔ نئے قارئین وہاں سے اِن کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ خاکسار نے وعدہ کیا تھا کہ میں جناب سید مبشر احمد ایاز صاحب کے جواب کی حقیقت اور اپنے سوالات کا حقیقی جواب قارئین کی خدمت میں جلد پیش کرونگا۔ لہٰذا وعدہ کے مطابق میرا جواب الجواب حاضر ہے۔ میرا جواب پڑھنے سے پہلے خاکسار حضورؑ کی ایک نصیحت کی طرف آپکی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

''اصل بات یہ ہے کہ جب تک اِنسان کسی بات کو خالی الذہن ہو کر نہیں سوچتا اور تمام پہلوؤں پر توجہ نہیں کرتا اور غور سے نہیں سنتا۔ اُس وقت تک پرانے خیالات نہیں چھوڑ سکتا۔ اِس لیے جب آدمی کسی نئی بات کو سُنے تو اُسے یہ نہیں چاہیے کہ سُنتے ہی اُس کی مخالفت کیلئے تیار ہو جاوے بلکہ اُس کا فرض ہے کہ اُس کے سارے پہلوؤں پر پورا فکر کرے اور اِنصاف اور دیانت اور سب سے بڑھ کر خدا تعالےٰ کے خوف کو مدنظر رکھ کر تنہائی میں اِس پر سوچے۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱ تا ۲)

قارئین سے گذارش ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی نصیحت کی روشنی میں غیر جانبدار ہو کر اور تقویٰ کیساتھ جناب سید مبشر احمد ایاز صاحب کا جماعتی جواب اور میرے جواب الجواب کا مطالعہ فرمائیں۔ اِنشاء اللہ تعالیٰ آپ کو نہ صرف حقیقت سے آگاہی ہوگی بلکہ سچ اور جھوٹ کا پتہ بھی چل جائے گا۔ والسلام ۔ سید مولود احمد ۔ ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا

خاکسار کا جواب الجواب درج ذیل ہے

☆☆☆☆☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

مکرمی جناب سید مبشر احمد ایاز صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ

خاکسار نے ۳۱۔مارچ ۲۰۱۱ء کو چند سوالات بغرض راہنمائی جناب خلیفہ مسرور احمد صاحب کی خدمت میں بھیجے تھے اور قریباً یہی سوالات میں نے دسمبر ۲۰۱۰ء میں بھی پوچھے تھے لیکن جواب ندارد۔اب آپکی طرف سے مجھے میرے سوالات کے جوابات موصول ہوئے ہیں جواب کیلئے شکریہ۔آپکے جوابی خط سے پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ آپ نے کافی اِدھر اُدھر کی غیر متعلقہ باتیں تو کی ہیں لیکن میرے کسی سوال کا بھی آپ نے کوئی معقول اور مدلل جواب نہیں دیا۔یہ بھی واضح رہے کہ میرے سوالات کسی منتشر ذہن کی بجائے ایک ایسے ذہن کی خبر تو دے رہے ہیں جس نے کافی گہری نظر سے قرآن کریم،احادیث صحیحہ اور حضرت اقدس مہدی و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کیا ہو لیکن آپکے جوابات میں علم کی بجائے مخصوص مولویانہ سوچ کا عکس ملتا ہے۔باقی آپ کا یہ فرمانا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آنے کا سوال پیشگوئی مصلح موعود سے تعلق نہیں رکھتا آپکی لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود میں درحقیقت مجدد موعود ہی کی خبر ہے اور رسالہ الوصیت کا متذکرہ اقتباس جس کے آخر میں حضورؑ نے فرمایا ہے ''اور جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔'' اِس فقرہ میں بھی حضورؑ نے جماعت احمدیہ میں اِسی موعود مجدد کی بعثت کی طرف اِشارہ فرمایا ہے۔

حضورؑ کی تحریرات جن کے میں نے حوالے دیئے ہیں یا تفسیر کبیر یا دیگر خلفائے جماعت کے متعلقہ اِقتباسات خاکسار نے سیاق وسباق کیساتھ نہ صرف ایک دفعہ بلکہ کئی کئی دفعہ پڑھے ہیں۔اگر خاکسار نے حضورؑ کا کوئی ایسا حوالہ دیا ہے جس کے سیاق وسباق سے وہ مطلب نہیں نکلتا جس میں خاکسار نے اُسے استعمال کیا ہے تو پھر آپ پر لازم تھا کہ آپ وہ حوالہ نقل کر کے اور پھر اِسکے سیاق وسباق سے ثبوت دے کر مجھے ملزم بناتے کہ جن معانی میں خاکسار نے حضورؑ کی تحریر کو استعمال کیا ہے وہ غلط ہے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ میرے پیش کردہ حوالوں میں سے آپ کو کوئی ایک حوالہ بھی ایسا نہیں ملا جس سے یہ ثابت ہو کہ میں نے اُس حوالے کے سیاق وسباق کو نظر انداز کر کے حضورؑ کی تحریر سے اپنے مطلب کا کوئی مضمون نکالا ہے۔

آپ لکھتے ہیں ''حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی بھی تحریر میں باہم تضاد نہیں ہوگا'' حضورؑ کی کتب کے مطالعہ کے بعد خاکسار بھی محکم یقین رکھتا ہے کہ حضورؑ کی تحریر میں قطعاً کوئی تضاد نہیں اور پھر میں نے تو ایسا کوئی سوال ہی نہیں کیا۔آپ کا یہ فرمانا کہ! ''اور آپؑ کی نیابت میں آپکے خلفاء جو کچھ راہنمائی کرتے رہے وہ قرآن وحدیث کے تتبع میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات وتحریرات سے ہی راہنمائی لیتے رہے،ذرا بھی سرِ مو بھی اِدھر اُدھر نہیں ہوئے اگر کسی کو کوئی تضاد نظر آئے تو اُسکے فہم کا قصور ہوگا یا سیاق وسباق سے ہٹ کر وہ بعض تحریرات کو سامنے رکھے ہوئے ہوگا۔'' بالکل غلط ہے۔یہ وہ معاملہ ہے جس میں نہ ہمارے ذہن کا قصور ہے اور نہ ہی ہم نے کسی حوالہ کے سیاق وسباق سے ہٹ کر بات کی ہے بلکہ امر واقع یہ ہے کہ ۱۹۱۴ء کے بعد بننے والے خلفائے جماعت نے جو عقائد اپنائے اور جن کو اُنہوں نے دن رات افراد جماعت کی ذہنی تطہیر (brain washing) کر کے جماعت میں رواج دیا یہ عقائد نہ صرف حضورؑ کی نیابت کی بجائے اِرتداد اور بغاوت کی نشاندہی کرتے ہیں بلکہ ایسے عقائد اختیار کر کے یقینی طور پر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ نبویہ کیساتھ ساتھ حضرت مرزا صاحبؑ کی تعلیم کو بھی پس پشت پھینک دیا گیا ہے۔تفکروا و تندموا و اتقوا اللہ و لا تغلوا۔

جناب ایاز صاحب۔آپ نے میرے سوالوں کے جو جوابات لکھے ہیں خاکسار ذیل میں اِنہیں درج کر کے اِنکے متعلق کچھ گذارشات پیش کرے گا۔

(سوال نمبر ۱) جب آنحضرت ﷺ،حضرت مسیح موعودؑ اور آپکے صحابہؓ بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بھی اِس بات کے قائل تھے کہ ہر صدی کے سر پر اللہ ایک مجدد خود مقرر کرے گا جیسے بنی اسرائیل کے نبی آئے۔خدا خود ان کا انتخاب کرے گا۔(دیکھیں تین احادیث،بیس حضورؑ کی کتب کے حوالے اور دو خلیفہ ثانی صاحبؓ کا تفسیر کبیر کا حوالہ اور حضرت مولانا راجیکی صاحبؓ کا حوالہ دوسرے صفحہ پر جو کہ خط کیساتھ ہے) تو پھر آج ہم احمدی مجددین کا دروازہ بند کیوں کر رہے ہیں۔کیا ہم آنحضرت ﷺ اور اُنکے پیارے مہدیؑ سے زیادہ عالم اور فاضل ہیں۔نعوذ باللہ۔؟

آپ جواباً لکھتے ہیں۔''یہ واضح رہے کہ آپ نے جو آنحضرت ﷺ کی حدیث مبارکہ پیش کی ہے اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَبۡعَثُ لِھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ عَلٰی رَأۡسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَّنۡ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیۡنَھَا کہ اللہ تعالیٰ مبعوث کرے گا اس اُمت کیلئے ہر صدی کے سر پر جو اسکے دین کی تجدید کرے گا۔اب واضح ہو کہ مجدد وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے فیض پا کر اس کی تربیت کے نتیجہ میں دین کی خدمت کرے اور معاشرے کے مفاسد کی اصلاح کرے۔اب یہ دین کی خدمت اور اصلاح کا کام اپنے اپنے زمانہ میں کبھی نبی کرتا ہے،کبھی خلیفہ کرتا ہے اور کبھی

خدا کا کوئی بھی مقرب اور پیارا جو اولیاء وغیرہ ہوتے ہیں۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اسی لیے اُنہیں معنوں میں نبی اکرم ﷺ کو مجدد اعظم قرار دیا۔(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد ۲۰ ص ۲۰۶)''

الجواب۔آپکے جواب کے سلسلہ میں چند گذارشات پیش خدمت ہیں۔

(۱) آپ نے مجددین کے سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کی جو حدیث مبارک لکھی ہے۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اِس حدیث کے مضمون کی اپنی کتب اور ملفوظات میں بیشمار جگہ پر تصدیق اور تائید فرمائی ہے۔اور میں نے اسی سلسلہ میں مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر حضورؑ کی تحریرات میں سے صرف بیس (۲۰) حوالے پیش کیے ہیں اور آپکے جوابی خط سے ظاہر ہے کہ آپ حضورؑ کے ان حوالوں کو بھی قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

(۲) نبی اور مجدد کا کبھی انتخاب نہیں ہوا کرتا بلکہ یہ برگزیدہ بندے روح القدس پا کر کھڑے ہوتے ہیں۔ہم انبیاء اور مجددین کی فہرست میں خلفائے راشدین کو شامل نہیں کر سکتے کیونکہ اُمت اِنہیں یا تو منتخب کرتی ہے اور یا پھر وہ نامزد ہوتے ہیں۔جب خلفائے راشدین کا یہ حال ہے کہ ہم اِن پر مجدد کا لفظ منطبق نہیں کر سکتے کیونکہ وہ روح القدس پا کر کھڑے نہیں ہوتے تو پھر نام نہاد اموی یا عباسی اور محمودی خلفاء (جو جمہور یعنی اُمت کے منتخب کردہ بھی نہیں ہیں) کو مجدد قرار دینے سے بڑھ کر بھی اور کوئی حماقت ہو سکتی ہے؟

(۳) بلا شک وشبہ ہر نبی اپنے وقت کا مجدد ہوتا ہے اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بجا طور پر آنحضرت ﷺ کو مجدد اعظم قرار دیا ہے۔ہر نبی اپنی قوم کا مصلح بھی ہوتا ہے اور چونکہ آنحضرت ﷺ ساری دنیا کیلئے مصلح اور مجدد اعظم بھی تھے تو پھر سلسلہ احمدیہ میں موعود زکی غلام جس کو حضورؑ نے مصلح موعود قرار دیا ہے وہ مجدد کیوں نہیں ہیں؟ یقیناً وہ سلسلہ احمدیہ کے موعود مجدد ہیں۔آپ نے اپنے مضمون کے آغاز میں لکھا ہے کہ ''ہر صدی کے سر پر مجدد ہونے کا سوال جدا مضمون رکھتا ہے اور مصلح موعودؓ کون ہے اس کا تعلق مجدد کیساتھ نہ ہے۔'' خاکسار آپ سے پوچھتا ہے کہ آپکے پاس کیا دلیل ہے کہ جماعت احمدیہ کا مصلح موعود مجدد نہیں ہے؟ واضح رہے کہ احمدیت کوئی نیا مذہب نہیں بلکہ یہ محمدیت ہی کا ظل اور تسلسل ہے۔آنحضرت ﷺ کے فرمان مبارک کے مطابق جو محمدیت میں تجدیدی سلسلہ جاری وساری تھا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد یہ محمدی تجدیدی سلسلہ بطور ظل احمدی تجدیدی سلسلہ میں بدل (convert) گیا ہے اور واضح رہے کہ اس سلسلہ کا پہلا موعود مجدد حضورؑ کا موعود زکی غلام ہی تو ہے۔

آپ لکھتے ہیں۔''خلافت راشدہ کے زمانہ میں ہر خلیفہ راشد نے دین کی عظیم الشان خدمات سرانجام دیں جو جو خطرناک فتنے انکے زمانہ میں اُٹھے وہ ہر تاریخ کا طالبعلم بخوبی جانتا ہے۔اور ان فتنوں سے دین کو بچایا اور اصلاح فرمائی۔''

جواباً عرض ہے کہ محمدی خلفائے راشدین نے بجا طور پر دین کی عظیم الشان خدمات سرانجام دی تھیں۔اُمت میں اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں لیکن اسکے باوجود کسی محمدی خلیفہ راشد نے نہ تو یہ کہا کہ وہ خدا کا بنایا ہوا خلیفہ ہے اور نہ ہی اِن میں سے کسی نے جھوٹے طور پر مجدد بننے کی کوشش کی۔یہ سب برگزیدہ وجود آنحضرت ﷺ کے تربیت یافتہ تھے اور اِن میں سے کسی نے بھی اپنے خاندان میں خلافت جاری رکھنے کیلئے کوئی ایسا غیر اسلامی نظام نہ بنایا جس کی بنیاد جبر، اخراج اور مقاطعہ پر ہو۔خلافت راشدہ کے بعد اموی اور عباسی خلفاء کا دور آ گیا اور اِن میں سے بھی کسی نے اپنے خاندان میں نام نہاد خلافت جاری رکھنے کیلئے دکھاوے کے طور پر اپنے تنخواہ دار ملازمین کی مجلس انتخاب بنا کر کوئی مکاری نہ کی بلکہ اِن نام نہاد اموی خلفاء نے اعلانیہ اپنی زندگی میں ہی اپنے جانشینوں کو نامزد کرنا شروع کر دیا۔

آپ لکھتے ہیں۔''پھر بعد کی تیرہ صدیوں میں ایسے بزرگ لوگ آتے رہے، ہر صدی میں ایک سے زائد اولیاء بھی آتے رہے اور دین میں ہونیوالی خرابیوں اور مفاسد کی اصلاح کرتے رہے۔''

جواباً عرض ہے کہ آپ اِن وجودوں کو بزرگ اور اولیاء کہنے کی بجائے سیدھی طرح مجدد کیوں نہیں کہہ رہے؟ کیا آپ کو لفظ مجدد سے اتنی نفرت اور چڑ ہے کہ آپ اپنی تحریر میں اس لفظ کے استعمال کو شاید گناہ سمجھ رہے ہیں۔پچھلی تیرہ صدیوں کے بزرگوں کو جو اپنے اپنے وقت میں روح القدس پا کر کھڑے ہوئے اور اُمت میں پیدا شدہ فساد اور خرابیوں کو دور کر کے تجدیدی کارہائے نمایاں سرانجام دیتے رہے۔جماعت احمدیہ نے اپنے رسالوں اور کتب میں نہ صرف اِنہیں مجددین قرار دیا ہے بلکہ باقاعدہ ہر صدی کے مجدد کا نام بھی لکھا ہے (روزنامہ الفضل ربوہ۔۲۰۔مارچ ۲۰۰۷ء/ دینی معلومات صفحہ نمبر ۲۰)۔اب کیوں اِن سے نفرت کر رہے ہو؟

آپ لکھتے ہیں'' کیا ایک احمدی ہونے کے ناطے آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف اس صدی کا ایک مجدد ہی سمجھتے ہیں یا کوئی اور مقام بھی تھا۔کیا آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے امام مہدی، مسیح موعود اور اپنا رسول بنا کر (امتی نبی) نہیں بھیجا؟ کیا گذشتہ تیرہ صدیوں کے وہ اولیاء جنہوں نے اپنی اپنی جگہ تجدید دین کا کام بھی کیا کیا وہ بھی امام مہدی اور مسیح موعود تھے؟ اور کیا وہ سب بھی خدا کی وحی والہام کے ساتھ اسی طرح بھیجے گئے جس طرح کثرت مکالمہ ومخاطبہ کیساتھ ایک نبی اور رسول کے طور پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے؟ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں۔''

جواباً عرض ہے کہ ہم احمدی ہونے کے ناطے دل کی گہرائیوں سے ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت بانئے جماعت علیہ السلام نہ صرف چودھویں صدی کے مجدد اور مجدد الف آخر تھے بلکہ آپؑ مسیح موعود، مہدی معہود اور اُمتی نبی بھی تھے۔ اور ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ آپ سے پہلے کے سارے مجددین صرف اپنی اپنی صدی کے مجدد تھے۔ نہ اِن میں سے کوئی مجدد الف آخر تھا نہ مسیح موعود، نہ مہدی معہود اور نہ ہی اُمتی نبی۔ آنحضرت ﷺ کے بعد بیک وقت مجدد صدی، مجدد الف آخر، مسیح موعود، مہدی معہود اور اُمتی نبی ہونے کی شان صرف اور صرف ایک وجود حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو نصیب ہوئی ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر سابقہ مجددین کے برخلاف چودھویں صدی کے مجدد کو اللہ تعالیٰ مجدد الف آخر، مسیح موعود، مہدی معہود اور اُمتی نبی بنا دیتا ہے تو کیا اس سے آنحضرت ﷺ کے مبارک اِرشاد کے مطابق آپکے بعد جاری ہونیوالا تجدیدی سلسلہ ختم ہو گیا ہے یا ختم ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اِسکی درج ذیل وجوہات ہیں۔

(۱) حضرت بانئے جماعتؑ نے فرمایا ہے کہ! ''اور یہ اِمام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدد صدی بھی ہے اور مجدد الف آخر بھی''۔ اِسکے بالمقابل اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو قرآن کریم میں کئی بار نبی اور رسول ہونے کے علاوہ سورہ احزاب میں خاتم النبیین بھی قرار دیا ہے اور پھر آنحضرت ﷺ نے اپنے خاتم النبیین ہونے کی تشریح میں یہ بھی فرمایا ہے کہ! ''وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ'' (مشکوٰۃ شریف جلد۳ صفحہ ۱۵ بحوالہ ابوداؤد اور ترمذی) اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ مولانا صاحب۔ یہاں میرا آپ سے سوال ہے کہ آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے بعد کیا نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے اور کوئی نبی نہیں آ سکتا۔؟ آپ جواباً ارشاد فرمائیں گے کہ نہیں آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت ہرگز ختم نہیں ہوئی اور اُمت میں جو ختم نبوت کا فتنہ پیدا ہونیوالا تھا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی غلامی میں ایک اُمتی فرد (حضرت مرزا غلام احمدؑ) کو عملاً نبی بنا کر اس فتنہ کا قلع قمع کیا ہے۔ یہاں میرا آپ سے سوال ہے کہ اگر دین کے مکمل ہونے اور ایک برگزیدہ انسان کے قیامت تک خاتم النبیین بنائے جانے کے باوجود نہ تو نبوت کا دروازہ بند ہوا اور نہ ہی کوئی یہ دروازہ بند کر سکا تو پھر مجدد الف آخر کے بعد تجدید کا دروازہ کس طرح بند ہو سکتا ہے یا کوئی بند کر سکتا ہے۔؟ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ نبوت کی طرح میرے برگزیدہ مہدی و مسیح موعود کے بعد ختم مجددیت کا فتنہ بھی پیدا ہونے والا ہے لہٰذا اِسکے سدباب کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے کو (جب اُس کا اپنا دعویٰ محض مجدد ہونے کا تھا) ایک زکی غلام کی بشارت سے نوازا تھا۔ اس موعود غلام کو حضورؑ نے مصلح موعود قرار دیا ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں اور خاکسار پہلے بھی اِسکی وضاحت کر چکا ہے کہ مصلح اور مجدد ایک ہی روحانی مقام و مرتبہ کے صرف دو (۲) نام ہیں۔ اِن میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ مصلح مجدد ہی ہوتا ہے۔ حیرت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت بانئے جماعت کو ایک مجدد کا وعدہ دیا ہوا ہو تو پھر آپ مجدد الف آخر کے الفاظ اس مفہوم میں کہ میرے بعد کوئی مجدد نہیں آئے گا کس طرح استعمال کر سکتے تھے؟؟؟

(۲) فرض کریں کہ اگر آنحضرت ﷺ یہ ارشاد فرما دیتے کہ! ''میں وقت کا نبی اور رسول بھی ہوں اور قیامت تک خاتم النبیین بھی'' تو آنحضرت ﷺ کے اِن الفاظ کا کیا یہ مطلب ہوتا کہ آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہوتے ہوئے کوئی اور نبی نہیں آ سکتا یا نہیں آئے گا؟ ہرگز ایسا نہیں اور نہ ہی ایسے معنی نکالے جا سکتے تھے تو پھر مجدد الف آخر کا یہ مطلب کس طرح ہو سکتا ہے کہ حضرت اقدس مہدی و مسیح موعودؑ کے مجدد الف آخر ہوتے ہوئے کوئی اور مجدد نہیں آ سکتا یا نہیں آئے گا وغیرہ۔

آپ لکھتے ہیں۔ ''حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام صرف اس ایک صدی کے امام نہ تھے بلکہ امام آخر الزماں تھے اور صرف اس ایک صدی کے مجدد نہ تھے بلکہ ایک ہزار سال کیلئے مجدد تھے۔ لیکچر سیالکوٹ کا ایک حوالہ اوپر دیا گیا ہے یہ لیکچر ۱۹۰۴ء کا ہے اس میں ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:۔ ''اور ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں۔ چونکہ یہ آخری ہزار ہے اِس لیے ضرور تھا کہ اِمام آخر الزماں اِسکے سر پر پیدا ہو۔ اور اُسکے بعد کوئی اِمام نہیں اور نہ کوئی مسیح مگر وہ جو اُسکے لیے بطور ظل کے ہو۔ کیونکہ اِس ہزار میں اب دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے اور یہ اِمام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدد صدی بھی ہے اور مجدد الف آخر بھی۔'' (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۸)

الجواب۔ آپ نے یہ جو لکھا ہے کہ ''لیکچر سیالکوٹ کا ایک حوالہ اوپر دیا گیا ہے'' آپ شاید غلطی سے اِسے لیکچر سیالکوٹ کا حوالہ کہہ رہے ہیں جبکہ وہ حوالہ دراصل لیکچر لاہور کا ہے۔ مزید برآں آپ حضورؑ کے ''لیکچر لاہور'' کے اس حوالہ کو اپنے جوابی مضمون میں درج کرنا ہی بھول گئے ہیں۔ آپکے درج کردہ لیکچر سیالکوٹ کے حوالہ کے متعلق کچھ عرض کرنے سے پہلے خاکسار ذیل میں لیکچر لاہور کا وہ حوالہ درج کرتا ہے جسے آپ سہواً درج نہیں کر سکے۔ لیکچر لاہور میں حضورؑ فرماتے ہیں۔

''اور پھر ساتواں ہزار خدا اور اُسکے مسیح کا اور ہر ایک خیر و برکت اور ایمان اور صلاح اور تقویٰ اور توحید اور خدا پرستی اور ہر ایک قسم کی نیکی اور ہدایت کا زمانہ ہے اب ہم ساتویں ہزار کے سر پر ہیں اِسکے بعد کسی دوسرے مسیح کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔'' (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۸۶)

یقیناً آپ حضورؑ کے اس اقتباس کی روشنی میں یہ فرما رہے ہیں کہ! ''حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام صرف اس ایک صدی کے امام نہ تھے بلکہ امام آخر الزماں تھے اور صرف اس ایک صدی کے مجدد نہ تھے بلکہ ایک ہزار سال کیلئے مجدد تھے۔'' محترم۔ آپکے بقول اگر حضورؑ یعنی امام آخر الزماں ایک صدی کے مجدد نہ تھے بلکہ ایک ہزار سال کیلئے مجدد ہیں تو پھر

حضورؑ کے اپنے الفاظ کے مطابق یہاں ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ اگر حضورؑ آخری ہزار سال کیلئے مجدد ہیں اور اس ہزار سال میں کسی اور مجدد کا ظہور ممکن نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں حضورؑ کو جس زکی غلام کی بشارت دی تھی اور آپؑ نے اِسے مصلح موعود قرار دیا ہے تو پھر اس موعود زکی غلام (مصلح موعود) کی بشارت کیا نعوذ باللہ لغو، بے ہودہ اور بے مقصد تھی؟ خلافت ثانیہ سے لے کر اب تک کے خلفاء اور علماء کے طرز فکر اور عمل سے تو یہی ثابت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِسی موعود زکی غلام کے بارے میں حضرت بانئے سلسلہ علیہ السلام پر ایک شعر نازل فرمایا تھا۔ ؎

زدرگاہِ خدا مردے بصد اعزاز می آید مبارک بادت اے مریم کہ عیسیٰ باز می آید

ترجمہ۔ خدا کی درگاہ سے ایک مرد بڑے اعزاز کیساتھ آتا ہے۔ اَے مریم تجھے مبارک ہو کہ عیسیٰ دوبارہ آتا ہے۔ (تذکرہ صفحہ ۶۸۴ بحوالہ مکتوب پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ صفحہ ۶۔ البشریٰ قلمی صفحہ ۵۷)

اِس موعود زکی غلام کے بارے میں حضرت بانئے جماعت علیہ السلام فرماتے ہیں۔

(۱) ''بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اِس سے اِنکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے کیونکہ نبیوں کے مثیل دنیا میں ہوتے رہتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے۔ کہ میری ہی ذُرّیت سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اُترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دیگا ۔ وہ اَسیروں کو رُستگاری بخشے گا اور اُنکو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دیگا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔'' (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۷۹ تا ۱۸۰)

(۲) ''اِس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اِس عاجز کی ذُرّیت میں سے ہے جس کا نام اِبن مریم بھی رکھا گیا ہے کیونکہ اِس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی پکارا ہے'' (ایضاً صفحہ ۳۱۸)

(۳) ''خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذُرّیت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اُس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اُس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔ سو اُن دنوں کے منتظر رہو اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اُس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔'' (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶ حاشیہ)

چونکہ حضور علیہ السلام پر ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء میں نازل ہونیوالے کلام اِلٰہی میں آپ کو اور آپکے ماننے والوں کو ایک زکی غلام کی بشارت اور وعدہ دیا گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے بھی اور حضورؑ نے بھی اپنی تحریروں میں اس موعود زکی غلام کو مسیح ابن مریم قرار دیا ہے۔ اور پھر یہ لازمی بات ہے کہ وہ موعود مسیح ابن مریم آپؑ کے بعد ظاہر ہوگا۔ لہٰذا اِس واضح بشارت اور وعدہ کے ہوتے ہوئے آپ علیہ السلام یہ کس طرح لکھ سکتے تھے کہ آپؑ کے بعد کوئی مسیح اور مجدد نہیں آئے گا۔؟ ایک عام انسان بھی اپنی باتوں میں ایسا تضاد پیدا نہیں کرتا چہ جائیکہ اللہ تعالیٰ کا ایک برگزیدہ نبی پیدا کرے۔ لیکچر لاہور کے حوالہ سے ایسا مطلب اخذ کرنے میں آپکی تحریر کا قصور نہیں بلکہ ایسا مطلب اخذ کرنیوالوں کے فہم یا پھر اُنکی نیت کا قصور ہے جنہوں نے آپکی تحریر سے ایسا مطلب اخذ کر کے آپکی طرف منسوب کیا ہے وگرنہ آپ اِن الفاظ میں آئندہ آنیوالے ایک مسیح موعود اور مجدد موعود کا دروازہ ہرگز بند نہیں کرتے۔

اب خاکسار آپکے درج کردہ لیکچر سیالکوٹ کے حوالہ کے متعلق کچھ عرض کرتا ہے۔ محترم۔ ''اوروں کو نصیحت اور خود میاں فضیحت'' کے مطابق آپ دوسروں کو تو یہ درس دے رہے ہیں کہ حضورؑ کی کسی بھی ''تحریر'' کا مطلب اُسکے سیاق وسباق کی روشنی میں معین کرنا چاہیے جبکہ آپ نے حضورؑ کے لیکچر لاہور کی تحریر کے سیاق وسباق کو یکسر نظر انداز کیا ہے؟ ایسا کیوں ۔؟؟؟ مندرجہ بالا اقتباس کے سیاق وسباق کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات بخوبی کھل جاتی ہے کہ حضورؑ کے اِن الفاظ ''اور اِسکے بعد کسی دوسرے مسیح کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں'' سے کونسا مسیح مراد ہے؟ حضورؑ کی اِس مسیح سے مراد دراصل ایک تو حضرت مسیح ابن مریم ناصریؑ ہیں جو عیسائیوں اور بعض مسلمانوں کے خیال کے مطابق اپنے جسمانی وجود کیساتھ زندہ آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں اور اب یہ اُسکی انتظار میں ہیں کہ وہ آسمان سے زندہ بجسم عنصری اُتریں گے اور اُنکی مرادیں پوری کریں گے۔ دوسرے اِس مسیح سے حضورؑ کی مراد یہودیوں کا وہ خاص مسیح ہے جو اُن کو تمام زمین کا وارث بنائے گا اور جس کی وہ انتظار میں ہیں کہ وہ آنیوالا ہے وگرنہ اِن الفاظ میں حضورؑ کی مراد قطعاً وہ مسیح نہیں ہے جو بشارت اور وعدہ کے مطابق حضورؑ کے بعد آپکی غلامی اور آپکی ظلّیت میں آنیوالا ہے۔ لیکچر لاہور کے ''حوالہ'' کے سیاق وسباق کو پڑھنے کے بعد یہ بات بخوبی کھل جاتی ہے۔ لیکچر لاہور (۳۔ستمبر ۱۹۰۴ء) کے بعد ۲۔نومبر ۱۹۰۴ء میں بمقام سیالکوٹ حضورؑ کا ایک اور لیکچر بعنوان ''اسلام'' پڑھا گیا تھا۔ اِس لیکچر میں آپؑ اِرشاد فرماتے ہیں۔

''اور ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں۔ چونکہ یہ آخری ہزار ہے اِس لیے ضرور تھا کہ اِمام آخر الزماں اِسکے سر پر پیدا ہو۔ اور اُسکے بعد کوئی اِمام نہیں اور نہ کوئی مسیح مگر وہ جو اُسکے لیے بطور ظل کے ہو۔ کیونکہ اِس ہزار میں اب دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے اور یہ اِمام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ

مجدد صدی بھی ہے اور مجدد الف آخر بھی۔'' (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۸)

حضور علیہ السلام کے یہ الفاظ بڑے واضح ہیں اور دراصل یہ الفاظ حضورؑ کے اُن الفاظ کی جو آپؑ نے لیکچر لاہور میں اِرشاد فرمائے تھے کہ ''اِسکے بعد کسی دوسرے مسیح کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں'' کی تفسیر ہیں۔ حضورؑ کے اِن الفاظ سے ظاہر ہے کہ آپ نے اپنے بعد اِمامت اور مسیحیت کا دروازہ بند نہیں کیا بلکہ صاف فرمایا ہے کہ آپکے بعد اِمام بھی ہونگے اور مسیح بھی ۔مگر ایک شرط لگا دی وہ یہ کہ آپکے بعد اِمام اور مسیح ہونے کیلئے آپکا ظل ہونا یعنی آپکی غلامی اور پیروی لازمی ہوگی۔ آپکی غلامی اور اِطاعت سے باہر رہ کر نہ کوئی اِمام ہو سکے گا اور نہ کوئی مسیح۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ''لیکچر لاہور'' میں حضورؑ کے الفاظ میں صرف خیالی مسیحوں کیلئے دروازہ بند ہوا ہے اور آپکی غلامی میں آنیوالے اِماموں اور مسیح کیلئے دروازہ کھلا ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی ظلیت میں آنیوالے یہ امام اور مسیح کون ہیں۔؟ واضح ہو کہ حضورؑ کی اماموں سے مراد وہ اِمام ہیں جن کے متعلق حضورؑ نے اپنی وصیت میں فرمایا تھا کہ۔۔۔

''اور چاہیے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔'' (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶)

اِن بیعت لینے والے نفس پاک بزرگوں کے متعلق حضورؑ نے رسالہ ''الوصیت'' کے حاشیہ میں مزید فرمایا تھا۔۔ ''ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے۔ وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا۔ اور چاہیے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کے لیے نمونہ بناوے۔'' (ایضاً حاشیہ)

مسیح کے متعلق واضح رہے کہ حضورؑ نے اماموں کے ذکر کے بعد فرمایا تھا۔۔ ''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اِن تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا اشیاء۔ اِن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں۔ توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اِس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔''

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد جماعت احمدیہ میں ''خدا سے رُوح القدس پا کر کھڑا ہونیوالا'' وہی موعود زکی غلام (مصلح موعود) اور مسیح ابن مریم ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں بشارت بخشی تھی۔ حضورؑ نے رسالہ ''الوصیت'' کے حاشیہ میں اپنے پیروکاروں کی راہنمائی کیلئے اپنے موعود غلام مسیح الزماں کے متعلق مزید روشنی ڈالی ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا اور اُس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا اور اُسکے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔ سو اِن دنوں کے منتظر رہو۔ اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اُسکے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھیرے۔ جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶ حاشیہ)

ایاز صاحب۔ حضورؑ نے لیکچر لاہور میں یہ جو فرمایا تھا کہ ''اور اِسکے بعد کسی دوسرے مسیح کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں'' اگر آپ کو پہلے علم نہیں تھا تو مجھے اُمید ہے اب آپ کو علم ہو گیا ہوگا کہ اِس مسیح سے حضورؑ کی مراد کونسا مسیح تھا؟ مزید برآں آپ کو یہ بھی علم ہو گیا ہوگا کہ حضورؑ کی ظلیت میں آنیوالے امام اور موعود مسیح ابن مریم کون ہیں۔؟ اور اب میں لیکچر سیالکوٹ کے حوالہ کے آخری فقرے! ''اور یہ اِمام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدد صدی بھی ہے اور مجدد الف آخر بھی۔'' کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

مجدد الف آخر سے مراد۔ حضورؑ نے فرمایا ہے کہ ''آپ مجدد صدی بھی ہیں اور مجدد الف آخر بھی''۔ آپ مجدد صدی تھے اس بات کی تو آسانی کیساتھ سمجھ آ جاتی ہے کیونکہ آپ چودھویں صدی کے مجدد تھے اسی طرح جس طرح آپ سے پہلے مجددین ہر صدی کیلئے آتے رہے ہیں۔ لیکن آپ علیہ السلام نے یہ جو فرمایا ہے کہ آپ مجدد الف آخر یعنی آخری ہزار سال کے مجدد بھی ہیں۔ آپکی ان الفاظ سے کیا مراد تھی؟ اِس ضمن میں واضح رہے کہ آنحضور ﷺ کے بعد تجدید کے دائرہ میں مجدد الف آخر سے وہی مراد ہے جو نبوت کے دائرہ میں خاتم النبیین سے ہے۔ (۱) جس طرح سلسلہ انبیاء میں آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ٹھہرے کیونکہ نبوت کے تمام کمالات آپ کی ذات بابرکات پر ختم ہو گئے اسی طرح سلسلہ مجددین میں حضرت مرزا صاحبؑ مجدد الف آخر ٹھہرے کیونکہ تجدید کے تمام کمالات آپکی ذات پر ختم ہو گئے۔ (۲) جس طرح آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا انعام پانے کیلئے آپ ﷺ کی غلامی ایک شرط قرار پائی اِسی طرح حضرت مرزا صاحبؑ کے بعد مجددیت کا انعام پانے کیلئے بھی آنحضرت ﷺ کے علاوہ آپؑ کی غلامی ایک شرط قرار پائی ہے (۳) مزید برآں جس طرح آنحضرت ﷺ کی نبوت قیامت تک کیلئے ہے لیکن اِسکے باوجود آپ ﷺ نے اپنے بعد ایک امتی یا غلام نبی کی خبر دی تھی تا کہ آپ ﷺ کے بعد پیدا ہونیوالے ختم نبوت ایسے غلط عقیدے کا قلع قمع ہو سکے بالکل اسی طرح حضرت مرزا صاحبؑ بھی مجدد الف آخر ٹھہرے اور آپکی مجددیت بھی قیامت تک کیلئے ہے لیکن اِسکے باوجود

آپؑ نے اپنے بعد ایک مجدد یا مصلح موعود کی خبر دی ہے تا کہ آپؑ کے بعد ختم مجددیت کے فتنے اور غلط عقیدے کا دفعیہ ہو سکے۔ دراصل یہ معاملہ انسانوں کے دائرہ اختیار ہی میں نہیں کہ وہ کسی روحانی نعمت پر خاتمیت کا ٹھپہ لگاتے پھریں۔ یہ بھی واضح ہو کہ روحانی نعمتیں کسبی نہیں بلکہ وہبی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے کو جو روحانی نعمت بھی بخشنا چاہے وہ بخش سکتا ہے۔

آپ لکھتے ہیں۔ ''حضرت اقدسؑ کی اس مضمون پر ساری تحریرات پر نظر ڈالیں اور اسکی روشنی میں یہ فیصلہ کریں بلکہ فیصلہ تو اس حکم وعدل نے فرما دیا اس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ کہ اب اگلے ہزار سال کا مجدد تو آ چکا''

الجواب۔ حضورؑ نے اپنی تحریروں میں بار بار اور بڑی وضاحت کیساتھ کھول کھول کر فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے مبارک ارشاد کے مطابق مجددین کا یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے موافق جاری ہے جو اُس نے سورہ الحجر آیت ۱۰ ''اِنَّا نَحنُ نَزّلنا الذِّکرَوَاِنَّالَہ لَحَا فِظُونَ یعنی اس ذکر (قرآن) کو ہم نے ہی اُتارا ہے اور ہم یقیناً اسکی حفاظت کریں گے'' میں فرمایا ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں چونکہ یہ حدیث ایک پیشگوئی پر مشتمل تھی اور ہر صدی کے سر پر یہ پیشگوئی پوری ہو کر اس حدیث کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کرتی رہی ہے لہٰذا مجددین کا یہ سلسلہ تا قیامت جاری وساری ہے اور اس میں تخلّف ہرگز ممکن نہیں۔ خاکسار نے حضورؑ کی ساری تحریروں کو بغور وفکر پڑھ کر اب حضورؑ کی تحریروں کے ذریعہ آپکے مجدد الف آخر ہونے کی تشریح کیساتھ ساتھ یہ بھی بخوبی واضح کر دیا ہے کہ حضورؑ کے بعد آپکی ظلیت میں آنیوالے امام کون ہیں اور مسیح کون ہے؟ حضورؑ کی تحریروں کی روشنی میں یہی آپ کا یعنی حکم وعدل کا فیصلہ ہے۔ اِس مسیح ابن مریم یا موعود زکی غلام جس کو آپؑ نے مصلح موعود قرار دیا ہے۔ اِس زکی غلام کی بشارت اللہ تعالیٰ نے دی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ بشارت نعوذ باللہ ہرگز ہرگز لغو اور بے ہودہ نہیں تھی۔ مولانا صاحب۔ اب آپ میثاق النبیین کی پابندی کرتے ہوئے کیا اس موعود زکی غلام مسیح الزماں، اس موعود مسیح ابن مریم یا مصلح موعود پر ایمان لاؤ گے یا کہ اِسکی مخالفت کر کے فاسقوں میں شامل ہو گے۔؟ ؎ فیصلہ تیرا، تیرے ہاتھوں میں ہے، دِل یا شکم۔؟

ہوسکتا ہے آپکے ذہن میں یہ سوال آئے کہ مصلح موعود تو مرزا بشیر الدین محمود احمد تھے اور اُنکا ظہور تو ہو چکا ہے۔ جواباً عرض ہے کہ چونکہ آپ نے مصلح موعود سے متعلقہ سوالوں کے جوابات اپنے مضمون کے آخر میں دیئے ہیں لہٰذا خاکسار بھی آگے جا کر مرزا بشیر الدین محمود احمد اور پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت کے متعلق کچھ عرض کرے گا۔

آپ لکھتے ہیں۔ ''اپنے خط میں آپ نے ایک حدیث کا حوالہ دیا ہے جامع الصغیر کا، کہ جس کے شروع میں میں خود ہوں اور درمیان میں مہدی اور آخر پر مسیح ابن مریم تو وہ اُمت کبھی تباہ نہیں ہوسکتی۔ تو اس اُمت کا مہدی اور مسیح تو آ چکا، جو آخر پر ہے، اور اسکے بعد کسی مجدد یا کسی اور امام کی خبر نہیں دی جا رہی تو یہ حدیث بھی جو آپ نے پیش کی ہے بتلا رہی ہے کہ اس اُمت کے آخر پر جو مسیح ہے وہ آخری ہے ان معنوں میں کہ اب اسکی نیابت اور خلافت میں اگلا سلسلہ چلے گا۔''

الجواب۔ اِس ضمن میں آپ نے جامع الصغیر کی جس حدیث کا ذکر کیا ہے وہ درج ذیل ہے۔

(۱) ''عَنِ ابنِ عَبَّاس رَضِیَ اللّٰہ عَنہُ مَرفُوعًا قَالَ لَن تَھلُکَ اُمَّۃ'' اَنَا فِی اَوَّ لِھَا وَعِیسیٰ بنُ مَریَمَ فِی اٰخِرِھَا وَالمِھدِیُ وَسَطِھَا۔'' (کنز العمال ۲/ ۱۸۷۔ جامع الصغیر ۲ /۱۰۴ بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ ۴۰۲) ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ وہ اُمت ہرگز ہلاک نہیں ہوسکتی جس کے شروع میں، میں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) اور درمیان میں مہدی ہونگے۔

اِسی مضمون پر مشتمل آنحضرت ﷺ کا ایک اور اِرشاد درج ذیل ہے۔

(۲) ''عَن جَعفَرٍؓ عَن اَبِیہِ عَن جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ اَبشِرُوا اَبشِرُوا اِنَّمَامَثَلُ اُمَّتِی مَثَلُ الغَیثِ لَا یُدرٰی اٰخِرُہٗ خَیرٌاَم اَوَّلُہٗ اَو کَحَدِیقَۃٍ اُطعِمَ مِنھَا فَوجٌ عَامًا ثُمَّ اُطعِمَ فَوجٌ عَامًا لَعَلَّ اٰخِرَھَا فَوجًا اَن یَّکُونَ اَعرَضَھَاعَرضًاوَاَعمَقَھَاعُمقًا وَّاَحسَنَھَا حُسنًا کَیفَ تَھلِکُ اُمَّۃٌ اَنَا اَوَّلُھَا وَالمَھدِیُّ وَسطُھَا وَالمَسِیحُ اٰخِرُھَا وَلٰکِن بَینَ ذَالِکَ فَیجٌ اَعوَجُ لَیسُوا مِنِّی وَلَااَنَا مِنھُم۔ رواہ رزین۔'' (مشکوۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۹۳) ترجمہ۔ جعفرؓ اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا (حضرت امام حسینؓ۔ ناقل) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم خوش ہوؤ اور خوش ہوؤ۔ میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے یہ نہیں جانا جاتا اس کا اوّل بہتر ہے یا آخر یا اس کی مثال باغ کی مانند ہے۔ اس سے ایک سال تک ایک فوج کھلائی گئی پھر ایک فوج ایک دوسرے سال کھلائی گئی شاید کہ جب دوسری فوج کھائے وہ بہت چوڑا اور بہت گہرا اور بہت اچھا بن جائے۔ وہ اُمت کیسے ہلاک ہو جس کے اوّل میں، میں ہوں، مہدی اُسکے وسط میں اور مسیح اُسکے آخر میں ہے۔ لیکن اِسکے درمیان ایک کجرو جماعت ہوگی اِنکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا اِنکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

اب درج بالا احادیث مبارکہ کے مطابق مہدی اور مسیح موعود دو (۲) الگ الگ وجود ہیں۔ آپ مہدی اور مسیح موعود کو یا تو لاعلمی میں ایک وجود قرار دے رہے ہیں اور یا پھر آپ دیدہ دانستہ اپنے کسی مذموم مقصد کو پورا کرنے کیلئے یہ کام کر رہے ہیں۔ درج بالا دونوں احادیث آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق بڑی وضاحت کیساتھ مہدی معہود اور عیسیٰ ابن

مریم (مسیح موعود) کو دو (۲) مختلف وجود قرار دے رہی ہیں اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بھی اپنی تحریروں میں مختلف جگہ پر اسی حقیقت کی تصدیق فرمائی ہے کہ حدیثوں کے مطابق اُمت محمدیہ میں ایک سے زیادہ مسیحوں کی خبر ملتی ہے۔ لہٰذا کسی طرح بھی اِن دونوں وجودوں کا نہ تو آپ اِنکار کر سکتے ہیں اور نہ ہی اِن دونوں کو ایک وجود ثابت کر سکتے ہیں۔ آپ کو علم ہوگا اور اگر نہیں ہے تو جان لیں کہ حضرت بانیٔ جماعتؑ فرماتے ہیں کہ اُمت محمدیہ میں آپ واحد فرد ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مریم کہہ کر پکارا یا مریمی روحانی مقام سے سرفراز فرمایا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے الہامات میں فرماتا ہے۔

(۱) " یَاادَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ ۔ یَا مَرْیَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ ۔ یَا اَحْمَدُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ۔ نَفَخْتُ فِیْکَ مِنْ لَّدُنِّیْ رُوْحَ الصِّدْقِ۔ "اے آدم۔ اے مریم۔ اے احمد تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ۔ میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجھ میں پھونک دی ہے۔ (روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۵۹۰ تا ۵۹۱ و تذکرہ صفحہ ۵۵)

(۲) "فَاَجَآءَھَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَۃِ قَالَتْ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ ھٰذَا وَ کُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا۔ ھُزِّیْ اِلَیْکِ بِجِذْعِ النَّخْلَۃِ تُسٰقِطْ عَلَیْکِ رُطَبًا جَنِیًّا۔ پس اُسے دردِزہ مجبور کر کے ایک کھجور کے تنے کی طرف لے گئی۔ کہا اے کاش! میں اس سے پہلے مر جاتی اور میری یاد مٹا دی جاتی۔ کھجور کی ٹہنی کو پکڑ کر اپنی طرف ہلا۔ وہ تجھ پر تازہ بتازہ پھل پھینکے گی۔" (کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۵۱۔ براہین احمدیہ جلد ا صفحہ ۲۵۰)

(۳) "لَقَدْ جِئْتِ شَیْئًا فَرِیًّا مَا کَانَ اَبُوْکِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا کَانَتْ اُمُّکِ بَغِیًّا۔ " (اے مریم) تو نے بہت برا کام کیا ہے۔ تیرا باپ تو برا آدمی نہیں تھا اور تیری ماں بھی بدکار نہیں تھی۔ (کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۵۱)

(۴) "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ ۔ وَلِنَجْعَلَہٗ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَۃً مِّنَّا وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا ۔ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْہِ تَمْتَرُوْنَ ۔" کیا اللہ اپنے بندہ کے لیے کافی نہیں۔ اور ہم اسکو لوگوں کے لیے ایک نشان بنا دینگے اور اپنی طرف سے رحمت اور یہ بات اِبتداء سے مقدر تھی۔ اور ایسا ہی ہونا تھا۔ یہی قول حق ہے جس میں لوگ شک کر رہے ہیں۔ (ایضاً۔ صفحہ ۵۱)

(۵) ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء۔ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جل شانہ وعزاسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ:۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اِسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی۔۔۔۔۔۔۔ سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔۔۔۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْھَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مُظْھِرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال اِلٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے مسموح کیا۔ ہم اِس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اُسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔" (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

(۶) ۱۳۔ اپریل ۱۸۹۹ء۔ "اِصْبِرْ مَلِیًّا سَاَھَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِیًّا۔" یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کرونگا (تذکرہ صفحہ ۲۷۷ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۶)

(۷) ۱۶ دسمبر ۱۹۰۵ء۔ " قَالَ رَبُّکَ اِنَّہٗ نَازِلٌ مِّنَ السَّمَآءِ مَایُرْضِیْکَ رَحْمَۃً مِّنَّا وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔ قَرُبَ مَا تُوْعَدُوْنَ۔ (۲) اَمَرْتُ نَافِذًا۔ (۱) تیرا رب کہتا ہے کہ ایک امر آسمان سے اترے گا جس سے تو خوش ہو جائے گا۔ یہ ہماری طرف سے رحمت ہے اور یہ فیصلہ شدہ بات ہے جو ابتداء سے مقدر تھی۔ وہ وقت قریب آ گیا جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا تھا۔ (۲) میں نے یہ حکم نافذ کر دیا ہے۔ یعنی اٹل ہے۔" (الحکم جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۴ و تذکرہ صفحہ ۴۹۶)

(۸) ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء۔ "سَاَھَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِیًّا۔ رَبِّ ھَبْ لِیْ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً۔ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ اسْمُہٗ یَحْیٰی ۔ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحَابِ الْفِیْلِ۔" (الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰، ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳ بحوالہ تذکرہ ۶۲۶)۔ ترجمہ۔ میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔

(۹) (مکتوب پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ صفحہ ۶، تذکرہ ص ۶۸۴)۔۔۔ زدرگاہِ خدا مردے بصد اعزاز می آید مبارک بادت اے مریم کہ عیسیٰ باز می آید

ترجمہ۔خدا کی درگاہ سے ایک مرد بڑے اعزاز کیساتھ آتا ہے۔اے مریم تجھے مبارک ہو کہ عیسیٰ دوبارہ آتا ہے

ایاز صاحب۔درج بالا تمام مبشر الہامات کسی اور کے نہیں بلکہ حضرت بانئے سلسلہ علیہ السلام کے ہیں۔آپ اِن کا انکار نہیں کر سکتے۔اِن اِلہامات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو نہ صرف مریم کہہ کر پکارا ہے بلکہ آپکی اِن کیفیات کا بھی ذکر فرمایا ہے جو موسوی مریم علیہ السلام کو زکی غلام کی بشارت ملنے کے بعد پیش آئی تھیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے محمدی مریم کے زکی غلام کے متعلق بھی اُسی قسم کے الفاظ اور اُسی طرز کی وحی فرمائی جیسی موسوی مریم کے زکی غلام کے متعلق فرمائی تھی۔خاکسار کی یہ باتیں خیالی اور افسانہ نہیں ہیں بلکہ میں اِنکے اثبات کیلئے قرآن کریم کی درج ذیل آیات پیش کرتا ہوں۔موسوی مسیح ابن مریم علیہ السلام کی ولادت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(۱)" قَالَ اِنَّمَآ اَنَارَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَ هَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا☆ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا☆ قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهٗ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا☆" (مریم:۲۰،۲۱،۲۲)۔کہا میں تو صرف تیرے رب کا بھیجا ہوا پیغامبر ہوں تا کہ میں تجھے ایک پاک اور نیک لڑکا دوں۔کہا میرے ہاں لڑکا کہاں سے ہوگا حالانکہ اب تک مجھے کسی مرد نے نہیں چھوا۔اور میں کبھی بدکاری میں مُبتلا نہیں ہوئی۔کہا اِسی طرح ہے تیرے رب نے یہ کہا ہے کہ یہ مجھ پر آسان ہے اور تا کہ اسے لوگوں کیلئے ایک نشان بنائیں اور اپنی طرف سے رحمت اور یہ (بات) ہماری تقدیر میں طے ہو چکی ہے۔

(۲)" فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا" (ایضاً۔۲۴) ترجمہ۔پس اِسے دردِزہ مجبور کر کے ایک کھجور کے تنے کی طرف لے گئی، کہا۔اے کاش! میں اس سے پہلے مر جاتی۔اور میری یاد مٹا دی جاتی۔

(۳)"وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا" (ایضاً۔۲۶) ترجمہ۔اور کھجور کی ٹہنی کو پکڑ کر اپنی طرف ہلا وہ تجھ پر تازہ بتازہ پھل پھینکے گی۔

(۴) " فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا☆ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا۔" (ایضاً۔۲۸،۲۹) اسکے بعد وہ اسکو لے کر اپنی قوم کے پاس سوار کرا کے لائی۔جنھوں نے کہا اے مریم! تو نے بہت برا کام کیا ہے۔اے ہارون کی بہن! تیرا باپ تو بُرا آدمی نہیں تھا، اور تیری ماں بھی بدکار نہیں تھی۔

(۵)"ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ" (ایضاً۔۳۵) ترجمہ۔یہ عیسیٰ ابن مریم ہے اور یہ (اس کا) سچا واقعہ ہے جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔

یہ موسوی سلسلہ کے مسیح ابن مریم تھے جن کے ٹھیک حالات اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائے ہیں۔بالکل اسی طرح محمدی سلسلہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے پہلے ایک فرد امت حضرت مرزا غلام احمدؑ کو مریمی روحانی مقام بخشا۔پھر اس میں اپنی طرف سے سچائی کی روح پھونکی اور اُسے ایک زکی غلام کی بشارت بخشی۔ایک صدی قبل یہ سارا واقعہ بالکل اسی طرح ہوا جس طرح پہلے موسوی سلسلہ میں حضرت مریمؑ کیساتھ ہوا تھا۔مندرجہ بالا الہامات سے پتہ چلتا ہے کہ جس طرح کی وحی موسوی مریم (حضرت مریمؑ) پر نازل ہوئی بالکل اسی طرح کے الہامات محمدی مریم (حضرت مرزا غلام احمدؑ) پر بھی نازل ہوئے۔مثلاً (۱) حضرت مریمؑ کو ایک زکی غلام کی بشارت دی گئی تھی۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو بھی ایک زکی غلام کی بشارت آپکی وفات تک ہوتی رہی۔(۲) جس طرح حضرت مریمؑ کو یہ الہام کیا گیا کہ ہم اس لڑکے کو ایک نشان بنائیں گے اور اپنی طرف سے رحمت اور یہ (بات) ہماری تقدیر میں طے ہو چکی ہے۔بالکل اسی طرح حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو بھی یہی الہام ہوا کہ ہم اس زکی غلام کو لوگوں کیلئے ایک نشان بنائیں گے اور اپنی طرف سے رحمت اور یہ (بات) ہماری تقدیر میں طے ہو چکی ہے۔یہی قول حق ہے جس میں لوگ شک کر رہے ہیں۔

خاکسار کی پیش کردہ جامع الصغیر کی حدیث میں آنحضرت نے یہ جو فرمایا ہے کہ "وہ اُمت ہرگز ہلاک نہیں ہو سکتی جس کے شروع میں، میں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) اور درمیان میں مہدی ہونگے۔" آپ آنحضرت ﷺ کی اس حدیث میں بیان فرمودہ مہدی اور عیسیٰ ابن مریم کو دو (۲) الگ وجودوں کی بجائے ایک وجود قرار دے رہے ہیں اور پھر آپ نے اپنے اس دعویٰ کی کوئی توجیہہ بھی پیش نہیں کی۔آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایک احمدی نے بہت اہم سوالات خلیفہ مسرور احمد صاحب کے آگے اُٹھائے ہیں۔جناب ایاز صاحب۔اگرچہ لندن اور ربوہ میں اور بھی کافی جید علمائے جماعت موجود تھے لیکن خلیفہ صاحب نے اس احمدی کے سوالوں کو جواب دینے کیلئے آپ کو چنا ہے اور آپ نے اس اہم اور حساس موضوع کے بارے میں جواباً جو لکھا ہے اِسکی آپ نے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ہوسکتا ہے اس سلسلہ میں آپکے ذہن میں ابن ماجہ، باب شدۃ الزمان کی یہ حدیث ہو جس کے مطابق "ولا المهدی الا عیسی بن مریم۔اور نہیں مہدی مگر عیسیٰ ابن مریم" مہدی کو عیسیٰ بھی فرمایا گیا ہے۔اگر میرا یہ خیال درست ہے اور آپ اسی حدیث کی روشنی میں یہ قیاس فرما رہے ہیں کہ مہدی اور عیسیٰ ابن مریم ایک ہی وجود ہیں تو واضح ہو کہ ابن ماجہ کی حدیث کے مضمون کو آپ اِن احادیث کے مضمون پر چسپاں نہیں کر سکتے جن میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ!" وہ اُمت ہرگز ہلاک نہیں ہو سکتی جس کے شروع میں، میں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) اور درمیان میں مہدی ہونگے۔" اور اس کی درج ذیل دو (۲) وجوہات ہیں۔

(اولاً) حضرت امام مہدی مثیل مصطفیٰ ﷺ ہیں۔اور اسی ناطے اللہ تعالیٰ نے سب انبیاء علیہم السلام کے روحانی مقام آپ کو عطا فرمائے تھے اور حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو احمد

اور محمد کے نام سے بھی پکارا ہے۔آپؑ فرماتے ہیں۔’’خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔میں آدم ہوں میں شیث ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں میں اسحاق ہوں میں اسماعیل ہوں میں یعقوب ہوں میں یوسف ہوں میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمدؐ اور احمدؐ ہوں۔‘‘(روحانی خزائن جلد۲۲صفحہ۷۶حاشیہ)

اسی طرح آپؑ فرماتے ہیں۔ ؎ میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار

ابن ماجہ کی حدیث میں یہ جو فرمایا گیا ہے کہ’’نہیں مہدی مگر عیسیٰ بن مریم‘‘۔اس حدیث میں مثیل مصطفےٰ یعنی حضرت مہدی علیہ السلام کے روحانی مقاموں میں سے ایک روحانی مقام یعنی عیسوی روحانی مقام کا ذکر فرمایا گیا ہے وگرنہ اس حدیث کی روشنی میں ہم قطعاً یہ نہیں کہہ سکتے کہ آنحضرت نے اپنے دوسرے ارشادات میں یہ جو فرمایا ہے کہ’’آخر میں عیسیٰ بن مریم اور درمیان میں مہدی‘‘ سے مراد ایک ہی وجود ہے۔

(ثانیاً) اگر آنحضرت ﷺ کے ارشادات میں بیان فرمائے گئے’’آخر میں مسیح عیسیٰ ابن مریم اور درمیان میں مہدی‘‘ آپکے بقول دونوں ایک ہی وجود ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو جس زکی غلام اور مسیح ابن مریم کی بشارت دی ہے تو پھر اِس مسیح ابن مریم سے کیا مراد ہے اور اِسکی اُمت محمدیہ میں کیا حیثیت ہوگی؟ خاکسار اِس ضمن میں جواباً عرض کرتا ہے کہ مخبر صادق ﷺ نے یہ جو فرمایا ہے کہ’’وہ اُمت ہرگز ہلاک نہیں ہوسکتی جس کے شروع میں، میں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) اور درمیان میں مہدی ہونگے۔‘‘حضور ﷺ کی اس آخری عیسیٰ ابن مریم سے مراد وہ موعود زکی غلام اور مسیح ابن مریم ہے جس کی بشارت اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں محمدی مریم یعنی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو بخشی تھی۔۔۔تفکروا تندموا واتقو اللہ و لاتغلوا۔

آپ لکھتے ہیں۔’’پھر ایک اور حدیث نبوی ﷺ بھی ہے جس میں ہے کہ۔۔۔ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ، کہ پھر نبوت کا دور آئے گا اور اسکے بعد خلافت ہوگی اور اس حدیث میں ہے کہ ثم سکت، کہ نبی اکرم ﷺ پھر خاموش ہوگئے، یہ ارشاد نبوی ﷺ ہماری راہنمائی کرتا ہے کہ اُمت محمدیہ کے آخر میں پھر خلافت کا سلسلہ چلے گا۔‘‘

الجواب۔۔۔

(۲) حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کے دوسرے فرزند مرزا بشیر احمد صاحب ''خلافتِ احمدیہ'' کے متعلق فرماتے ہیں۔''سو جب احمدیت کا نظام اِسلام کے نظام کی فرع اور اِسی کا حصہ ہے تو اِس میں کیا شبہ ہے کہ وہ بھی اِسی اِلٰہی تقدیر کے تابع ہے جو اِسلام کے متعلق عرشِ الوہیت سے جاری ہو چکی ہے۔۔۔۔۔لیکن بہرحال یہ اٹل تقدیر ظاہر ہو کر رہے گی کہ کسی وقت احمدیت کی خلافت متصلہ بھی ملوکیت کو جگہ دے کر پیچھے ہٹ جائے گی۔'' (اِسلامی خلافت کا صحیح نظریہ۔صفحہ ۳۴)

اب علمائے جماعت دن رات ڈھنڈورا پیٹ پیٹ کر افرادِ جماعت کی ذہنی تطہیر (brain washing) کرتے رہتے ہیں کہ متذکرہ بالا حدیث میں آنحضرت ﷺ کی خاموشی سے مراد ہے کہ اِنتخابی خلافت احمدیہ کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔اب سوال یہ ہے کہ علمائے جماعت کیا مرزا بشیر احمد صاحب سے زیادہ متقی اور فہم وفراست رکھتے ہیں۔؟

(۳) حضرت عبدالرحمان بن سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:۔''ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔اور ہر خلافت کے بعد ملوکیت ہوتی ہے۔'' (احمدیہ بلیٹن جرمنی بابت مئی ۲۰۰۵ء شمارہ نمبر:۵ جلد نمبر:۱۲ بحوالہ کنز العمال کتاب الفتن من قسم الافعال فصل فی متفرقات الفتن۔جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۵ حدیث نمبر ۳۱۴۴۴)

اِس حدیث کا عربی متن اِس طرح ہے۔''ما کانت نبوّۃ قطّ اِلّا تابعتھا خلافۃ و ما من خلا فۃاِلّا تبعھا مُلک۔''(ابن عساکر) یعنی کوئی نبوت ایسی نہیں گذری جس کے بعد خلافت نہ آئی ہو۔اور کوئی خلافت ایسی نہیں ہوئی جسکے بعد ملوکیت نہ آئی ہو۔'' (بحوالہ اِسلامی خلافت کا صحیح نظریہ مؤلف مرزا بشیر احمد صفحہ ۳۱)

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے روحانی سلسلوں کے متعلق ایک قطعی اصول بیان فرما دیا ہے اور اِس اصول کے مطابق اور اِسی کی روشنی میں خلافت علیٰ منہاج نبوت سے متعلقہ متذکرہ بالا حدیث میں آنحضرت ﷺ کی خاموشی سے مُراد ہے کہ حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کے بعد شروع ہونیوالی خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ بھی یقیناً تیس (۳۰) سال سے بھی کم عرصہ میں ملوکیت میں بدل جائے گا۔اگر آنحضرت ﷺ نے خلافت کے ملوکیت میں بدلنے کے متعلق یہ اِرشاد فرمایا نہ ہوتا تب اگر کوئی آنحضرت ﷺ کی خاموشی سے یہ نتیجہ نکالتا (اور وہ بھی شاید کیساتھ) کہ شاید آپکی خاموشی سے مراد ہو کہ پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا تو پھر یہ بات اتنی لغو اور جاہلانہ نہ ہوتی لیکن جب آنحضرت ﷺ نے ایک دوسری روایت میں بڑے واشگاف الفاظ میں یہ بتایا ہوا ہے کہ لازماً ہر خلافت کے بعد ملوکیت ہوتی ہے تو پھر قادیانی خلفاء اور علماء کا جھوٹے طور پر دن رات آنحضرت ﷺ کے اِرشاد کے برخلاف افرادِ جماعت کے کان بھرتے رہنا کہ آنحضرت ﷺ کی خاموشی سے مراد ہے کہ پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت تا قیامت جاری رہے گی کیا جھوٹ اور فریب کاری نہیں تو اور کیا ہے۔؟

(۴) اگر حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کے بعد جاری ہونیوالی خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد (ہر خلافت کے بعد ملوکیت ہوتی ہے) کے برخلاف تا قیامت جاری رہنا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی بشارت کبھی نہ دیتا۔؟ یاد رہے کہ یہ بشارت ہمیں بتا رہی ہے کہ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کے بعد جاری ہونیوالی خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ بہت جلد ملوکیت میں بدل جانا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے غلام مسیح الزماں کے ذریعے صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے اس احمدی سلسلہ کو دوبارہ رشد وہدایت کی طرف لانا تھا۔

آپ لکھتے ہیں۔''خدا نے تجدید دین کیلئے ایک رسول مبعوث کیا جس کے بعد خلافت کا ایسا سلسلہ قائم کیا کہ جو دائمی ہوگا اور کبھی قیامت تک منقطع نہ ہوگا۔اس قدرت ثانیہ کا ہر مظہر تجدید دین کی عظیم مہمات سرانجام دیتا رہا اور دیتا رہے گا۔انشاء اللہ۔''

الجواب۔واضح رہے کہ اگر دنیا میں کسی نبی کے بعد جاری ہونیوالی خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ تا قیامت جاری رہنا ممکن ہوتا تو وہ سید الانبیاء خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد جاری ہونیوالی خلافت علیٰ منہاج نبوت ہی ہوتی لیکن جب یہ عظیم الشان خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ بھی تیس (۳۰) سال کے بعد ختم ہو کر اِسکی جگہ ملوکیت آ گئی تو پھر آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی اور روحانی وجود کون ہو سکتا ہے جس کے بعد جاری ہونیوالی خلافت علیٰ منہاج نبوت تیس سال سے زائد عرصہ یا تا قیامت جاری رہ سکے؟ حضرت مہدی ومسیح موعود علیہ السلام کے بعد جاری ہونیوالی خلافت علیٰ منہاج نبوت کو یہ جو آپ قدرت ثانیہ کا نام دے رہے ہیں یہ بھی آپ صریح جھوٹ بول رہے ہیں۔حضرت بانئے جماعت نے اپنے بعد جاری ہونے والی خلافت کو قدرت ثانیہ ہرگز نہیں کہا بلکہ آپؑ نے اپنے بعد رُوح القدس پا کر کھڑے ہونیوالے غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کی بعثت کو قدرت ثانیہ فرمایا ہے۔اور پھر ۱۹۱۴ء تک پہلے احمدی خلیفہ راشد حضرت مولوی نور الدینؓ اور ساری جماعت احمدیہ بشمول خاندان مہدی ومسیح موعود سب کا متفقہ یہی نقطہ نظر تھا جو میں بیان کر رہا ہوں کہ حضورؑ کے بعد احمدی سلسلہ میں موعود زکی غلام کی بعثت ہی قدرت ثانیہ ہے۔میرے اس بیان کی تاریخ احمدیت تصدیق کرتی ہے جس کو مولانا آپ ہرگز جھٹلا نہیں سکتے۔

قدرتِ ثانیہ کی حقیقت۔اب سوال ہے کہ حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کی اِس قدرتِ ثانیہ سے کیا مراد تھی۔؟ اِس سلسلہ میں جواباً عرض ہے کہ یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ آنحضرت ﷺ حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کی طرح بلکہ آپؑ سے بھی بہت بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی ایک مجسم قدرت تھے۔آپ ﷺ نے اپنے بعد جس قدرتِ ثانیہ کا وعدہ فرمایا اُسکے دو رُوپ تھے۔اُس کا پہلا رُوپ اِنتخابی یا مشاورتی خلافت کا تھا۔اِس قسم کی خلافت کے متعلق آنحضرت ﷺ ایک روایت میں فرماتے ہیں اور اس کا حوالہ پہلے دیا جا چکا ہے کہ ''ہر

نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔اور ہر خلافت کے بعد ملوکیت ہوتی ہے۔'' قدرتِ ثانیہ کے اِس رُوپ یعنی اِنتخابی خلافت کے متعلق آنحضرت ﷺ کے یہ الفاظ بڑے واضح ہیں اور اِس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ ہر نبوت کے بعد خلافت (انتخابی یا مشاورتی) قائم ہوتی ہے اور پھر وقت کیساتھ ساتھ اِس خلافت راشدہ کی صف لپیٹ کر اِس کی جگہ ملوکیت لے لیتی ہے۔آنحضرت ﷺ کی رحلت کے بعد عملی طور پر قدرتِ ثانیہ کا یہ اِنتخابی یا مشاورتی سلسلہ نہ صرف تیس سال تک قائم رہ کر بالآخر ملوکیت اور بادشاہت میں بدل گیا بلکہ واقعات اور حالات نے بھی آپ ﷺ کے متذکرہ بالا بیان پر مہر تصدیق ثبت فرمادی۔یہ بھی یاد رہے کہ ملوکیت اپنے وقت میں اپنے آپ کو کبھی ملوکیت نہیں کہلواتی بلکہ لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے اپنا نام ہمیشہ خلافت رکھتی ہے مثلاً خلافت اُمیہ، خلافت عباسیہ اور خلافت عثمانیہ وغیرہ۔اِسی سلسلہ میں حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے دوسرے فرزند جناب مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں۔

''یاد رکھنا چاہیے کہ گو خلافت کا حکم دائمی ہے یعنی جب بھی کوئی نبی مبعوث ہوگا تو اُسکے بعد لازماً خلافت آئے گی۔مگر خلافت کا سلسلہ دائمی نہیں ہے یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک نبی کے بعد اُسکے خلفاء کا سلسلہ ہمیشہ متصل صورت میں قائم رہے۔بلکہ خلافت کا زمانہ حالات اور ضرورت پر موقوف ہے۔یعنی چونکہ خلافت نبوت کا تتمہّ ہے اس لیے جب تک خدا تعالیٰ کسی نبی کے کام کی تکمیل اور اُسکے بوئے ہوئے بیج کی حفاظت کیلئے خلافت کے سلسلہ کو ضروری خیال فرماتا ہے یہ سلسلہ قائم رہتا ہے اور اُسکے بعد یہ سلسلہ ختم ہوجاتا ہے۔اور پھر خلافت کی جگہ ملوکیت یا بالفاظ دیگر جماعت اور قوم کا دور دورہ شروع ہوجاتا ہے۔'' (اِسلامی خلافت کا صحیح نظریہ۔بیان فرمودہ ۱۹۔دسمبر ۱۹۵۱ء۔صفحہ ۳۰۔۳۱)

جناب مرزا بشیر احمد صاحب آگے رقم فرماتے ہیں:۔''پس حقیقت یہی ہے اور یہ ایک لطیف نکتہ ہے جو یاد رکھنا چاہیے کہ کسی نبی کے بعد خلافتِ متصلہ کا سلسلہ دائمی طور پر نہیں چلتا بلکہ صرف اُس وقت تک چلتا ہے جب تک کہ خدا تعالیٰ نبوت کے کام کی تکمیل کیلئے ضروری خیال فرمائے۔اور اِسکے بعد ملوکیت کا دور آجاتا ہے۔۔۔۔اور بنواُمیہ اور بنوعباس کے خلفاء جو خلافتِ راشدہ کے بعد برسرِ اقتدار آئے سب اِسی نوع میں داخل تھے گو وہ غلط طور پر خلیفہ بھی کہلاتے رہے جسکی وجہ سے کئی غلط فہمیاں پیدا ہوئیں۔'' (ایضاً۔صفحہ ۳۲)

آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اِس وعدہ کے موافق جو اُس نے اِنَّانَحنُ نَزّلنا الذِّکرَوَاِنَّالَہ لَحَا فِظُونَ (سورۃ الحجر:۱۰) میں فرمایا ہے اپنے بعد قدرتِ ثانیہ کے جس دوسرے رُوپ کا وعدہ فرمایا وہ الہامی یا رُوحانی اور تجدیدی خلافت تھی۔آپ ﷺ نے قدرتِ ثانیہ کے اِسی دوسرے سلسلہ کو دائمی قرار دیا ہے جیسا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

''قال رسول اللہ ﷺ''اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَبعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلیٰ رَأسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَّنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔ ''یعنی اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اِس امت کیلئے ایک شخص کو مبعوث فرمائے گا جو اِس کیلئے دین کو تازہ کرے گا۔(مشکوٰۃ شریف جلد ا صفحہ ۱۷ بحوالہ سنن ابوداؤد جلد ۲ کتاب الملاحم)

بعد ازاں حالات اور واقعات نے اِس سچائی پر بھی مہر تصدیق ثبت فرمادی کہ آنحضرت ﷺ کے بعد قدرتِ ثانیہ کا یہ دوسرا الہامی یا تجدیدی سلسلہ ہی دائمی تھا کیونکہ اِس کا سلسلہ آج تک ختم نہیں ہوا اور نہ ہی اِنشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ختم ہوگا۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ بذاتِ خود آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ اِسی دائمی قدرتِ ثانیہ کے سلسلے کے تیرھویں مظہر تھے۔اللہ تعالیٰ نے فنافی الرسول ہونے کی بدولت حضرت مرزا غلام احمدؑ کو اپنے آقا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا کامل ظِل بنایا تھا۔اب یہ کس طرح ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کی جماعت کو آپکے آقا ﷺ کی اُمت کا ظِل نہ بناتا۔؟ یقینی طور پر جس طرح آقا اور غلام میں اللہ تعالیٰ نے باہم ظِلی مشابہت پیدا کی تھی اِسی طرح اُس نے اِن کی جماعتوں میں بھی باہم ظِلی مشابہت پیدا کی ہے۔یہ بات اِنتہائی اہم اور یاد رکھنے کے لائق ہے کہ احمدی قدرتِ ثانیہ محمدی قدرتِ ثانیہ کا ہی ظِل اور اِس کا تسلسل ہے اور ظِل کے لیے ممکن نہیں کہ وہ کسی بھی رنگ میں اپنے اصل پر برتری حاصل کرلے۔مزید برآں یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اِنتخابی یا مشاورتی خلافت راشدہ کے اِختتام کے بعد اِلہامی یا تجدیدی خلافت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔اِسی ضمن میں جناب مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں:۔

''اِس جگہ یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ ملوکیت کے دور سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ اِس دور میں رُوحانی یعنی تجدیدی خلافت کا سلسلہ بھی ختم ہوجاتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ جہاں نبوت اور اُسکے ساتھ آنیوالی متصل خلافت کے دَوروں میں رُوحانیت اور دینی سیاست وتنظیم کی نہریں گویا ایک ہی وسیع دریا کی صورت میں مخلوط طور پر چلتی ہیں وہاں نبوت سے متصل آنیوالی خلافت کے بعد یہ مخلوط دریا دو (۲) جداگانہ نہروں میں تقسیم ہوجاتا ہے۔ایک نہر ملوکیت یعنی دنیوی سیاست کی بن جاتی ہے جس کی باگ ڈور بادشاہوں کے ہاتھ میں چلی جاتی ہے اور دوسری نہر خالص رُوحانی خلافت کا رنگ اختیار کرلیتی ہے جو حسبِ ضرورت نبوت کی خدمت کیلئے ہمیشہ جاری رہتی ہے جیسا کہ اِبتدائی چار خلفاء کے بعد اَولیاءِ اُمت اور مجددین کے سلسلہ میں وقوع پذیر ہوا۔اور ظاہر ہے کہ خلافت متصلہ کے مقابل پر جو تیس (۳۰) سال کے عرصہ میں ختم ہوگئی اِس قسم کی رُوحانی اور تجدیدی خلافت کا سلسلہ دائمی ہے اور کبھی ختم نہیں ہوتا۔'' (اِسلامی خلافت کا صحیح نظریہ۔صفحہ ۳۴)

ایاز صاحب۔مثیل مصطفےٰ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام اپنے آقا و مولا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کے متعلق فرماتے ہیں۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے

اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تو خدایا وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

واضح ہو کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ایک عام انسان نہیں تھے بلکہ ایک سخت ذہین وفہیم اور صاحب علم اور صاحب اِلہام انسان تھے۔ میں تو یہ بھی یقین رکھتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اُمت محمدیہ میں آپؑ کا فہم اور علم اُمت محمدیہ کے مجموعی علم اور فہم سے بھی بڑھ کر تھا۔

(۱) آپؑ جانتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد قدرتِ ثانیہ کی پیشگوئی فرمائی تھی اور آپؑ یہ بھی بخوبی جانتے تھے کہ آنحضور ﷺ نے جس رنگ میں اپنے اصحابؓ کی تربیت فرمائی تھی ایسی تربیت اُمتِ محمدیہ میں کوئی دوسرا انسان اپنے اصحاب کی نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن پھر بھی آنحضور ﷺ کے بعد خلافت کے رنگ میں قدرتِ ثانیہ کا اِنتخابی سلسلہ بمشکل تیس (۳۰) سال تک جاری رہ کر بعد ازاں خلافت کے نام پر ملوکیت اور بادشاہت میں بدل گیا تھا۔

(۲) آپؑ یہ بھی جانتے تھے کہ اِن ''ملوک اور بادشاہوں یعنی قبضہ گروپوں'' کے ہاتھوں جو خلافت کے نام پر آنحضرت ﷺ کے جانشین بن بیٹھے تھے آنحضور ﷺ کے بہت سارے اصحابؓ ذلیل وخوار ہوئے تھے۔ مزید برآں آپ ﷺ کی آل اور نواسے کو بھی اِن نام نہاد خلیفوں کے حکم پر میدان کربلا میں ذبح کیا گیا تھا۔

(۳) آپؑ بخوبی جانتے تھے کہ اِنتخابی خلفاء یا جانشینوں کا سلسلہ دائمی طور پر رشد وہدایت پر قائم نہیں رہ سکتا۔ اِسی لیے آپؑ نے رسالہ الوصیت میں فرمایا ہے کہ!۔

''اور چاہیے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔۔۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔'' (الوصیت بحوالہ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶ تا ۳۰۷)

یعنی میری وفات کے معاً بعد بعض وجود منتخب ہونگے اور یہ لوگ عبوری نگران یعنی (Care taker) ہونگے اور اِنتظامی امور چلائیں گے اُس وقت تک کہ جب تک کوئی روح القدس پا کر کھڑا نہیں ہو جاتا۔

(۴) آپؑ یہ بھی بخوبی جانتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ قدرتِ ثانیہ کا دوسرا سلسلہ جو کہ ہر صدی کے سر پر رُوح القدس پا کر کھڑے ہونے والے اِلہامی یا تجدیدی خلفاء پر مشتمل ہے وہی دائمی طور پر قیامت تک جاری وساری رہ سکتا ہے اور آپؑ خود بھی اِسی دائمی قدرتِ ثانیہ کے سلسلے کے تیرھویں مظہر تھے۔ آپؑ جانتے تھے کہ چونکہ احمدیت کوئی نیا دین نہیں بلکہ محمدیت کا ہی ظل اور اِس کا تسلسل ہے لہٰذا آپؑ نے اپنے بعد اپنی وصیت میں اِسی اِلہامی یا تجدیدی سلسلہ کو قدرت ثانی قرار دیا تھا نہ کہ اُن اماموں کو جنہیں چالیس (۴۰) مومنوں نے اتفاق رائے کیساتھ عبوری دور کیلئے بطور نگران (care taker) منتخب کرنا تھا۔ اور حضورؑ جانتے تھے کہ میثاق النبیین کے مطابق احمدی قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر کی بشارت بہت پہلے اُنہیں ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں مل چکی تھی۔ بلا شک وشبہ حضورؑ کی وفات کے بعد جید اصحاب احمدؑ بشمول حضرت مولوی نورالدینؓ اور ساری جماعت کا احمدی قدرت ثانیہ کے متعلق یہی تصور تھا اور سب مل کر اسی قدرت ثانیہ کے نزول کیلئے دعائیں کرتے رہے۔

''قدرتِ ثانیہ کیلئے اِجتماعی دعا: حضرت میر ناصر نواب صاحب نے حضرت خلیفہ اولؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قدرتِ ثانیہ کے ظہور کیلئے ہر ملک میں اکھٹے ہو کر اِجتماعی دعا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اولؓ نے مولوی محمد علی صاحب کو حکم دیا کہ وہ اخبارات میں اِجتماعی دعا کی تحریک شائع کریں۔ چنانچہ اُنہوں نے اِسکی تعمیل میں اعلان شائع کر دیا۔ قادیان میں حضرت میر صاحب ایک عرصہ تک مسجد مبارک میں یہ اِجتماعی دعا کراتے رہے۔'' (تاریخ احمدیت جلد ۳ صفحہ ۲۱۲)

اَمر واقع یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے موعود زکی غلام کو ہی قدرتِ ثانیہ کا مصداق سمجھتے تھے جس نے بعد ازاں رُوح القدس پا کر کھڑا ہونا تھا۔ احمدی موعود قدرتِ ثانیہ کے اِس پہلے مظہر کو حضورؑ نے ''مصلح موعود'' کا نام دیا تھا اور خلیفہ اوّلؓ بھی اُسے مجدد سمجھتے تھے۔ اگر یہ اِنتخابی خلافت حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی نظر میں قدرت ثانیہ ہوتی تو آپؓ ضرور حضرت میر ناصر نواب سے یہ اِرشاد فرماتے کہ قدرتِ ثانیہ تو مجسم رنگ میں خلیفۃ المسیح اوّل کی صورت میں آپکے سامنے موجود ہے اور اب آپ کس قدرت ثانیہ کیلئے دعائیں کرنا اور کروانا چاہتے ہیں۔؟ لیکن آپؓ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ آپؓ بذات خود جماعت کے ساتھ مل کر قدرت ثانیہ کے نزول کیلئے دعائیں کرتے رہے۔ اصحاب احمد میں حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ ایک ایسا عظیم الشان وجود تھا جن کے تقویٰ اور طہارت کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ یوں اِرشاد فرماتے ہیں:۔

"وکنت اصرخ فی لیلی ونهاری واقول یاربّ من انصاری یاربّ من انصاری انی فرد مهین۔فلما توا تررفع یدالدعوات۔وامتلأ منه حوّالسمٰوات۔ اجیب تضرعی۔وفارت رحمة ربّ العالمین۔فاعطانی ربیّ صدیقا صدوقا۔۔۔۔اسمه کصفاته النورانیة نورالدین۔۔۔۔ولما جاء نی ولاقانی ووقع نظری علیه رایته آیةً من آیات ربیّ وایقنت انه دُعائی الذی کنت اداوم علیه واشرب حسی۔ونبّانی حدسی۔انه من عباداللّٰه المنتخبین۔" (آئینہ کمالاتِ اِسلام ۱۸۹۳ء ۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحات ۵۸۱۔۵۸۳)

''میں رات دِن خدا تعالیٰ کے حضور چلاّ تا اور عرض کرتا تھا کہ اے میرے ربّ میرا کون ناصر و مددگار ہے۔ میں تنہا ہوں اور جب دُعا کا ہاتھ پے در پے اُٹھا اور فضائے آسمانی میری دُعاؤں سے بھر گئی تو اللہ تعالیٰ نے میری عاجزی اور دُعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور ربّ العالمین کی رحمت نے جوش مارا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص صدیق عطا فرمایا۔۔۔ اِس کا نام اِسکی نورانی صفات کی طرح نورالدین ہے۔۔۔ جب وہ میرے پاس آ کر مجھ سے ملا تو میں نے اُسے اپنے ربّ کی آیتوں میں سے ایک آیت پایا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ میری اِس دُعا کا نتیجہ ہے جو میں ہمیشہ کیا کرتا تھا اور میری فراست نے مجھے بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں میں سے ہے۔'' (ترجمہ از عربی عبارت بحوالہ مرقاتُ الیقین فی حَیاتِ نورالدّین صفحہ ۱-۲ مرتبہ اکبر شاہ خاں نجیب آبادی)

حضورؑ اپنے اس مخلص صاحب کے متعلق منظوم کلام میں یوں اِرشاد فرماتے ہیں ؎ چہ خوش بُودے اگر ہر یک زاُمت نوردیں بودے۔ ہمیں بُودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقین بودے یعنی کیا ہی اچھا ہوا گر قوم کا ہر فرد نوردین بن جائے۔ مگر یہ تو تب ہی ہوسکتا ہے کہ ہر دِل یقین کے نور سے بھر جائے۔

حضرت بانئے جماعتؑ کی وفات کے بعد یہی عظیم الشان وجود حضورؑ کا جانشین منتخب ہوا اور اِس خلیفہ راشد کا بھی یہی اِیمان تھا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے جس قدرت ثانیہ کی اپنی جماعت کو بشارت بخشی تھی اُس سے سلسلہ مجددین یعنی اِلہامی خلفاء مراد ہیں اور آپؓ نے بحیثیت خلیفۃ المسیح اولیٰ احمدیہ سلسلہ میں ظاہر ہونیوالے قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر یعنی زکی غلام مسیح الزماں کے ظہور کا وقت بھی اِجتہادی رنگ میں اندازاً بتایا تھا۔ محترم جناب ملک غلام فرید صاحب ایم۔اے کے برادر اکبر مکرم ماسٹر نواب الدین صاحب مرحوم حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کا قرآن کریم کا درس باقاعدگی کیساتھ نوٹ کیا کرتے تھے۔ ذیل کے الفاظ حضرت کے درس فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۱۲ء سے لیے گئے ہیں۔ مکرم ماسٹر صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ یکم دسمبر ۱۹۱۲ء کے درس میں حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے فرمایا تھا:۔

''تیس برس کے بعد اِنشاءاللہ مجھے اُمید ہے کہ مجدد یعنی موعود (قدرتِ ثانیہ) ظاہر ہوگا۔'' (حیات نور صفحہ ۴۰۴ مؤلف شیخ عبدالقادر مرحوم سابق سوداگرمل)

مندرجہ بالا حوالہ سے ایک بار پھر یہ حقیقت طشت از بام ہوگئی کہ حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اوّلؓ قطعی طور پر احمدیہ اِنتخابی خلافت کو قدرت ثانیہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ آپ اُن اِلہامی خلفاء کے سلسلہ کو جو پہلے ہی محمدی سلسلہ میں مجددین کے رنگ میں مبعوث ہوتے چلے آرہے ہیں قدرت ثانیہ سمجھتے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ آپؓ نے موعود قدرت ثانیہ کے نزول کے وقت کا جو تعین فرمایا تھا یہ محض آپؓ کا ایک اِجتہاد تھا۔ جبکہ فی الحقیقت احمدی موعود قدرت ثانیہ کے مظہر اوّل (زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود) نے اُمت محمدیہ میں آنے والے مجددین کی طرح جماعت احمدیہ میں آئندہ صدی یعنی پندرھویں صدی ہجری کے سر پر ظاہر ہونا تھا۔

جناب مبشر احمد ایاز صاحب۔ ۱۹۱۴ء کے بعد سے آج تک مسلسل یہ راگ اَلاپا جارہا ہے کہ خلافت احمدیہ ہی قدرت ثانیہ ہے۔ میرا آپ سے سوال ہے کہ اگر اِنتخابی خلافت احمدیہ ہی قدرتِ ثانیہ تھی تو آپ اور آپکے بزرگوں اور خاندان نبوت نے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی خلافت کو قدرتِ ثانیہ کیوں نہ مانا اور آپؓ کو قدرتِ ثانیہ کا پہلا مظہر کیوں تسلیم نہ کیا اور آپؓ کے عہد مبارک میں نزولِ قدرتِ ثانیہ کیلئے متواتر دعائیں کیوں کرتے اور کرواتے رہے۔؟؟؟

آپ لکھتے ہیں۔ ''یہی تشریح حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمائی یہی تشریح آپؑ کے بعد آپکے خلفاء نے فرمائی، حیرت ہے آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے خطبات پر مشتمل ایک کتابچہ ''تین اہم خطبات'' کے صفحہ ۴۳۔۴۱ کا حوالہ دیا ہے۔ کیا آپ نے وہ خود پڑھا ہے؟''

الجواب۔ خاکسار نے بھی کئی دفعہ اِن خطبات کو پڑھا ہے۔ باقی آپ یہ جو فرمارہے ہیں کہ جو تشریح حضورؑ نے فرمائی ہے وہی تشریح آپکے خلفاء نے بھی فرمائی۔ آپکی یہ بات قطعاً درست نہیں ہے۔ اگر حضورؑ کے یہ منتخب امام آپؑ کے نقش قدم پر چلتے رہتے تو آج جماعت احمدیہ میں عقائد کے بارے میں جو خرابیاں پیدا ہوئی ہیں اور جماعت میں جو گروپنگ (grouping) ہوئی ہے یہ ہرگز نہ ہوتی۔ میں یہاں بطور مثال آنحضرت ﷺ کی حدیث مجددین کو پیش کرتا ہوں۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے نہ صرف اِس حدیث کو سچا قرار دیا بلکہ اپنی تحریروں میں سینکڑوں جگہ یہ بھی فرمایا کہ اسلام میں آنحضرت ﷺ کی اس حدیث کے مطابق تجدید دین کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ خاکسار مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر اس سلسلہ میں حضور علیہ السلام کے چند اقتباسات اِنکے سیاق و سباق کو بغور و فکر پڑھنے کے بعد درج کرتا ہے۔

(۱) ''جاننا چاہیے کہ اگرچہ عام طور پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ خدائے تعالیٰ اس اُمت کی اصلاح کیلئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدّد مبعوث کرتا رہے گا جو اُس کے دین کو نیا کرے گا۔'' (نشان آسمانی۔ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۷۸)

(۲) ''اوّل وہ پیشگوئی رسول اللہ ﷺ کی جو تواتر معنوی تک پہنچ گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر یک صدی کے سر پر وہ ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو دین کو پھر تازہ کرے گا۔'' (آئینہ کمالاتِ اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۴۰)

(۳)’’یہ بھی یادر ہے کہ ہر ایک زمانہ کیلئے اتمام حجت بھی مختلف رنگوں سے ہوا کرتا ہے اور مجدّد وقت اُن قوتوں اور مَلکوں اور کمالات کیساتھ آتا ہے جو موجودہ مفاسد کا اصلاح پانا اُن کمالات پر موقوف ہوتا ہے سو ہمیشہ خدا تعالیٰ اس طرح کرتا رہے گا جب تک کہ اس کو منظور ہے کہ آثار رشد اور اصلاح دنیا میں باقی رہیں۔‘‘(شہادت القرآن۔روحانی خزائن جلد۶صفحہ۳۴۲)

(۴)’’یہ یادر ہے کہ مجدّد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے ہاں گمشدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجدّدوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفَاسِقُوۡنَ ۔یعنے بعد اس کے جو خلیفے (مجدّد۔ناقل) بھیجے جائیں پھر جو شخص ان کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔‘‘(شہادت القرآن۔روحانی خزائن جلد۶صفحہ۳۴۴)

جناب ایاز صاحب۔خاکسار اِنتہائی افسوس کیساتھ یہ عرض کرتا ہے کہ حضرت بانئے جماعتؑ کے بعد اِن احمدی منتخب اماموں کا کام یہ ہونا چاہیے تھا کہ اگر جماعت احمدیہ میں کوئی بدعت یا کوئی غلطی پیدا ہوتی تو وہ کلام اللہ،سنت رسول ﷺ اور حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کے اِلہام اور کلام کی روشنی میں اُسکی اصلاح کرتے لیکن یہ کیا ہوا کہ خدا کے نام پر جو جماعت احمدیہ کے رکھوالے بنے ہوئے تھے یا بنائے گئے تھے اُنہوں نے ہی ہر صدی کے سر پر مجدد کے مبعوث ہونے کے آنحضرت ﷺ کے مقدس اور مبارک اِرشاد پر حملہ کر دیا۔جس تجدید دین کو حضرت مہدی ومسیح موعودؑ نے دین اسلام کا ایک امتیازی نشان قرار دیا تھا آپکے بعد منتخب ہونے والے اِن اماموں نے نہ صرف اس تجدید دین کا انکار کیا بلکہ اسکے متعلق یہ بھی کہنا شروع کر دیا کہ’’باقی رہا تجدید دین کا کام تو وہ ہم میں سے ہر آدمی کر رہا ہے کوئی تھوڑے پیمانہ پر کر رہا ہے کوئی بڑے پیمانے پر‘‘۔اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ سب کچھ اِن منتخب اماموں نے حضرت بانئے جماعتؑ کی پیروی میں کیا تھا یا کہ آپکی تعلیم کا صریحاً انکار اور بغاوت کی تھی۔خاکسار’’تین اہم خطبات‘‘میں سے ہی بطور ثبوت ایک اقتباس پیش کرتا ہے۔جناب خلیفہ ثالث مرزا ناصر احمد صاحب خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

’’اب جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت پر ۸۶/ ۸۷ سال گزر گئے تو پہلے قاعدہ کے مطابق آنیوالے مجدد کی تلاش کرنی چاہیے تھی۔۔۔۔۔جب ہم یہ کہتے ہیں کہ آخری ہزار سال کیلئے آپ آخری خلیفہ اور مجدد الف آخر ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے جو علوم انسان کے ہاتھ میں دیئے ہیں اور قرآن کریم کی تفسیر بیان کی ہے وہ قیامت تک کیلئے کافی ہے۔(کیا قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کے مبارک ارشادات کے خزانوں میں کوئی کمی رہ گئی تھی اور اگر کوئی کمی رہ گئی تھی تو پھر اب حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کے بعد ایسی کمی کیوں نہیں رہ سکتی؟۔ناقل) آپکی کتابوں میں سے لوگ ایسے مضامین اخذ کریں گے جو انسان کے مسائل کو حل کرنے میں مدد دیں گے۔اس لئے اب اس سلسلہ میں کسی نئے آنیوالے کی ہمیں ضرورت نہیں۔(آپکو ضرورت نہیں اور آپ ہی کی طرح عالم اسلام کو بھی ایک اُمتی مسیح موعود اور ایک اُمتی نبی کی ضرورت نہیں تھی؟۔ناقل)باقی رہا تجدید دین کا کام تو وہ ہم میں سے ہر آدمی کر رہا ہے کوئی تھوڑے پیمانہ پر کر رہا ہے کوئی بڑے پیمانے پر۔پس جماعت احمدیہ کا ہر وہ فرد جو نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ پر چلتے ہوئے دین اسلام کی خدمت میں وقف ہے پورے طور پر یا جزوی طور پر اور آپکی سچی پیروی میں اپنی جان اور مال کی قربانی سے دریغ نہیں کرتا وہ درحقیقت تجدید دین ہی کا کام کر رہا ہوتا ہے(اِس قسم کی تجدید عالم اسلام میں حضرت مرزا صاحب سے پہلے ہوتی چلی آرہی تھی تو پھر بشمول حضرت مرزا صاحبؑ عالم اسلام میں تیرہ مجدد کیوں آئے اور اُنکی کیا ضرورت تھی؟اب جو ضرورت حضرت مرزا صاحبؑ سے پہلے تھی وہ ضرورت حضرت مرزا صاحب کے بعد کیوں نہیں ہے۔؟)۔میں اپنے دوستوں کو یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ امیر تیمور نے ایک بادشاہ کے متعلق لکھا ہے جو ان سے معاً پہلے گذرا ہے کہ اس نے صرف ایک بات میں دین کی تجدید کی اس لیے امیر تیمور کے نزدیک ان کو بھی مجدد کہہ سکتے ہیں۔لیکن وہ خاص سلسلہ جو تیرہ پر ختم ہو گیا اس سلسلہ میں کسی نے نہیں آنا ہاں مگر وہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیلئے بطور ظل کے ہو۔چنانچہ ایک اور جگہ آپ نے فرمایا ہے خلافت کا سلسلہ آپ کیلئے بطور ظل کے ہے۔(حالانکہ حضورؑ نے خلافت یعنی امامت کیساتھ مسیح کو بھی اپنا ظل قرار دیا ہے(روحانی خزائن جلد۲۰صفحہ۲۰۸)لیکن اس کا ذکر یہاں دیدہ ودانستہ نہیں کیا گیا۔ناقل)۔خلافت کا سلسلہ بطور ظل کے اسلئے ہے کہ خلیفہ وقت قرآن کریم کی تفسیر کرے گا اور اس طرح اپنے زمانہ کے مسائل کو حل کرتا چلا جائے گا اور اس سلسلہ کے کسی نئے مجدد کی ضرورت اس معنی میں نہیں پڑے گی ورنہ تو یہ ظلم ہو جاتا کہ انسانی مسائل پیدا ہو جاتے اور ان کا حل کرنے والا کوئی نہ ہوتا اور کوئی ایسا طریق نہ بتایا جاتا کہ قرآن کریم سے کیسے حل نکلتا ہے۔(ختم نبوت کی طرح ختم مجددیت کے باطل عقیدے کو رواج دے کر اور اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود پر قبضہ کر کے یہ ظلم تو آپ عملاً کر چکے ہیں۔اور حضرت مرزا صاحبؑ کے بعد جو ظلم یہ منتخب یا نامزد امام کرنیوالے تھے اِسکی اصلاح اور تدارک کیلئے کیا اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں ایک زکی غلام کی بشارت نہیں دی ہوئی تھی۔ناقل)پھر اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظل کے طور پر خدا تعالیٰ سے علم حاصل کر کے اور اس سے پیار کر کے اور حضرت نبی کریم پر درود بھیجتے ہوئے(اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود پر قبضہ کر کے دین اسلام میں جاری تجدیدی نعمت کو ختم کرنیوالے اللہ تعالیٰ سے پیار کرنیوالے اور حضور ﷺ پر درود بھیجنے والے کیسے ہو سکتے ہیں؟ناقل)خلافت احمدیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں کوئی نہ کوئی اصل یا بیج مل جاتا ہے جس سے مسائل حل کرنے میں مدد مل جاتی ہے۔‘‘(خطبہ جمعہ مورخہ ۱۹۔مئی ۱۹۷۸ء

فرمودہ خلیفۃ المسیح الثالث بمقام فرینکفرٹ جرمنی بحوالہ تین اہم خطبات صفحہ ۴۱ تا ۴۳)

خلیفۃ المسیح الثالث کے یہ الفاظ بہت واضح ہیں اور اِن میں آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق ہر صدی کے سر پر رُوح القدس پا کر مبعوث ہونیوالے مجدد کا نہ صرف انکار کیا گیا بلکہ اُسکی حیثیت کو بھی بہت ثانوی اور غیر اہم قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ حقیقت اِسکے بالکل برعکس ہے۔ یہ یاد رکھیں کہ آنحضرت ﷺ کے مبارک اِرشاد کہ ''ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا'' سے اگر کوئی شخص اِس قسم کی عام تجدید مراد لیتا ہے تو وہ نہ صرف غلطی کر رہا ہے بلکہ لوگوں کو گمراہ بھی کر رہا ہے۔ آپ ﷺ کے اس اِرشاد سے قطعاً عام تجدید مراد نہیں بلکہ حضرت بانئے جماعتؑ کے بقول ایسا مجدد ہمیشہ علوم لدینہ و آیات سماویہ کیساتھ آتا ہے۔ آنحضرت ﷺ اور آپکے غلام حضرت بانئے جماعتؑ کے اِس اِرشاد کے ایسے معنی کرنا دراصل اِنکے اِرشاد کی نہ صرف معنوی تحریف ہے بلکہ اِنکی تعلیم کا انکار اور اُس سے بغاوت بھی ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے کہ ہر ایک صدی پر ایک مجدد کا آنا ضروری ہے اب ہمارے علماء کہ جو بظاہر اِتباع حدیث کا دم بھرتے ہیں۔ اِنصاف سے بتلاویں کہ کس نے اِس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ سے اِلہام پا کر مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے یوں تو ہمیشہ دین کی تجدید ہو رہی ہے مگر حدیث کا تو یہ منشاء ہے کہ وہ مجدد خدائے تعالیٰ کی طرف سے آئے گا۔ یعنی علوم لدینہ و آیات سماویہ کیساتھ۔ اب بتلاویں کہ اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر کون آیا جس نے اِس چودھویں صدی کے سر پر مجدد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا۔ جیسا کہ اِس عاجز نے کیا۔ کوئی اِلہامی دعاوی کیساتھ تمام مخالفوں کے مقابل پر ایسا کھڑا ہوا جیسا کہ یہ عاجز کھڑا ہوا تفکروا و تندموا و اتقو اللہ و لاتغلوا۔'' (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۷۸ تا ۱۷۹)

جاننا چاہیے کہ جماعت احمدیہ میں ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا دعویدار مسمی عبدالغفار جنبہ نے اپنا مدلل دعویٰ اپنی کتاب غلام مسیح الزماں کے رنگ میں خلیفہ رابع صاحب کے حضور ۲۔ اپریل ۱۹۹۳ء میں پیش کر دیا تھا۔ مدعی عبدالغفار جنبہ نے اپنے دعویٰ کی سچائی کے حق میں قرآن کریم، احادیث رسول مقبول ﷺ، حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے اِلہام و کلام کے علاوہ عقلی دلائل کیساتھ ساتھ بطور ثبوت خلیفہ رابع صاحب کا اپنا منظوم کلام اُنکے آگے رکھ کر کھڑا تھا۔ خلیفہ رابع صاحب نے مدعی کے دعوے کی وصولی کا خط بطور رسید اُسے ۸۔ جون ۱۹۹۳ء کو پوسٹ کیا تھا۔ خلیفہ رابع صاحب نے مدعی کے دعویٰ غلام مسیح الزماں کا مثبت جواب دیا یا منفی اس وقت یہ بات زیر بحث نہیں۔ اس وقت میں آپ کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ خلیفہ رابع صاحب کے ۲۷۔ اگست ۱۹۹۳ء کے خطبہ جمعہ سے پہلے جماعت احمدیہ میں ایک مدعی غلام مسیح الزماں علمی، الہامی، عقلی اور نقلی دلائل کیساتھ ساتھ خلیفہ صاحب کے منظوم کلام میں اپنے دعوے کی تصدیق کا ثبوت پیش کر کے اپریل ۱۹۹۳ء سے اُنکے آگے کھڑا تھا اور کوئی بھی متقی اور متلاشی حق اس کا ثبوت مدعی کی ویب سائٹ (alghulam .com) پر دیکھ سکتا ہے۔ خلیفہ رابع صاحب ایک موعود مصلح، مجدد اور موعود زکی غلام مسیح الزماں ہونے کے دعویدار کا منہ دیکھ رہے تھے اور وہ قطعی علمی اور اِلہامی دلائل کیساتھ اُنکے آگے کھڑا تھا۔ اِس سب کے باوجود خلیفہ رابع صاحب اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷۔ اگست ۱۹۹۳ء میں افرادِ جماعت احمدیہ کو کیا پیغام دے رہے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

''دیکھیں صدی گزر گئی جس صدی کے سر پر یہ پراپیگنڈے کئے جا رہے تھے۔ لیکن کوئی مجدد ظاہر نہیں ہوا۔ دوسری صدی شروع ہوگئی اور اسکے تیرہ سال گزر چکے ہیں اور چودھویں میں داخل ہو رہے ہیں لیکن خلافت احمدیہ سے باہر کوئی مجدد ظاہر نہیں ہوا۔ پس خدا کی اس گواہی نے ہمیشہ کے لیے ان لوگوں کے پراپیگنڈے کو جھٹلا دیا ہے جو یہ کہا کرتے تھے کہ اب خلافت کے آخری سانس ہیں۔ اور تجدید کے دن آ رہے ہیں۔ کسی مجدد کی تلاش کرو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایسے لوگ اگر سو سو سال کی عمریں بھی پائیں اور مر جائیں تو نامرادی کی حالت میں مریں گے اور کسی مجدد کا منہ نہیں دیکھیں گے۔ اُنکی اولادیں بھی لمبی عمریں پائیں اور مرتی چلی جائیں، اُن کی اولادیں بھی لمبی عمریں پائیں اور مرتی چلی جائیں۔ خدا کی قسم خلافت احمدیہ کے سوا کہیں اور مجددیت کا منہ نہ دیکھیں گی۔ یہی وہ تجدید دین کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے جو ہر صدی کے سر پر ہمیشہ جماعت کی ضرورتوں کو پورا کرتا چلا جائے گا۔''

خلیفہ رابع صاحب اپنے خطبہ جمعہ میں اِرشاد فرما رہے ہیں کہ ''میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایسے لوگ اگر سو سو سال کی عمریں بھی پائیں اور مر جائیں تو نامرادی کی حالت میں مریں گے اور کسی مجدد کا منہ نہیں دیکھیں گے۔ اُنکی اولادیں بھی لمبی عمریں پائیں اور مرتی چلی جائیں، اُن کی اولادیں بھی لمبی عمریں پائیں اور مرتی چلی جائیں۔ خدا کی قسم خلافت احمدیہ کے سوا کہیں اور مجددیت کا منہ نہ دیکھیں گی'' جبکہ اَمر واقع یہ تھا کہ پندرھویں صدی ہجری کے سر پر ظاہر ہونیوالا جماعت احمدیہ کا پہلا مجدد موعود، مصلح موعود اور موعود زکی غلام مسیح الزماں اپنے قطعی، علمی اور اِلہامی دعوے کیساتھ اُنکے آگے کھڑا تھا اور خلیفہ صاحب اُس کا منہ دیکھ رہے تھے۔ اور خلیفہ صاحب خطبہ جمعہ میں سٹیج پر کھڑے ہو کر افرادِ جماعت کے آگے یہ فرما رہے ہیں کہ تم کسی مجدد کا منہ نہیں دیکھو گے۔ اِنا للہ و انا اِلیہ راجعون۔ مولانا صاحب۔ آپ سے میرا سوال ہے کہ مسجدوں میں منبر رسول ﷺ پر کھڑے ہو کر ایک مدعی جو اُنکے سامنے کھڑا ہے اور للکار رہا ہے اُس کو نظر انداز (ignore) کر رہے ہیں اور بار بار کہہ رہے ہیں کہ تم اب قیامت تک کسی مجدد کا منہ نہیں دیکھو گے۔ کیا ایسے لوگ خدا کا

خلیفہ کہلوانے کے مستحق ہو سکتے ہیں (بیشک وہ حضورؐ کی صلبی اولاد ہی کیوں نہ ہوں؟) حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے جانشین ہو سکتے ہیں؟

جماعت احمدیہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ دیئے گئے زکی غلام کی بشارت کے ہوتے ہوئے مسجدوں میں سٹیج پر کھڑے ہو کر یہ اعلان کرنا کہ اب اس سلسلہ میں کسی نے نہیں آنا کس قدر فریب اور کذب بیانی ہے؟ اب اگر ایسے اماموں نے ہی ایک ہزار سال تک جماعت احمدیہ کی قیادت کرنی ہے تو پھر اس سے بڑی اور قیامت احمدیوں کیلئے کیا ہوگی؟؟؟

جناب مولانا صاحب۔ اب آپ سے سوال ہے کہ تجدید دین سے متعلقہ آنحضرت ﷺ کی حدیث اور اِس کی جو تشریح حکم وعدل نے کی ہے اُسے مانیں یا پھر حضرت بانئے جماعت کے بعد آنیوالے امام جو تجدید دین سے متعلق آنحضرت ﷺ کے ارشاد اور اُسکی حکم وعدل نے جو تشریح فرمائی تھی کا دن دہاڑے انکار کر رہے ہیں اِس کو مانیں۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ خلیفہ ثانی صاحب موعود زکی غلام (مصلح موعود) نہیں تھے بلکہ اُنہوں نے جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کر کے اس اِلہامی پیشگوئی پر قبضہ کیا تھا اور پھر آپکے بعد آپکے جانشینوں (خلیفہ ثانی صاحب کے بیٹوں) نے اپنے باپ کے جھوٹے دعویٰ کو قائم رکھنے اور خلافت کے نام پر اپنے خاندانی اقتدار کو طول دینے کیلئے نہ صرف تجدید دین کے سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کے مبارک ارشاد پر حملہ کیا بلکہ آنحضرت ﷺ کے اِس ارشاد کی حکم وعدل نے جو تشریح کی تھی اِس کا بھی انکار کیا بلکہ ایک جبری اور غیر اسلامی نظام کیساتھ افراد جماعت کو اسیر بھی بنا لیا ہے۔ اگر جماعت احمدیہ میں آج یہی امر واقع اور حقیقت ہو تو پھر آپکے اِس فرمان (یہی تشریح حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمائی یہی تشریح آپؑ کے بعد آپکے خلفاء نے فرمائی،) سے بھی کیا کوئی بڑا جھوٹ اور بے ہودہ گوئی ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ دین اسلام میں ایک مجدد کی شان کیا ہے اور اُسکی بعثت کے اغراض و مقاصد کیا ہوتے ہیں؟ اِس موضوع پر حضورؑ (حکم وعدل) نے اِنتہائی خوبصورتی کیساتھ روشنی ڈالی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

''اب یہ بھی یاد رہے کہ وہ اسلام جس کی خوبیاں ہم بیان کر چکے ہیں وہ ایسی چیز نہیں ہے جس کے ثبوت کیلئے ہم صرف گذشتہ کا حوالہ دیں اور محض قبروں کے نشان دکھلاویں۔ اِسلام مردہ مذہب نہیں تا یہ کہا جائے کہ اُسکی سب برکات پیچھے رہ گئی ہیں اور آگے خاتمہ ہے۔ اسلام میں بڑی خوبی یہی ہے کہ اُسکی برکات ہمیشہ اِس کے ساتھ ہیں اور وہ صرف گذشتہ قصوں کا سبق نہیں دیتا بلکہ موجودہ برکات پیش کرتا ہے دنیا کو برکات اور آسمانی نشانوں کی ہمیشہ ضرورت ہے۔ یہ نہیں کہ پہلے تھیں اور اب نہیں ہیں۔ ضعیف اور عاجز انسان جو اندھے کی طرح پیدا ہوتا ہے ہمیشہ اِس بات کا محتاج ہے کہ آسمانی بادشاہت کا اُس کو کچھ پتہ لگے۔ اور وہ خدا جس کے وجود پر ایمان ہے اُسکی ہستی اور قدرت کے کچھ آثار بھی ظاہر ہوں پہلے زمانہ کے نشان دوسرے زمانہ کیلئے کافی نہیں ہو سکتے کیونکہ خبر معائنہ کی مانند نہیں ہو سکتی اور اِمتداد زمانہ سے خبریں ایک قصہ کے رنگ میں ہو جاتی ہیں۔ ہر یک نئی صدی جو آتی ہے تو گویا ایک نئی دنیا شروع ہوتی ہے۔ اِس لیے اسلام کا خدا جو سچا خدا ہے ہر یک نئی دنیا کیلئے نئے نشان دکھلاتا ہے اور ہر یک صدی کے سر پر اور خاص کر ایسی صدی کے سر پر جو ایمان اور دیانت سے دور پڑ گئی ہے اور بہت سی تاریکیاں اپنے اندر رکھتی ہے ایک قائم مقام نبی کا پیدا کر دیتا ہے جس کے آئینہ فطرت میں نبی کی شکل ظاہر ہوتی ہے اور وہ قائم مقام نبی متبوع کے کمالات کو اپنے وجود کے توسُّط سے لوگوں کو دکھلاتا ہے اور تمام مخالفوں کو سچائی اور حقیقت نمائی اور پردہ دری کی رُو سے ملزم کرتا ہے۔ سچائی کی رو سے اس طرح کہ وہ سچے نبی پر ایمان نہ لائے پس وہ دکھلاتا ہے کہ وہ نبی سچا تھا اور اُسکی سچائی پر آسمانی نشان یہ ہیں اور حقیقت نمائی کی رُو سے اس طرح کہ وہ اس نبی متبوع کے تمام مغلقات دین کا حل کر کے دکھلا دیتا ہے۔ اور تمام شبہات اور اعتراضات کا استیصال کر دیتا ہے۔ اور پردہ دَری کے رُو سے اس طرح کہ وہ مخالفوں کے تمام پردے پھاڑ دیتا ہے اور دنیا کو دکھلا دیتا ہے کہ وہ کیسے بیوقوف اور معارف دین کو نہ سمجھنے والے اور غفلت اور جہالت اور تاریکی میں گرنے والے اور جناب اِلٰہی سے دُور و مہجور ہیں۔ اِس کمال کا آدمی ہمیشہ مکالمہ اِلٰہیہ کا خلعت پا کر آتا ہے۔ اور زکی اور مبارک اور مستجاب الدعوات ہوتا ہے۔ اور نہایت صفائی سے اِن باتوں کو ثابت کر کے دکھلا دیتا ہے کہ خدا ہے اور وہ قادر اور بصیر اور سمیع اور علیم اور مدبر بالارادہ ہے اور درحقیقت دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اہل اللہ سے خوارق ظاہر ہوتے ہیں۔ پس صرف اتنا ہی نہیں کہ وہ آپ ہی معرفت اِلٰہیہ سے مالا مال ہے بلکہ اس کے زمانہ میں دنیا کا ایمان عام طور پر دوسرا رنگ پکڑ لیتا ہے اور وہ تمام خوارق جن سے دنیا کے لوگ منکر تھے اور اِن پر ہنستے تھے اور اُن کو خلاف فلسفہ اور نیچر سمجھتے تھے۔ یا اگر بہت نرمی کرتے تھے تو بطور ایک قصہ اور کہانی کے ان کو مانتے تھے۔ اب اُسکے آنے سے اور اُس کے عجائبات ظاہر ہونے سے نہ صرف قبول ہی کرتے ہیں بلکہ اپنی پہلی حالت پر روتے اور تأسُّف کرتے ہیں کہ وہ کیسی نادانی تھی جس کو ہم عقل مندی سمجھتے تھے اور وہ کیسی بیوقوفی تھی جس کو ہم علم اور حکمت اور قانون قدرت خیال کرتے تھے۔ غرض وہ خلق اللہ پر ایک شعلہ کی طرح گرتا ہے اور سب کو کم و بیش حسب اِستعداد مختلفہ اپنے رنگ میں لے لیتا ہے۔ اگرچہ وہ اوائل میں آزمایا جاتا اور تکالیف میں ڈالا جاتا ہے اور لوگ طرح طرح کے دکھ اس کو دیتے اور طرح طرح کی باتیں اُسکے حق میں کہتے ہیں اور انواع اقسام کے طریقوں سے اس کو ستاتے اور اُس کی ذلت ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ برہان حق اپنے ساتھ رکھتا ہے اِسلئے آخر اُن سب پر غالب آتا ہے۔ اور اُسکی سچائی کی کرنیں بڑے زور سے دنیا میں پھیلتی ہیں اور جب خدائے تعالیٰ دیکھتا ہے کہ زمین اُسکی صداقت پر گواہی نہیں دیتی تب آسمان والوں کو حکم کرتا ہے کہ وہ گواہی دیں۔ سو اُس کیلئے ایک روشن گواہی خوارق کے رنگ میں دعاؤں کے قبول ہونے کے رنگ میں اور حقائق و معارف کے رنگ میں آسمان سے اُترتی ہے اور وہ گواہی بہروں اور گونگوں اور اندھوں تک پہنچتی ہے اور بہتیرے ہیں جو اِس وقت حق اور سچائی کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔ مگر مبارک وہ جو پہلے سے قبول کر لیتے ہیں

کیونکہ اُن کو بوجہ نیک ظن اور قوت ایمان کے صدیقوں کی شان کا ایک حصہ ملتا ہے اور یہ اُس کا فضل ہے جس پر چاہے کرے۔'' (آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن جلد۵ صفحہ ۲۴۵ تا ۲۵۱)

آپ اپنے جوابی مضمون کے صفحہ نمبر۳ پر لکھتے ہیں۔''اس جگہ کم از کم ہر احمدی کیلئے غور کرنے کی بات ہے، ویسے تو ہر ایک کیلئے جو بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کو پڑھے اس کیلئے غور کرنا ضروری ہے، لیکن احمدی کا اس لیے کہا ہے کہ اس کیلئے تو آپؑ کی تحریرات حجت ہیں ۔''

الجواب۔واضح ہو کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی تحریروں اور اِلہامات کو ہر احمدی کیلئے حجت ہونا چاہیے۔اگر کوئی احمدی حضورؑ کی تحریروں اور اِلہامات کو حجت نہیں مانتا تو پھر وہ کیسا احمدی اور حضرت مرزا صاحبؑ کا کیسا مومن؟ امر واقع یہ ہے کہ ہر احمدی بشمول اس عاجز حضورؑ کی تحریروں اور اِلہامات کو صدق دل سے مانتے ہیں اور اِن پر ایمان بھی رکھتے ہیں کہ حضورؑ نے سچ فرمایا ہے۔حضرت بانئے جماعت کی تحریروں اور اِلہامات، آنحضرت ﷺ کے مبارک اِرشادات اور قرآن کریم کا اگر جماعت احمدیہ میں کسی نے انکار کیا ہے یا بعض عبارتوں کی معنوی تحریف کی ہے تو حضورؑ کی رحلت کے بعد ۱۹۱۴ء سے لے کر آج تک یہ منتخب ہونیوالے امام یعنی حضورؑ کی صلبی اولاد ہے۔اِن اماموں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ۱۹۱۴ء میں خلافت کے نام پر جماعتی قیادت پر قبضہ جمالیا اور یہ قبضہ مختلف حیلوں اور بہانوں کیساتھ آج تک چلا آرہا ہے۔اپنے زعم میں دوسرا اہم کام اُنہوں نے یہ کیا کہ جماعت میں خوشامدی مولویوں اور عہدیداروں کی ایک فوج ظفر موج پیدا کرلی اور اِن کو بڑی بڑی تنخواہیں اور مراعات دے کر بالوسطہ طور پر اِنہیں اپنے اقتدار میں شامل کرلیا۔اب حضورؑ کی تحریروں کا انکار اور بغاوت کا یہ بنیادی جرم جو اِن اماموں نے کیا ہے اِنہوں نے اِن تنخواہ دار اور مراعات یافتہ مولویوں اور عہدیداروں کو بھی اس جرم میں شامل کرلیا یا وہ ازخود شامل ہوگئے۔حضورؑ کی تحریروں سے ان اماموں کا انکار اور معنوی تحریف کا ثبوت خاکسار آپکے آگے پیش کرچکا ہے۔قرآن کریم اور حضرت مرزا صاحبؑ کے اِلہامات کا انکار اور بغاوت کا ثبوت میں آپ کو آگے زکی غلام (مصلح موعود) کی بحث کے وقت بھی دوں گا۔اگر یہ جو میں بتا رہا ہوں سب سچ ہے تو پھر میرا آپ سے سوال ہے کہ حضورؑ کی تحریریں اور اِلہامات ہم سب عام احمدیوں کیلئے تو حجت ہیں لیکن آپکی صلبی اولاد اور آپ ایسے تنخواہ دار اور مراعات یافتہ مولویوں اور عہدیداروں کیلئے یہ حجت کیوں نہیں ہیں؟ آپ سب نے حضورؑ کی تحریروں اور اِلہامات کا انکار اور اِن سے بغاوت کیوں کی ہے؟ کیا خوب کہا گیا کہ چھاج بولے سو بولے چھلنی بھی بولے جس میں بہتر سو چھید۔؟؟؟

(سوال نمبر۲) ہم حضورؑ جو کہ اس آخری زمانہ کے امام ہیں اور خدا کے نبی ہیں انکی بات مانیں یا کہ آج کے احمدی علماء کی بات مانیں۔؟

آپ لکھتے ہیں''اس سوال میں آپ خود اقرار کررہے ہیں کہ اس آخری زمانے کے امام، تو آپکے پہلے سوال کا جواب اس میں بھی پوشیدہ ہے کہ یہ امام، یعنی حضرت مسیح موعودؑ اس پورے آخری زمانے کے امام ہیں اب اور کوئی امام نہیں ہوگا جو آپکی نیابت سے ہٹ کر آئے یا الگ سے امام ہو، اور اب اِنکی نیابت میں آنیوالا وجود وہ خلیفۃ المسیح ہی ہوگا۔جسے بھی خدا اس منصب پر کھڑا کردے، اور ظاہر ہے کہ وہ بھی اسی آخری زمانے کے امام کی بات ہی آپ تک پہنچائے گا کوئی احمدی عالم ہو اگر وہ حضرت اقدسؑ مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کے منافی کوئی بات کرتا ہے تو وہ تو کوئی بھی نہیں مان سکتا، لیکن یہ فیصلہ کون کرے گا کہ یہ بات حضرت اقدسؑ کے فرمودات کے متضاد اور متناقض ہے؟ یہ حق حکم وعدل کا ہے یا اُسکے جانشین کا ان تنازعتم فی شئی فردوہ۔۔۔''

الجواب۔خاکسار سوال نمبر۱ کے جواب میں پہلے کافی وضاحت کیساتھ بتا چکا ہے کہ حضرت بانئے جماعتؑ آخری زمانے کے امام یعنی مجدد الف آخر ہیں لیکن کس معنی اور مفہوم میں۔واضح رہے کہ اگر تو نبوت کے معاملہ میں آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اب آپکے بعد قیامت تک کوئی نبی خواہ وہ آپکا اُمتی اور غلام ہی کیوں نہ ہو نہیں آسکتا تو پھر یقینی طور پر تجدید کے سلسلہ میں بھی مجدد الف آخر ہونے کا یہی مطلب ہوگا کہ اب مجدد الف آخر کے بعد الف آخر تک احمدیت میں کوئی مجدد خواہ وہ آپؐ کا غلام ہی کیوں نہ ہو نہیں آسکتا۔جناب مولانا صاحب۔آپ بتائیں کہ آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے معانی کے سلسلہ میں اُمتی علمائے سو کے بیان کردہ یہ معانی کیا صحیح ہیں؟ آپ یقیناً جواباً ارشاد فرمائیں گے کہ خاتم النبیین کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔اُمت میں ایک صدی قبل آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آنیوالا اُمتی نبی حضرت مرزا غلام احمدؑ یقیناً سچے نبی اور عاشق صادق تھے۔مولانا صاحب۔اگر نبوت کے دائرہ میں خاتم النبیین کی اصطلاح کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد صرف تشریعی نبوت کا خاتمہ ہے اور آنحضرت ﷺ کی غلامی میں اُمتی نبوت کا دروازہ کھلا ہے تو پھر اُمتی علمائے سو نے تو خاتم النبیین کے یہ معنی کرکے تا قیامت ہر قسم کی نبوت (اُمتی یا ظلی یا غلام) کا خاتمہ کرکے ختم نبوت کا دفتر قائم کرلیا اور آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آنیوالے اُمتی نبی حضرت مرزا غلام احمدؑ اور اُسکے پیروکاروں پر کفر کا فتویٰ لگا کر اُنہیں دائرہ اسلام سے خارج کردیا ہے۔مولانا صاحب۔ آپ ہی بتائیں کہ آخری ہزار سال کے امام ہونے کے یہ معنی کس طرح ہوسکتے ہیں کہ اب حضورؑ کے بعد ہر قسم کی تجدید کا دروازہ بند ہے جبکہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور مصلح موعود ایک زکی غلام کی بشارت بھی ملی ہوئی ہو۔

خاکسار پہلے سوال کے جواب میں ذکر کرچکا ہے کہ حضورؑ کی وصیت کے مطابق آپکے بعد آپکی ظلیت میں امام بھی ہونگے اور مسیح بھی اور یہ مسیح ابن مریم موعود زکی غلام یعنی مصلح موعود

ہی ہے۔حضرت بانئے جماعتؑ کے بعد جب اماموں سے جماعت میں سنگین غلطیاں واقع ہو جائیں گی جن کی اصلاح کرنا کسی امام کے بس کی بات نہیں ہوگی تو پھر حضورؑ کی مقبول دعاؤں کے صدقے اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آ کر جماعت احمدیہ کی اصلاح کیلئے موعودنشان رحمت کا نزول فرمائے گی۔موعودز کی غلام کے ذریعے جماعت کی اصلاح فرما کر اور احمدیت اور اسلام کو غلبہ اور تمکنت دے کر اللہ تعالیٰ غلام مسیح الزماں کو اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھالے گا اور جماعت میں پھر امامت راشدہ کا سلسلہ رواں دواں ہو جائے گا ۔باقی آپکا یہ فرمانا کہ امام اور علمائے جماعت حضورؑ کی باتیں ہی افراد جماعت تک پہنچائیں گے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ اگر ان اماموں اور علمائے جماعت نے حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کی صحیح باتیں ہی افراد جماعت کو پہنچانی ہوتیں تو پھر موعودز کی غلام کی بشارت کی غرض وغایت کیا تھی؟ زکی غلام کی بشارت اس حقیقت کی نشاندہی کر رہی ہے کہ حضورؑ کے وصال کے بعد اماموں نے حضورؑ کی پاک تعلیم میں دخل اندازی کرنی تھی اور پھر جماعت کو ان نفسانی دخلوں سے پاک کرنے کیلئے حضورؑ کو اس زکی غلام کی بشات دی گئی تھی۔یہ جو آپ فرمارہے ہیں کہ حضورؑ کی تعلیم کے منافی کسی بھی بات کو کوئی احمدی کیسے مان سکتا ہے؟ تو واضح رہے کہ آپ لوگ حضورؑ کی تعلیم کے منافی باتیں افراد جماعت سے جبراً منواتے ہو اور اگر کوئی احمدی غلط بات کو نہ مانے تو آپ اس کا اخراج اور مقاطع کیوں کرتے ہو؟ احمدیوں کا اخراج اور مقاطعہ اس بات پر دلیل ہے کہ جماعتی ارباب واختیار حضورؑ کی تعلیم کے منافی باتیں احمدیوں سے جبراً منواتے ہیں اور اگر کوئی نہ مانے تو اس کا اخراج اور مقاطع کر دیتے ہیں۔

''لیکن یہ فیصلہ کون کرے گا کہ یہ بات حضرت اقدسؑ کے فرمودات کے متضاد اور متناقض ہے؟ یہ حق حکم وعدل کا ہے یا اُسکے جانشین کا ان تنازعتم فی شئی فردوہ۔۔۔''

جہاں تک کسی اَمر کا حضرت اقدس علیہ السلام کے فرمودات کے متضاد یا موافق ہونے کا سوال ہے تو بجا طور پر اس کے فیصلے کا حق حکم وعدل (حضرت مہدی ومسیح موعود) کے علاوہ قرآن کریم کی روشنی میں صرف اور صرف اللہ اور اُسکے رسول ﷺ کو حاصل ہے اور کسی کو نہیں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔''فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ ذٰلِکَ خَیۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا۔'' (النساء:۶۰) اے مسلمانو! اگر کسی بات میں تم میں باہم نزاع واقعہ ہو تو اِس اَمر کو فیصلہ کیلئے اللہ اور رسول کے حوالہ کرو اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان لاتے ہو تو یہی کرو کہ یہی بہتر اور اَحسن تاویل ہے۔

قرآن کریم کی اس آیت کی روشنی میں بطور خاص کسی متنازعہ دینی امر کے فیصلہ کا حق صرف اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ کو حاصل ہے۔ایسے کسی اَمر کے فیصلے کا حق اللہ تعالیٰ نے کسی خلیفہ راشد کو بھی نہیں دیا چہ جائیکہ حکم وعدل کا کوئی خودساختہ امام اور جانشین کرتا پھرے۔باقی قرآن کریم اور رسول کریم ﷺ کے فرمودات کے علاوہ حضرت مہدی ومسیح موعودؑ نے بطور اُمتی نبی اور مجدد الف آخر کے ایسی عالیشان تجدید کی ہوئی ہے کہ کسی منتخب امام یا جانشین کے فیصلے کی ضرورت ہی نہیں۔آپکی تحریریں اور ملفوظات اتنے واضح ہیں کہ کسی بھی متنازعہ اَمر میں فیصلہ کیلئے وہی کافی ہیں۔اگر کوئی امام حکم وعدل کے ارشاد کے مخالف قرآن کریم کی تعلیم کو نظر انداز کرتے ہوئے جبراً کوئی فیصلہ کر کے اِسے افراد جماعت پر لاگو کرتا ہے تو ایسے جبری فیصلے کی حیثیت پاکستان کی قومی اسمبلی کے ۱۹۷۴ء کے فیصلے جیسی ہوگی اور آپ کو بخوبی علم ہے کہ جو فیصلے قرآن کریم کی تعلیم کے برخلاف جبراً کیے جائیں اور منوائے جائیں ایسے فیصلوں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(سوال نمبر۳) حضورؑ نے تو ہمیں نصیحت فرمائی تھی اور کہا تھا کہ جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پا کر کھڑا نہیں ہوتا تم سب مل کر کام کرو اور تم میں سے جس کی تیس (چالیس مومن درست ہے مگر میرے لکھنے میں غلطی ہوگئی) مومن گواہی دیں وہ میرے لیے بیعت لے سکتا ہے۔اور جب کوئی خدا کا انتخاب کیا ہوا آجائے تو اُس کو ماننا ضروری ہے ورنہ ہم فاسق کہلائیں گے۔(قرآن اور حضرت مسیح الموعودؑ کے مطابق)۔اگر یہ سب درست ہے تو ہم کیوں دروازہ بند کر چکے ہیں۔

آپ لکھتے ہیں۔''جیسا کہ شروع میں عرض کیا گیا تھا مکمل سیاق وسباق کیساتھ مضمون کو دیکھیں تو سارا معاملہ حل ہو جاتا ہے۔یہ اقتباس خلافت کے متعلق ہے جس کو قدرت ثانیہ کا نام دیا گیا ہے۔اور اِسکی مشابہت اور مثال حضرت ابوبکرؓ کیساتھ دے کر واضح کر دیا ہے کہ یہ قدرت ثانیہ کس قسم کی ہوگی۔جس طرح آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکرؓ کھڑے ہوئے ایسا ہی یہاں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد ہی کوئی خدا سے رُوح القدس پا کر کھڑا ہونا تھا اور جب تک ایسا نہیں ہوتا، یعنی وفات سے لے کر اسکے کھڑا ہونے تک، اس درمیانی عرصہ میں فرمایا کہ سب مل کر کام کرو، اور یہ درمیانی عرصہ کتنا ہوگا حضرت ابوبکرؓ کی مثال دے کر اچھی طرح سمجھا دیا آپؑ نے۔اس لیے جماعت احمدیہ تو اس دروزے کو بند نہیں کر رہی اللہ کے فضل وکرم سے پانچ دفعہ اس دروازے سے گزر چکی اور اِنشاءاللہ قیامت تک گزرتی چلی جائے گی۔انشاءاللہ''

الجواب۔خاکسار پہلے سوال کے جواب میں آنحضرت ﷺ کے بعد قدرت ثانیہ کا ذکر کر کے بڑی تفصیل کیساتھ اِسکی حقیقت پر روشنی ڈال چکا ہے۔قدرت ثانیہ کے سلسلہ میں واضح رہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد دو (۲) قسم کی قدرت ثانیہ ظاہر ہوئی تھی۔(۱) وقتی قدرت ثانیہ یعنی خلافت راشدہ (۲) دائمی قدرت ثانیہ یعنی اِلہامی یا تجدیدی سلسلہ۔ احمدیت چونکہ محمدیت کا ہی ظل اور اِسی کا تسلسل ہے لہٰذا محمدیت کی طرح احمدیت میں بھی چھ سال کے بعد خلافت راشدہ کی صف لپیٹ کر خلافت کے نام پر ملوکیت جلوہ گر ہوگئی تھی۔ یہ حقیقت ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ رُوح القدس پا کر کھڑے ہونیوالے میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء ورسل کیساتھ اُمت محمدیہ میں صرف مجددین کا گروہ شامل ہے۔نبیوں کی طرح

لوگ اِن کا انتخاب نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ اُنہیں روح القدس (وحی و الہام) کیساتھ کھڑا کرتا ہے۔ جماعت احمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے صرف موعود زکی غلام کے متعلق فرمایا ہوا ہے کہ۔''ہم اِس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائیگا۔ وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔''(تذکرہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱ بحوالہ مجموعہ اِشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

حضرت بانئے جماعتؑ نے اپنے رسالہ الوصیت میں ایسی کوئی بات اِن بیعت لینے والے اماموں کے متعلق نہیں فرمائی کہ وہ رُوح القدس پا کر کھڑے ہونگے بلکہ اُنکے متعلق فرمایا ہے کہ چالیس (۴۰) مومن ایسے شخص کا انتخاب کریں گے۔ جب یہ امام اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل میں صرطِ مستقیم سے بھٹک کر جماعت احمدیہ کو گمراہ کر بیٹھیں گے تو پھر اس نفسانی گند کو صاف کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رُوح القدس پا کر موعود زکی غلام کھڑا ہوگا۔ اور جب اللہ تعالیٰ اُس میں اپنی رُوح ڈال کر اُسے کھڑا کرے گا تو اس وقت وہ موعود اِنتہائی معمولی انسان دکھائی دے گا اور حتیٰ کہ بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض بھی ٹھہرے گا۔ (الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶ حاشیہ)

مولانا صاحب۔ آپ نے اپنے جواب میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ رُوح القدس پا کر کھڑے ہوئے تھے اور اسی طرح حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت مولوی نورالدینؓ بھی رُوح القدس پا کر کھڑے ہوئے تھے۔ مولانا صاحب۔ اللہ تعالیٰ کو حاضر جان کر اور اپنی موت کو یاد کر کے اپنے دِل سے پوچھو کہ یہ جو مطلب اور معنی آپ حضرت بانئے جماعتؑ کی تحریر کی طرف منسوب کر رہے ہو کیا یہ سچ ہیں؟ میں اُمید رکھتا ہوں کہ اگر آپکا ضمیر مرا ہوا نہ ہوا تو آپکا ضمیر ہی آپ کو ملامت کرے گا۔ آپ کا ضمیر آپ کو یاد دلائے گا کہ تم اپنی دنیا کیلئے یہ جھوٹ بول رہے ہو؟ آخر مر کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے وہاں اس جھوٹ کا کس طرح دفاع کرو گے؟ اب ذیل میں خاکسار آپکے فریب کا پردہ چاک کر کے آپکا دجل لوگوں پر ظاہر کرتا ہے۔

(۱) آنحضرت ﷺ کی رحلت کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کس طرح خلیفہ بنے۔؟''حضرت ابوبکرؓ ابھی مسجد سے نہیں گئے تھے کہ انصار کے جلسے کی خبر ملی۔ آپ نے موقع کی نزاکت کو محسوس کیا اور اپنے ساتھ حضرت عمرؓ اور ابوعبیدہؓ کو لے کر حضرت سعدؓ کی بیٹھک (سقیفہ بن ساعدہ) میں پہنچے۔ اُنہوں دیکھا کہ کوئی شخص کمبل میں لپٹا، منہ چھپائے جھکا ہوا بیٹھا ہے۔ پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ انصار نے بتایا، حضرت سعد بن عبادہؓ ہیں۔ بیمار اور کمزور ہیں۔ ہمارے بلانے پر آ گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ کچھ کہنا چاہتے تھے لیکن حضرت ابوبکرؓ نے اُن کو روک دیا۔ اور خود بڑے اعتماد و وقار اور سنجیدگی کیساتھ کھڑے ہو کر ایک بہت اچھی تقریر کی، جس میں پہلے مہاجرین کی خدمات اور اُنکی بزرگی بیان کی۔ پچھلے ۲۳ سال میں اُنہوں نے اسلام کی راہ میں جو جو مصیبتیں اور تکلیفیں جھیلیں اُن کا ذکر کیا۔ پھر انصارِ مدینہ کی تعریف کی۔ اُنکی دینی خدمتوں کو ایک ایک کر کے گِنایا اور اُنکے ایمانی جذبے کی دِل کھول کر تعریف کی۔ اِسکے بعد کہا، اللہ کے رسولؐ نے فرمادیا ہے۔ اَلْاَئِمَّۃُ مِنَ الْقُرَیْش۔ امام قریش میں سے ہونگے۔ پس رسولؐ اللہ کے فیصلے پر عمل کیا جائے گا۔ قریش میں سے امیر ہوگا اور تم میں سے وزیر۔ تمہارے مشورے قریش کیلئے ضروری اور قیمتی ہونگے۔''(اصحاب رسول اور اُنکے کارنامے صفحہ ۶۰۔۶۱)

اِسکے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سقیفہ بن ساعدہ میں انصار کو مخاطب کر کے فرمایا۔۔۔''آپ نے فرمایا کہ عمرؓ اور ابوعبیدہؓ یہاں موجود ہیں۔ مسلمانوں میں سے ہر شخص اِن کو اچھی طرح جانتا ہے۔ دونوں میں سے جس کو تم پسند کرو اسکے ہاتھ پر بیعت کرلو۔ مگر ان دونوں حضرات نے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔''آپ تمام مسلمانوں میں افضل ہیں۔ غار میں اللہ کے رسولؐ کے رفیق، حج میں حضورؐ کے بنائے ہوئے امیر۔ نماز میں رسولؐ اللہ نے اصرار کر کے آپ ہی کو اپنا قائم مقام اور امام بنایا۔ اور نماز وہ شئے ہے جو دین کے تمام کاموں میں افضل ہے۔ بھلا آپ سے بہتر کون شخص ہوسکتا ہے۔ آپ ہی اس فرض کو سنبھالیے''۔۔۔۔ یہ کہہ کر حضرت عمرؓ آگے بڑھے اور صدیق اکبرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ امین اُمت ابوعبیدہؓ اور بشیرؓ بن سعد نے اِنکی پیروی کی۔ اسکے بعد تمام سردار اور عام مسلمان بیعت کیلئے ٹوٹ پڑے۔''(ایضاً۔۶۲)

ایاز صاحب۔ آپ سے میرا سادہ سا سوال ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ کی رحلت کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ پر رُوح القدس نازل ہو گیا ہوتا تو آپؓ کو کیا ضرورت تھی کہ آپ سقیفہ بن ساعدہ میں انصار کو مخاطب کر کے کہتے۔۔۔''کہ عمرؓ اور ابوعبیدہؓ یہاں موجود ہیں۔ مسلمانوں میں سے ہر شخص اِن کو اچھی طرح جانتا ہے۔ دونوں میں سے جس کو تم پسند کرو اِسکے ہاتھ پر بیعت کرلو۔''؟؟؟ بلکہ آپؓ ارشاد فرماتے کہ دیکھو مسلمانوں آنحضرت ﷺ کی رحلت کے بعد مجھ پر رُوح القدس نازل ہو گیا ہے لہٰذا آپ سب میری بیعت کرلیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؓ پر کوئی رُوح القدس نازل نہیں ہوا تھا بلکہ آپؓ کا انتخاب ہوا تھا۔

انتخاب کے بعد بیعت عام اور تقریر۔''صاحبو! میں تم پر حاکم مقرر کر دیا گیا، حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں اچھے کام کروں تو اِن میں میری مدد کرو، اور اگر دیکھو کہ میں برائی کی طرف جا رہا ہوں تو مجھے سیدھا کر دو۔۔۔۔۔۔۔ میں خدا اور اُسکے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلوں تو تم لوگ میری اطاعت کرو۔ لیکن اگر میں خدا اور اُسکے رسول ﷺ کے راستے کو چھوڑ دوں، تو تم میں سے کسی ایک پر بھی میرا حکم نہیں چل سکتا۔ اچھا، اب نماز کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ تم پر رحم فرمائے۔''(ایضاً صفحہ ۶۳ تا ۶۴)

مولانا صاحب۔جن لوگوں پر رُوح القدس نازل ہوجاتا ہے وہ ایسی باتیں نہیں کیا کرتے جو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے انتخاب کے بعد بیعت عام کے بعد اپنی تقریر میں ارشاد فرمائی تھیں۔ایسے لوگوں کے پاس ایسی باتیں کہنے کا اختیار ہی نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ اِن میں اپنی رُوح ڈال کر اُنہیں نیک اور زکی بنا دیا کرتا ہے۔ایسے لوگ رُوح القدس نازل ہونے سے پہلے بھی سلیم الفطرت ہوتے ہیں لیکن رُوح القدس نازل ہونے کے بعد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور اُسکے حکم کے پابند ہوتے ہیں۔

خلیفۃ الرسول اوّلؓ نے ایک دن تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

''لوگو! میں تو یہی چاہتا تھا کہ اس بوجھ کو کوئی دوسرا اُٹھاتا، اور میں اِس سے فارغ رکھا جاتا۔اب اگر تم مجھ سے اپنے پیغمبرﷺ کی بالکل ٹھیک ٹھیک پیروی کا مطالبہ کروگے تو میں عاجز ہوں۔سوچتا ہوں کہ اُنکی سنت کی اتباع مجھ سے کیسے ہوگی؟ وہ تو شیطان اور اُسکے فریب سے محفوظ تھے، اور ان ﷺ پر آسمان سے وحی آتی تھی۔ان ﷺ کو ہر ضرورت پر اللہ سے ہدایت مل جاتی تھی۔'' (بحوالہ۔اصحاب رسول ﷺ اور اُنکے کارنامے صفحہ ۶۷ مطبوعہ فیروز سنز لاہور، مصنف نبی احمد سہا)

مولانا صاحب۔حضرت ابوبکر صدیقؓ کی یہ تقریر بھی بتا رہی ہے کہ آپ اپنے پیارے نبی ﷺ جن پر ہمیشہ رُوح القدس کا سایہ رہتا تھا کی سنت پر عمل کرنیوالے تھے اور بڑے عاجز اور رشد و ہدایت یافتہ انسان تھے۔آپؓ کے بعد حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سب کا یہی حال تھا۔آپ سب نے زندگی میں کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ آپ پر رُوح القدس نازل ہوتا ہے یا آپ خدا کے بنائے ہوئے خلیفے ہیں وغیرہ۔

(۲) حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی رحلت کے بعد حضرت مولوی نورالدینؓ کس طرح خلیفہ بنے۔؟ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر تمام جماعت نے متفقہ اور متحدہ طور پر حضرت مولوی نورالدین صاحب بھیروی کو حضرت مسیح موعودؑ کا خلیفہ اور جانشین منتخب کیا گیا تھا۔یہ ۲۷۔مئی ۱۹۰۸ء کا واقعہ ہے۔یہ تقرر اسلامی طریق پر انتخاب کی صورت میں ہوا تھا۔'' (سلسلہ احمدیہ۔مؤلف مرزا بشیر احمد۔صفحہ ۳۰۹)

بیعت کے بعد تقریر۔''آپ نے فرمایا کہ مجھے خلیفہ بننے یا جماعت کو اپنے پیچھے لگانے کی کوئی خواہش نہیں تھی بلکہ میں چاہتا تھا کہ کوئی اور شخص اس بوجھ کو اُٹھائے مگر اب جبکہ آپ لوگوں نے مجھے خلیفہ منتخب کیا ہے تو اس انتخاب کو خدا کی مرضی یقین کرتے ہوئے میں اس بوجھ کو اُٹھاتا ہوں لیکن یہ ضروری ہوگا کہ آپ لوگ میری پوری پوری اطاعت کریں تا کہ جماعت کے اتحاد میں فرق نہ آئے۔'' (ایضاً۔صفحہ ۳۱۰)

حضرت مولانا صاحب۔اگر آپکے بقول حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت مولوی نورالدینؓ پر رُوح القدس نازل ہوگیا ہوتا تو آپ اپنے انتخاب سے پہلے ہی یہ ارشاد فرما دیتے کہ لوگوں میرے انتخاب کی ضرورت نہیں کیونکہ مجھ پر رُوح القدس نازل ہوگیا ہے۔آؤ میری بیعت کرلو۔جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ جن لوگوں پر رُوح القدس نازل ہوجاتا ہے وہ ایسی باتیں نہیں فرماتے جیسی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت مولوی نورالدینؓ نے اپنے اپنے انتخاب کے بعد تقریر میں ارشاد فرمائی تھیں۔لہٰذا رسالہ الوصیت میں حضورؑ کے بیان فرمودہ۔''اور جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پا کر کھڑا نہ ہو'' کے متعلق آپ نے جی بھر کذب بیانی کی ہے۔اور آپ لوگوں کی یہی کذب بیانیاں اور خباثتیں ہیں جن کی بدولت بانئے اسلام حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے آج سے پندرہ (۱۵) سو سال پہلے اس جماعت کے متعلق فرمایا دیا تھا!'' وَلٰكِنْ بَيْنَ ذَالِكَ فَيْجٌ اَعْوَجُ لَيْسُوْا مِنِّيْ وَلَااَنَامِنْهُمْ۔ لیکن اِسکے درمیان ایک کجرو جماعت ہوگی اِنکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا اِنکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔'' (مشکوۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۹۳)

باقی خاکسار پہلے سوال کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے الفاظ میں قدرت ثانیہ کی حقیقت اور رُوح القدس پا کر کھڑے ہونے والے یعنی موعود زکی غلام (مصلح موعود) کی کافی وضاحت کر آیا ہے۔محمدیت کی طرح احمدیت میں بھی قدرت ثانیہ کا الٰہامی اور تجدیدی سلسلہ ہی دائمی ہے اور آپ لوگ نبوت کے ضمن میں غیر احمدی بدبخت مولویوں کی طرح اپنے زعم میں اس تجدیدی سلسلہ کو بند کر کے جھوٹے طور پر ملوکیت کو ہی قدرت ثانیہ بنا کر بیٹھ گئے ہیں۔اور پھر اس ملوکیت اور مذہبی آمریت کو جھوٹے طور پر اپنے زعم میں قدرت ثانیہ کا رنگ دے کر اِسے تا قیامت جاری رکھنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

(سوال نمبر ۴) حضرت مسیح موعودؑ نے کہاں حضرت خلیفہ ثانیؓ کو مصلح موعود کہا ہے۔یا اپنے کسی اور بیٹے کو (صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحبؓ کے علاوہ) مصلح الموعود کہا ہے۔آپؑ نے اپنی پوری زندگی اِن کو مولود مسعود یا مصلح الموعود نہیں کہا۔اگر کہا ہے تو میری راہنمائی فرمائیں۔

جناب خلیفہ مسرور احمد صاحب کے حکم پر قبلہ آپ نے میرے سوال کا جو جواب لکھا ہے اِس پر بعد میں تبصرہ کیا جائیگا لیکن پہلے مناسب ہے کہ افراد جماعت کے علم میں اضافہ کیلئے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الٰہامی پیشگوئی پر کچھ روشنی ڈال دی جائے۔اِس پیشگوئی کا الٰہامی نام دراصل الٰہامی پیشگوئی غلام مسیح الزماں ہے لیکن چونکہ حضورؑ نے اپنے زکی غلام کو مصلح موعود قرار دیا ہے لہٰذا اِسی مناسبت سے جماعت احمدیہ میں یہ پیشگوئی بطور ''پیشگوئی مصلح موعود'' مشہور ہوگئی ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ الٰہامی پیشگوئی مصلح موعود اتنی سادہ اور عام فہم نہیں تھی جتنی کہ یہ سمجھ لی اور بنالی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے:۔'' وَاِذْ اَخَذَاللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ

لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ☆فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ☆'' (ال عمران آیت =۸۲۔۸۳) (یہ دونوں آیات خاکسار کو اللہ کریم نے رؤیا کے ذریعہ سے بھی پڑھائی ہیں۔ دیکھیں alghulam .com پر نیوز نمبر ۵۳۔ افادہ عام کیلئے دو (۲) رؤیائے صادقہ)

ترجمہ۔ اور جب اللہ نے سب نبیوں والا پختہ عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تمہیں دوں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اِس کلام کو پورا کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور ہی اُس پر ایمان لانا اور ضرور اُسکی مدد کرنا، فرمایا تھا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اِس پر میری طرف سے ذمہ داری قبول کرتے ہو؟ اُنہوں نے کہا تھا، ہاں ہم اِقرار کرتے ہیں، فرمایا اب تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ اب جو (شخص) اِس عہد کے بعد پھر جائے تو ایسے لوگ فاسق ہونگے۔

قبلہ یہ وہ میثاق النبیین ہے جسکے مطابق اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اُسکے بعد آنیوالے مصلح کی خبر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ اِس میثاق النبیین کے مطابق مصلحین کو بھیج کر اُمتوں یا جماعتوں کا امتحان لیتا رہا ہے کہ آیا وہ اپنے دعویٰ ایمان میں سچی تھیں یا کہ نام کی مومن۔ مذہب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر نئے آنیوالے مصلح کی مدلل اَتمام حجت کے باوجود اُسکی قوم یا جماعت نے میثاق النبیین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اُس کا اِنکار کر دیا۔ مثلاً حضرت مسیح ابن مریمؑ، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت مرزا غلام احمدؑ یہ سب میثاق النبیین کے مطابق آنیوالے موعود مصلحین تھے اور اِنکی قوموں نے بڑی دلیری کیساتھ اِن سب کا اِنکار کیا تھا۔ واضح رہے کہ یہودی اور عیسائی مثیل موسیٰ اور فارقلید (احمد) کو بنی اسرائیل میں ڈھونڈتے رہے جبکہ وہ بنی اسماعیل میں سے ظاہر ہو گئے۔ اسی طرح مسلمان امام مہدی کو آجتک حضرت فاطمہؓ کی عترت میں ڈھونڈ رہے ہیں اور مسیح موعود کو اسرائیلی مسیح ابن مریم علیہ السلام خیال کرتے ہوئے اُسکے نزول کیلئے آسمان کی طرف نظریں لگائے بیٹھے ہیں۔ حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ امام مہدی اور مسیح موعود ایک صدی قبل ہندوستان کے ایک غیر معروف گاؤں قادیان میں ایک ایسی قوم میں ظاہر ہوئے جس کا کسی مسلمان کو گمان تک نہیں تھا اور اس وجہ سے اُمت محمدیہ کی اکثریت اُنکی قبولیت سے محروم رہی۔ پہلی قوموں نے اپنے موعودوں کا اِس لیے اِنکار کیا تھا کیونکہ وہ موعود اِن کی خودساختہ اُمنگوں اور خواہشات کے مطابق ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ جس طرح یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کی آزمائش ہو چکی ہے اِسی طرح کیا یہ ضروری نہیں تھا کہ افراد جماعت احمدیہ کی بھی آزمائش ہوتی کہ آیا وہ اِمام آخرلزماں پر اپنے ایمان لانے میں سچے ہیں یا کہ برائے نام مومن۔ اِسی غرض کو پورا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو بھی اُسکے دعویٰ کے اوائل ہی میں میثاق النبیین کے مطابق ایک ''زکی غلام'' کی بشارت بخشی تھی۔ آج جماعت احمدیہ بھی پہلی اُمتوں اور قوموں کی طرح پیشگوئی ''زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود'' کے سلسلہ میں اِسی قسم کی ایک زبردست آزمائش میں داخل ہو چکی ہے۔ پیشگوئی مصلح موعود کی غرض وغایت بھی یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ معلوم کرے کہ کونسے احمدی اپنے دعویٰ ایمان میں سچے ہیں اور کونسے برائے نام احمدی۔؟ کونسے احمدی اُس کلام اللہ جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا اور جو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر نازل ہوا کی پیروی کرنیوالے ہیں اور کونسے نام کے احمدی اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرنیوالے ہیں۔؟

یہ بھی واضح رہے کہ کسی متقی اور نیک فطرت اِنسان کیلئے کسی حقیقت کو سمجھنا اتنا مشکل نہیں ہوتا لیکن امر واقع یہ ہے کہ بعض لوگ کسی حقیقت کو سمجھنا ہی نہیں چاہتے۔ مثلاً مکہ میں عمر بن ہشام جسے لوگ ابوالحکم یعنی حکمت کا باپ کہتے تھے۔ اُس کو آنحضرت ﷺ کی صداقت کی سمجھ نہیں آئی تھی۔ اب سوال ہے کہ کیا اُسے واقعی آنحضرت ﷺ کی صداقت کی سمجھ نہیں آتی تھی یا کہ وہ سمجھنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ دراصل وہ آنحضرت کی صداقت کو سمجھنا ہی نہیں چاہتا تھا اور اس طرح اُسکی بدبختی اُس پر غالب آ گئی اور وہ ابوجہل قرار پا گیا۔ اسی طرح محمد حسین بٹالوی حضرت بانئے جماعت کا قریبی دوست اور کلاس فیلو بھی تھا۔ اُسے بھی اپنے دوست کی صداقت کی سمجھ نہ آئی جبکہ جولائی ۱۸۹۱ء میں مباحثہ لدھیانہ کے دوران اُسکے ایک معمولی ساتھی یعنی مولوی نظام الدینؓ صاحب کو بہت جلد سمجھ آ گئی۔ امر واقع یہ ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی ظہور امام مہدی اور نزول مسیح ابن مریم کے پیدائشی اور روایتی عقیدے کے اثر اور تقلید کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کو سمجھنا ہی نہیں چاہتا تھا جبکہ مولوی نظام الدینؓ کے دل میں قرآن کریم کی عظمت اور سچائی کیلئے تڑپ تھی۔ اُسکے اندر وہ تقویٰ تھا جس کی وجہ سے اُسے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی بہت جلد سمجھ آ گئی۔ اسی طرح مدعی غلام مسیح الزماں کے سمجھانے کے بعد مجھ ایسے عام احمدیوں کو پیشگوئی مصلح موعود کی بڑی اچھی طرح سمجھ آ گئی ہے لیکن جماعتی خلفاء اور علماء کو اِسکی سمجھ نہیں آ رہی۔ اصل بات یہ ہے کہ سمجھ تو اِن کو بھی آ گئی ہے لیکن وہ اس پیشگوئی کو اس رنگ میں سمجھنا نہیں چاہتے۔ جس رنگ میں وہ اِس پیشگوئی کو سمجھنا چاہتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی بھی یہی منشاء ہوتی تو حضرت بانئے جماعتؑ کے دونوں لڑکے (بشیر احمد اوّل اور صاحبزادہ مبارک احمد) اور پوتا (مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد) فوت ہی نہ ہوتے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ اگر کوئی حقیقت اس رنگ میں ظاہر ہو کہ جس سے حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کی صلبی اولاد کے دین اور دنیا کو فائدہ پہنچتا ہو تو پھر ایسی حقیقت کو وہ فوراً سمجھ جاتے ہیں؟ مثلاً۔ وفات مسیح ابن مریم علیہ السلام کی مغلیہ خاندان کو بہت جلد سمجھ آ گئی تھی۔ مدعی غلام مسیح الزماں نے پیشگوئی مصلح موعود کو ہر طرح اور ہر رنگ میں اِنہیں سمجھانے کی کوشش کی ہے لیکن اِسکی اُنہیں سمجھ ہی نہیں آ رہی۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ جس طرح پیشگوئی مصلح موعود کو سمجھنا چاہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی رضا نہیں ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اُسکے مطابق وہ اس اِلہامی پیشگوئی کو سمجھنا نہیں چاہتے۔ اگر حضورؑ کی اولاد پیشگوئی مصلح موعود کو اللہ تعالیٰ کی

رضا کے مطابق سمجھنا چاہتی تو پھر خلیفہ ثانی صاحب مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کبھی نہ کرتے۔

ایاز صاحب۔آپکے جوابی مضمون سے پتہ چلتا ہے کہ آپ لوگ حضرت بانئے جماعت کے مبشر اِلہامات اور کلام کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے خلیفہ ثانی صاحب کو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق بنا رہے ہیں۔اس میں آپ کا قصور اتنا نہیں ہے کیونکہ جب خلیفہ ثانی صاحب جانتے بوجھتے ہوئے اور حضورؑ کے اِلہام اور کلام کو نظر انداز کرتے ہوئے (اپنے زعم میں کچھ خدمات دینیہ کی بناپر) اپنے طور پر مصلح موعود بن کر بیٹھ گئے اور افراد جماعت نے بھی بغیر کسی تحقیق کے محض عقیدت میں اُنکے دعویٰ کو قبول کرلیا۔اب سوال ہے کہ کیا اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود مرزا بشیر الدین محمود احمد کے وجود میں پوری ہوئی ہے۔جواباً عرض ہے کہ ہرگز نہیں۔آپ سب عقیدت کے خمار میں جماعت احمدیہ کے اندر پیشگوئی مصلح موعود کو خلیفہ ثانی صاحب کے وجود میں پوری کرکے بیٹھے ہوئے ہیں لیکن حقیقت کچھ اور ہے۔عیسائی اپنے مذہب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نعوذ باللہ ابن اللہ مانتے ہیں۔سوال ہے کہ کیا حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام ابن اللہ تھے؟ ہرگز نہیں۔لیکن عیسائی اُسے نعوذ باللہ ابن اللہ بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔اسی طرح آپ بھی عقیدت میں خلیفہ ثانی صاحب کو سب کچھ بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں اور پیشگوئی مصلح موعود کو اُسکے وجود میں بڑی شان کیساتھ پوری کرچکے ہیں۔جبکہ امر واقع یہ ہے کہ یہ سب جھوٹ ہے اور اس کا حقیقت سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں۔مولانا صاحب۔خاکسار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے متعلق چند حقائق نہ صرف آپکے بلکہ دیگر علمائے جماعت اور افراد جماعت کے بھی گوش گزار نا چاہتا ہے۔واضح رہے کہ حضورؑ نے ہوشیار پور میں چالیس روزہ چلہ کشی کے بعد ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کے دن ایک اشتہار لکھا اور اس اشتہار میں آپ نے دیگر پیشگوئیوں کے ساتھ مصلح موعود کی عظیم الشان پیشگوئی بھی درج فرمائی۔بعد ازاں یہ اشتہار یکم مارچ ۱۸۸۶ء کو اخبار ریاض ہند کے ضمیمہ کے طور پر شائع ہوا۔یہ اِلہامی پیشگوئی درج ذیل ہے۔

پیشگوئی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود

حضورؑ فرماتے ہیں۔خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جل شانہٗ وعزّ اسمہٗ) نے اپنے اِلہام سے مخاطب کرکے فرمایا کہ!

☆ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیّت جگہ دی۔اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کردیا۔سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔فضل اور اِحسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔اے مظفر! تجھ پر سلام۔خدا نے یہ کہا۔تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔اور تا حق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔اور تا وہ یقین لائیں۔کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔اور تا اُنہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔اور خدا کے دین اور اُسکی کتاب اور اُس کے پاک رسول محمد مصطفٰے کو اِنکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہوجائے۔

سو تجھے بشارت ہو۔کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔اُس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔اِس کو مقدّس روح دی گئی ہے۔اور وہ رجس سے پاک ہے۔وہ نور اللہ ہے۔مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

اُس کیساتھ فضل ہے۔جو اُسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔وہ کلمۃ اللہ ہے۔کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم۔اور علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔(اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔فرزند دلبند گرامی ارجمند۔مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال اِلٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔نور آتا ہے نور۔جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسُوح کیا۔ہم اِس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہوگا۔وہ جلد جلد بڑھے گا۔اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا. ☆ (تذکرہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱ بحوالہ مجموعہ اِشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

اَفادۂ عام اور افراد جماعت کی راہنمائی کیلئے اِلہامی پیشگوئی کا تجزیہ

افراد جماعت کو یاد رہے کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفٰے ﷺ نے اپنی امت میں مہدی معہود کے ظہور اور مسیح ابن مریم کے نزول کی پیشگوئی فرمائی ہوئی تھی۔اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام پر ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی جو اِلہامی پیشگوئی نازل فرمائی تھی۔یہ اِلہامی پیشگوئی بنیادی طور پر آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ پیشگوئی مسیح ابن مریم کے متعلق تھی لیکن اسی اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے ملہم کو بطور فرع ایک لڑکے کی بھی بشارت دی ہے۔واضح رہے کہ یہ اِلہامی پیشگوئی چار (۴) حصوں (parts) پر مشتمل ہے

جو کہ درج ذیل ہیں۔حصہ اوّل یعنی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے زکی غلام (مسیح ابن مریم) کا بطور ''نشان رحمت'' ذکر فرمایا ہے اور پھر اُسے قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان اور فضل اور احسان کا نشان فرماتے ہوئے فتح اور ظفر کی کلید قرار دیا ہے۔آگے پھر اللہ تعالیٰ نے اُسکی بعثت کی اغراض ومقاصد بیان فرمائی ہیں وغیرہ وغیرہ۔حصہ دوم میں اللہ تعالیٰ نے وجیہہ اور پاک لڑکے اور زکی غلام کی بشارات کا ذکر فرمایا ہے۔حصہ سوم میں اللہ تعالیٰ نے پہلے نشان یعنی مبشر لڑکے کی خصوصیات کا مفصل ذکر فرمایا ہے اور حصہ چہارم میں پھر اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کی خصوصیات اور اُسکے مجوزہ کاموں کی تفصیل کا ذکر فرمایا ہے۔اب خاکسار ذیل میں اِن چاروں حصوں کا الگ الگ ذکر کرتا ہے۔یہ یاد رکھیں کہ میں نے اس اِلہامی پیشگوئی کا کوئی فقرہ آگے پیچھے نہیں کیا اور نہ ہی یہ حصے میں نے بنائے ہیں بلکہ اِس اِلہامی پیشگوئی کا نزول ہی اسی طرح ہوا تھا۔

حصہ اوّل۔۔۔نشان رحمت یعنی زکی غلام کے متعلق اِلہامی پیشگوئی کا اِبتدائی تعارفی حصہ

''میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیّت جگہ دی۔اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔فضل اور اِحسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔اے مظفر! تجھ پر سلام۔خدا نے یہ کہا۔تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔اور تا حق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔اور تا وہ یقین لائیں۔کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔اور تا اُنہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔اور خدا کے دین اور اُسکی کتاب اور اُس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو اِنکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔''

حصہ دوم۔۔۔اِلہامی پیشگوئی میں دو (۲) وجودوں کی بشارت

''سو تجھے بشارت ہو۔کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔''

حصہ سوم۔۔۔وجیہہ اور پاک لڑکا اور اُسکی صفات کے متعلق اِلہامی پیشگوئی کا حصہ

''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔اُس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔اِس کو مقدّس روح دی گئی ہے۔اور وہ رجس سے پاک ہے۔وہ نور اللہ ہے۔مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔''

حصہ چہارم۔۔۔زکی غلام (مصلح موعود) اور اُسکی صفات کے متعلق اِلہامی پیشگوئی کا آخری حصہ

''اُس کیساتھ فضل ہے۔جو اُسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔وہ کلمۃ اللہ ہے۔کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم۔اور علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔(اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔فرزند دلبند گرامی ارجمند۔مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال اِلٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔نور آتا ہے نور۔جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسُوح کیا۔ہم اِس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہوگا۔وہ جلد جلد بڑھے گا۔اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔''

اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق چند حقائق

اب ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے یہ اصل الفاظ ہیں اور اِسی اِلہامی پیشگوئی کو جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کہا جاتا ہے۔اِس اِلہامی پیشگوئی کے متعلق حقائق کیا ہیں۔؟ اِس الہامی پیشگوئی سے کیا ثابت ہوتا ہے۔؟ یہ حقائق درج ذیل ہیں:۔

(۱) اِس اِلہامی پیشگوئی میں حضورؑ کو دو (۲) نشانوں یا دو (۲) وجودوں کی بشارت دی گئی تھی یعنی ایک نشان کو اللہ تعالیٰ نے وجیہہ اور پاک لڑکا قرار دیا ہے اور دوسرے نشان کو اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کا نام دیا ہے۔۔۔مثلاً۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔(۱) ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔اور (۲) ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کے متعلق بڑی وضاحت کیساتھ یہ فرما دیا ہے کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا''۔لیکن اللہ تعالیٰ نے

زکی غلام کے متعلق لڑکے کی طرح کچھ نہیں فرمایا کہ وہ کیا ہوگا اور کون ہوگا۔؟ لیکن یہ بھی واضح رہے کہ بعدازاں زکی غلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بالواسطہ اور حکیمانہ رنگ میں بہت کچھ بتا بھی دیا جس کا ذکر خاکسار بعد میں کرے گا۔

(۳) زکی غلام کو ملہم نے اپنا جسمانی لڑکا خیال کرتے ہوئے اِس کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھا ہے اور یہ بریکٹ میں (لڑکا) اِلہامی لفظ نہیں ہے بلکہ ملہم کا زکی غلام کے متعلق اپنا قیاس اور اِجتہاد ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ اگر یہ دونوں وجود (لڑکا اور غلام) اللہ تعالیٰ کے علم میں اور اُسکی رضا کے مطابق حضور علیہ السلام کے لڑکے ہوتے تو اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ زکی غلام کے بعد ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا'' فرمانے کی بجائے فرماتا کہ ''وہ لڑکے تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہونگے''۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ صرف لڑکے کے متعلق فرمادیا کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا''۔

(۴) ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام کو ہی مصلح موعود فرمایا گیا ہے اور اِسکے متعلق پیشگوئی ''میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔۔۔۔سے شروع ہوکر۔۔۔اور مجرموں کی راہ ظاہر ہوجائے۔۔۔۔۔اور پھر۔۔۔۔اُس کیساتھ فضل ہے۔۔۔۔۔سے شروع ہوکر۔۔۔۔ وَ کَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِیًّا'' آخر تک جاتی ہے۔ اِن دونوں وجودوں (لڑکا اور غلام) میں کون مصلح موعود ہے۔ سورہ مریم اس سلسلہ میں کسی بھی حق کے متلاشی کیلئے بشرط تقویٰ کافی راہنمائی فراہم کرتی ہے۔ جیسا کہ خاکسار پہلے بھی عرض کر چکا ہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے حق میں ہے لیکن اِسی پیشگوئی میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کی پیشگوئی بطورِ فرع شامل ہے۔

(۵) اِس اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے ملہم کو اِس بارے میں قطعاً کوئی خبر نہیں دی ہے کہ یہ ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' اور یہ ''زکی غلام'' کب پیدا ہونگے۔؟ اِلہامی پیشگوئی کے الفاظ ہمیں بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ملہم کو اِس معاملہ میں مکمل طور پر لاعلم رکھا ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام (مصلح موعود) کی پہچان کیلئے درج ذیل الفاظ میں قطعی، علمی اور مرکزی علامات بیان فرمائیں ہیں:۔

☆ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری وباطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ (اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظۡهَرُ الۡاَوَّلِ وَ الۡاٰخِرِ۔ مَظۡهَرُ الۡحَقِّ وَالۡعَلَآءِ کَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔☆

مجھے اُمید ہے کہ اِلہامی پیشگوئی کے متعلق یہ جو چھ باتیں میں نے بطور حقائق لکھی ہیں جماعت احمدیہ میں کسی بھی صاحب علم وصاحب نظر کو نہ اِن میں کوئی شک ہوسکتا ہے اور نہ ہی کوئی اعتراض۔ یہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے متعلق چھ حقائق ہیں جن سے اِنکار ممکن نہیں ہے اور اُمید ہے آپ بھی اِن سے اتفاق کریں گے۔

(۷) جناب مولانا صاحب۔ اِن چھ (۶) حقائق کے علاوہ ایک ساتویں حقیقت یہ بھی پیش نظر رکھنی چاہیے کہ زکی غلام جس کے متعلق حضورؑ کا یہ اِجتہادی خیال تھا کہ وہ آپ کا جسمانی لڑکا ہوگا۔ اِس اِجتہادی خیال کے مطابق پیدا ہونیوالے جسمانی لڑکے نے بھی حضورؑ کے بقول حضرت نصرت جہاں بیگمؓ کی بجائے کسی پارسا طبع اور نیک سیرت تیسری اہلیہ کے بطن سے پیدا ہونا تھا۔ واضح ہو کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے معاً بعد حضورؑ نے ایک کشف دیکھا تھا۔ ۸۔جون ۱۸۸۶ء کو ایک خط میں اِس کشف کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ حضرت مولوی نورالدینؓ صاحب سے فرماتے ہیں:۔

☆ شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا۔ کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین، کامل الظاہر والباطن تم کو عطا کیا جائے گا۔ سو اس کا نام بشیر ہوگا۔ اب تک میرا قیاسی طور پر خیال تھا کہ شاید وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ سے ہوگا۔ اب زیادہ تر الہام اس بات میں ہو رہے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا اور جنابِ اِلٰہی میں یہ بات قرار پا چکی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی۔ وہ صاحبِ اولاد ہوگی۔ اس میں تعجب کی بات یہ ہے کہ جب الہام ہوا تو ایک کشفی عالم میں چار پھل مجھ کو دیئے گئے۔ تین ان میں سے تو آم کے تھے مگر ایک پھل سبز رنگ بہت بڑا تھا۔ وہ اس جہان کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔ اگرچہ ابھی یہ الہامی بات نہیں مگر میرے دل میں یہ پڑا ہے کہ وہ پھل جو اس جہان کے پھلوں میں سے نہیں ہے۔ وہی مبارک لڑکا ہے۔ کیونکہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے۔ اور جبکہ ایک پارسا طبع اہلیہ کی بشارت دی گئی اور ساتھ ہی کشفی طور پر چار پھل دیئے گئے۔ جن میں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے۔ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِالصَّوَاب۔ مگر میری دانست میں اس لڑکے کے تولد سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیسری شادی ہوجائے۔۔۔ اِن دنوں میں اِتفاقاً نئی شادی کیلئے دو (۲) شخصوں نے تحریک کی تھی مگر جب اِنکی نسبت استخارہ کیا گیا تو ایک عورت کی نسبت جواب ملا کہ اس کی قسمت میں ذلّت ومحتاجگی وبے عزتی ہے اور اس لائق نہیں کہ تمہاری اہلیہ ہو اور دوسری کی نسبت اِشارہ ہوا کہ اس کی شکل اچھی نہیں۔ گویا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ صاحبِ صورت وصاحبِ سیرت لڑکا (موعود زکی غلام۔ ناقل) جس کی بشارت دی گئی ہے وہ بر عایت مناسبت ظاہری اہلیہ جمیلہ وپارسا طبع سے پیدا ہوسکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصّواب۔'' ☆

(تذکرہ صفحہ ۱۱۲ تا ۱۱۳/مکتوب مورخہ ۸ جون ۱۸۸۶ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ مکتوبات احمد جلد ۲ صفحہ ۱۲۔۱۳)

حضورعلیہ السلام کے اِس خط سے درجِ ذیل تین باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

(اولاً) آپؑ کا یہ خیال تھا یا آپ کو یہ امید لگی ہوئی تھی کہ خواب میں سبز رنگ کا بڑا پھل ''زکی غلام یعنی مصلح موعود'' آپکا جسمانی بیٹا ہوگا۔ (ثانیاً) وہ جسمانی بیٹا حضرت ام المومنین نصرت جہاں بیگمؓ کے بطن سے نہیں ہوگا۔ (ثالثاً) یہ کہ عنقریب مجھے ایک اور نکاح کرنا پڑے گا اور وہ زکی غلام یعنی مصلح موعود کسی پارسا طبع اور نیک سیرت تیسری اہلیہ سے ہوگا۔

مولانا صاحب! حضورؑ اپنے الفاظ میں فرمارہے ہیں کہ پسر موعود یا خاص لڑکا نصرت جہاں بیگمؓ کی بجائے کسی تیسری اہلیہ میں سے پیدا ہوگا۔ ازاں بعد یہ تیسری شادی تو ہو نہ سکی لیکن یہ زکی غلام (مزعومہ لڑکا) حضرت اُم المومنین نصرت جہاں بیگمؓ کے بطن میں سے بھی پیدا نہ ہوا۔ زکی غلام (مصلح موعود) کی پیدائش کے متعلق ملہم نے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو اپنے ایک اشتہار میں فرمایا تھا کہ!'' لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۱۱۳)

جاننا چاہیے کہ حضورؑ کے درج بالا الفاظ میں ''وعدہ اِلٰہی'' سے مراد قطعاً نو (۹) برس کا وعدہ نہیں بلکہ اس سے مراد پیشگوئی مصلح موعود میں کیا ہوا اِلٰہی وعدہ ''میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیّت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور اِحسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔۔۔۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱ بحوالہ مجموعہ اِشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲) مراد ہے۔ اس موعود وجود کے نو (۹) برس میں پیدا ہونے کا خیال حضورؑ کا اپنا ذاتی اِجتہاد تھا۔ اب تنقیح طلب اَمر یہ ہے کہ یہ موعود زکی غلام (۱) حضرت نصرت جہاں بیگمؓ کے بطن سے (۲) اور نو (۹) برس کے عرصہ میں پیدا ہوا یا نہیں اِسکی تفصیل درج ذیل ہے۔

بشیر احمد اوّل کی پیدائش۔ مورخہ ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء کے دن بشیر احمد اوّل پیدا ہوئے۔ حضورؑ اِسکے متعلق اپنے اِشتہار بنام ''خوشخبری'' میں فرماتے ہیں۔

''اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کیلئے میں نے اشتہار ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائیگا۔ آج ۱۶۔ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۴۱)

آپؑ نے بشیر احمد اوّل کی پیدائش پر اِس لڑکے کو ''مولود مسعود'' کا نام دے کر اِسے پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہونے کا واضح اشارہ فرما دیا تھا لیکن رضائے الٰہی کے تحت یہ بچہ پندرہ (۱۵) ماہ زندہ رہ کر ۴۔ نومبر ۱۸۸۸ء کے دن فوت ہو گیا۔ چنانچہ ۴۔ دسمبر ۱۸۸۸ء کو حضورؑ نے حضرت مولوی نور الدینؓ کو ایک خط لکھا۔ اس میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

☆ یہ عبارت کہ خوبصورت پاک لڑکا۔۔۔۔۔ جو آسمان سے آتا ہے۔ یہ تمام عبارت چندروزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چندروز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جائے۔ اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور آخیر تک اسکی تعریف ہے۔۔۔۔ بیس ۲۰ فروری کی پیشگوئی۔۔۔ دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی جو غلطی سے ایک سمجھی گئی۔ اور پھر بعد میں الہام الٰہی نے اس غلطی کو رفع کر دیا۔☆ (تذکرہ صفحہ ۱۰۹/ مکتوب ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ مکتوبات احمد جلد ۲ صفحہ ۷۵)

اب متذکرہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے کہ بشیر احمد اوّل کی وفات پر حضورؑ سمجھ چکے تھے کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی دو پیشگوئیوں پر مشتمل ہے۔ اب ہمیں حضور علیہ السلام کے اپنے الفاظ سے بخوبی علم ہو گیا ہے کہ مذکورہ پیشگوئی میں دو (۲) وجودوں کی بشارات دی گئی تھیں۔ اِلہامی پیشگوئی کے اس حصہ کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے'' کو حضورؑ نے بشر احمد اوّل پر چسپاں فرما کر اُسکے متعلق فرما دیا کہ ''یہ تمام عبارت چندروزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چندروز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جائے۔'' درج بالا حوالہ کے مطابق آگے حضورؑ فرماتے ہیں کہ۔۔۔

﴿اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اِشارہ ہے اور آخیر تک اُسکی تعریف ہے۔﴾

حضورؑ کے فرمان کے مطابق زکی غلام یعنی مصلح موعود کے متعلق جو عبارت یا پیشگوئی ہے وہ اِس فقرہ سے شروع ہوتی ہے۔۔۔ ''اُس کیساتھ فضل ہے۔ جو اُسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔۔۔ وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

اب ظاہر ہے الہامی پیشگوئی میں دو (۲) وجودوں کا ہی ذکر ہے۔ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا اور دوسرا زکی غلام۔ وجیہہ اور پاک لڑکا تو بشیر احمد اوّل کی شکل میں پیدا ہو کر پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق دوبارہ آسمان کی طرف اُٹھا لیا گیا۔ اب پیچھے دوسرا وجود یعنی زکی غلام رہ گیا تھا اور اسی کو حضورؑ نے مصلح موعود قرار دیا اور اِسی کے متعلق آپ نے فرمایا تھا۔۔۔ ﴿اور

بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور آخیر تک اسکی تعریف ہے ﴾۔

بشیر احمد اوّل کی وفات پر حضورؑ نے جو خط حضرت مولوی نورالدینؓ کو لکھا تھا اس سے ثابت ہے کہ ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' سے متعلقہ اِلہامی پیشگوئی کے مطابق بشیر احمد اوّل پیدا ہو کر اور پھر پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق ہی مہمان کی طرح زندگی گزار کر آسمان کی طرف اُٹھا لیا گیا اور اس طرح خط کے مطابق حضورؑ خیال فرما رہے ہیں کہ موعود لڑکے سے متعلقہ حصہ بشیر احمد اوّل کی پیدائش اور موت کے متعلق تھا اور بشیر احمد اوّل کی موت کے بعد اب یہ حصہ پورا ہو کر ختم ہو چکا ہے اور اب اِلہامی پیشگوئی کا دوسرا حصہ جو زکی غلام کے متعلق ہے وہ رہ گیا ہے۔ لیکن حضور پر جو مبشر کلام نازل ہوتا ہے اُسکی روشنی میں یہ معاملہ اس طرح نہیں ہے۔ اِسکے مطابق اللہ تعالیٰ نے بشیر احمد اوّل کے مثیل کی خبر دے کر اِلہامی پیشگوئی کے اس (وجیہہ اور پاک لڑکے سے متعلقہ) حصے کو آگے بشیر احمد اوّل کے مثیل کی طرف منتقل فرما دیا ہے جیسا کہ حضورؑ کے درج ذیل مبشر اِلہامی کلام سے ظاہر ہے۔

مثیل بشیر احمد اوّل کا وعدہ اور ازاں بعد ایفائے عہد۔ خاکسار نے ''اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق چند حقائق'' کے ضمن میں دوسری حقیقت یہ بیان کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کے متعلق بڑی وضاحت کیساتھ فرمایا ہے کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا''۔ اور جیسا کہ میں پہلے حضورؑ کے الفاظ کیساتھ یہ ثابت کر آیا ہوں کہ اِلہامی پیشگوئی کے اس حصے کا مصداق بشیر احمد اوّل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی مخفی مقصد کی تکمیل کی خاطر بشیر احمد اوّل کو وفات دے کر اپنے پاس بلا لیا اور حضورؑ کو اُسکے مثیل کی بشارت دیدی۔ جیسا کہ حضورؑ سبز اِشتہار میں فرماتے ہیں۔

(الف) ''اور خدا تعالیٰ نے اِس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے۔ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ'' (تذکرہ صفحہ ۱۳۱۔ مجموعہ اِشتہارات جلد ا صفحہ ۱۷۹ حاشیہ)

(ب) ''ایک اِلہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔ چنانچہ فرمایا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ جس کی نسبت فرمایا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۳۱ بحوالہ مکتوب ۴۔ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ)

اِسی سلسلے میں حضورؑ اپنی کتاب سرّ الخلافہ میں اِرشاد فرماتے ہیں۔

''اِنَّ لِیْ کَانَ اِبْناً صَغِیْرًا وَّ کَانَ اسْمُہ بَشِیْرًا فَتَوَفَّاہُ اللّٰہُ فِیْ اَیَّامِ الرِّضَاعِ۔ وَاللّٰہُ خِیْرٌ وَّاَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اتَّرُوْا سُبُلَ التَّقْوٰی وَالْاِرْتِیَاعِ فَاُلْھِمْتُ مِنْ رَّبِّیْ۔ اِنَّا نَرُدُّہ اِلَیْکَ تَفَضُّلًا عَلَیْکَ۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۳۰۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۸۱ بحوالہ سرّ الخلافۃ صفحہ ۵۳ مطبوعہ ۱۸۹۴ء) ترجمہ۔ میرا ایک لڑکا جس کا نام بشیر احمد تھا شیر خوارگی کے ایام میں فوت ہو گیا۔ اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خشیت اِلٰہی کے طریق کو اختیار کر لیا ہو اُنکی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔ اِس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے اِلہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم محض اپنے فضل اور احسان سے وہ تجھے واپس دیں گے (یعنی اُس کا مثیل عطا ہوگا۔ سو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا بیٹا عطا کیا)۔

چنانچہ اِسی بشارت کے تحت پھر مثیل بشیر احمد (اوّل) یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد پیدا ہو کر موعود وجیہہ اور پاک لڑکا سے متعلقہ فروعی یا ضمنی الہامی پیشگوئی کے مصداق بنے ہیں۔ بطور خلیفہ ثانی اُن کا باون (۵۲) سالہ دور خلافت اور اس دوران جماعتی ترقی اُنکے مثیل بشیر احمد اوّل ہونے کا ثبوت ہیں۔ اب سوال رہ جاتا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے اصل نشان یعنی زکی غلام کا۔ اُس کا معاملہ کیا ہے۔؟

سبز اشتہار کی حقیقت۔ مکرر عرض ہے کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے نزول کے بعد حضورؑ نے دونوں وجودوں (وجیہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام) کو ایک پیشگوئی یا ایک وجود سمجھتے ہوئے اِلہامی پیشگوئی کی اشاعت کے وقت زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ دیا تھا۔ اور بریکٹ میں لفظ (لڑکا) کے الفاظ حضورؑ کے اپنے اِجتہادی الفاظ ہیں نہ کہ اِلہامی۔ اب ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' یعنی بشیر احمد اوّل کی وفات کے بعد بھی حضورؑ زکی غلام کو اپنا لڑکا سمجھنے کے قیاس پر قائم رہتے ہوئے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو سبز اشتہار یعنی ''حقانی تقریر بر واقعہ وفاتِ بشیر'' میں فرماتے ہیں۔

(۱) ''اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزولِ رحمت کا موجب ہوا اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔'' (سبز اشتہار تصنیف یکم دسمبر ۱۸۸۸ء۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۴۶۳ حاشیہ۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۷۹ حاشیہ)

اسی سبز اشتہار میں آگے جا کر حاشیہ ہی میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۲) ''اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہیے کہ جس پیشگوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔ کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسرِ متوفی کے حق میں

ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کیساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کیساتھ آئے گا۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام فضلِ عمر ظاہر کیا گیا ہے۔ اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرضِ التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اُٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمتِ الٰہیہ نے اسکے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بشیر اوّل جو فوت ہو گیا ہے۔ بشیر ثانی کیلئے بطور ارہاص تھا اسلئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔'' (ایضاً صفحہ ۴۶۷۔ ایضاً صفحہ ۱۸۳ تا ۱۸۴)

ایاز صاحب! سبز اشتہار کے حاشیہ میں مذکورہ بالا دونوں حوالہ جات سے جو ثابت ہوتا ہے وہ درج ذیل ہے:۔

(۱)۔۔۔سبز اشتہار کے متذکرہ بالا پہلے حوالے میں حضورؑ نے یہ جو فرمایا ہے کہ!

﴿خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی﴾

اس ضمن میں عرض ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں بلا شک وشبہ دو (۲) وجودوں کی بشارت دی گئی تھی یعنی ایک وجیہہ اور پاک لڑکا اور دوسرا زکی غلام۔ زکی غلام جس کیساتھ آپؑ نے بریکٹ میں (لڑکا) لکھا ہے اور جسے آپ نے مصلح موعود قرار دیا ہے وہ عملی طور پر حضورؑ کا صلبی لڑکا ثابت نہیں ہوتا (اس کی تفصیل بعد میں آئے گی) بلکہ آپؑ کا روحانی فرزند ثابت ہوتا ہے۔ ایسے ہی جیسے آپؑ بذات خود آنحضرت ﷺ کے روحانی پسر تھے۔ لہٰذا حضورؑ کے کلام اور الہام میں تطبیق پیدا کرنے کی خاطر ہمارے لیے اِسکے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا کہ ہم یہ یقین کریں کہ حضورؑ کی دونوں سعید لڑکوں سے مراد ایک جسمانی لڑکا اور دوسرا روحانی لڑکا تھی۔

(۲)۔۔۔اسی حوالے میں حضورؑ نے آگے یہ جو فرمایا ہے کہ ''اور اِسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔'' الہامی پیشگوئی میں بعد کی یہ عبارت ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے کہ!

﴿اس کیساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کیساتھ آئے گا۔۔۔وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا تک۔﴾

الہامی پیشگوئی کے یہ الفاظ یا عبارت دراصل زکی غلام یعنی مصلح موعود کے متعلق ہے۔ اور حضورؑ نے یہ جو فرمایا ہے کہ ''اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے'' لگتا ہے کہ حضورؑ کے یہ الفاظ الہامی نہیں بلکہ آپؑ کا ذاتی اجتہاد تھے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ بعد ازاں جب یہ دوسرا بشیر یعنی بشیر الدین محمود احمد مورخہ ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوتا ہے تو اس کی پیدائش کے موقعہ پر حضورؑ نے قطعی طور پر یہ نہیں فرمایا تھا کہ! ﴿یہی لڑکا مصلح موعود ہے﴾۔ اگر تو حضورؑ اس دوسرے بشیر کی پیدائش کے موقعہ پر یہ فرما دیتے کہ! ﴿قطعی طور پر یہی لڑکا مصلح موعود ہے﴾ تو پھر ان الفاظ کے الہامی ہونے میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی لیکن اگر بشیر ثانی کی پیدائش کے موقعہ پر بذات خود ملہم نے ہی یہ کہہ دیا ہو کہ!

﴿اس عاجز کے گھر میں بفضلہٖ تعالےٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل اِنکشاف کے بعد پھر اِطلاع دی جائے گی مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔﴾ (اشتہار تکمیل تبلیغ۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۹۱ حاشیہ)

تو پھر ملہم کے اپنے الفاظ ہی سے یہ ثابت ہو گیا کہ ''اور اِسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔'' کے الفاظ الہامی نہیں تھے بلکہ آپکا ذاتی اجتہاد اور قیاس تھے۔

(۳)۔۔۔متذکرہ بالا سبز اشتہار کے حوالہ نمبر ۲ میں حضورؑ نے یہ جو فرمایا ہے کہ!

''اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہیے کہ جس پیشگوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔ کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسرِ متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کیساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کیساتھ آئے گا۔''

حضورؑ کی یہ بات بالکل سچ ہے کیونکہ یہ الہامی پیشگوئی دراصل مصلح موعود ہی کے متعلق ہے۔ اس عظیم الشان پیشگوئی مصلح موعود میں اللہ تعالیٰ نے بطور فرع ضمنی طور پر پسر متوفی کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس پیشگوئی مصلح موعود میں اللہ تعالیٰ نے بطور فرع حضورؑ کے صلبی لڑکے کا ذکر کیوں کیا ہے؟ تو اس ضمن میں عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا اس لیے کیا ہے کیونکہ وہ آئندہ زمانہ میں بالعموم جماعت احمدیہ اور بالخصوص حضورؑ کی صلبی اولاد کی آزمائش کرنا چاہتا تھا۔

(۴)۔۔۔اسی حوالے میں حضورؑ نے مصلح موعود کے بعض الہامی ناموں کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ مثلاً فضل، محمود، بشیر ثانی اور فضل عمر مصلح موعود کے الہامی نام ہیں۔ اگر حضورؑ نے ان الہامی ناموں میں سے کوئی الہامی نام بطور تفاؤل اپنے کسی لڑکے کا رکھا بھی ہو اور ساتھ یہ بھی فرما دیا ہو کہ!

﴿اس لڑکے کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل اِنکشاف کے بعد پھر اِطلاع دی جائے گی مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانیوالا ہے یا وہ کوئی اور ہے﴾

تو بھی وہ لڑکا (بشیر الدین محمود احمد) محض بطور تفاؤل نام رکھے جانے سے مصلح موعود نہیں بن سکتا۔ مزید برآں اگر اس (بشیر الدین محمود احمد) کی پیدائش کے بعد حضورؑ نے اس لڑکے

کے متعلق کوئی ایسا انکشاف (یہی لڑکا مصلح موعود ہے) نہ کیا ہو بلکہ جو انکشافات کیے ہوں وہ اُسکے مصلح موعود ہونے کی نفی کر رہے ہوں تو پھر وہ لڑکا خود بخود یا افراد جماعت اُسے مصلح موعود کیسے بنا سکتے ہیں؟

(۵)۔۔۔یہ بھی واضح ہو کہ اگر بالفرض حضورؑ اپنے کسی لڑکے کا تفاؤل کے طور پر نام رکھنے کے بعد اس لڑکے کے متعلق اپنی کسی تحریر میں یہ بھی فرما دیتے کہ!

﴿یہی لڑکا مولود مسعود، موعود یا مصلح موعود ہے﴾

تو بھی حضورؑ پر نازل ہونے والا مبشر الہامی کلام اگر حضورؑ کے اس فرمان کی نفی کر رہا ہوتا تب بھی ہوشمندی اور عقلمندی کا تقاضا یہ تھا کہ ہم احمدی حضورؑ کے اجتہادی کلام کی بجائے حضورؑ کے الہامی کلام کی پیروی کرتے۔ کیونکہ حضورؑ نے اپنی تحریر میں بارہا فرمایا ہے کہ میرا کہنا اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا ایک برابر نہیں ہوسکتا۔ انسانی اجتہاد میں غلطی ممکن ہے لیکن کلام الٰہی میں غلطی ہرگز نہیں ہوسکتی۔ مثال کے طور آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۱)''اب فرض کے طور پر کہتا ہوں کہ اگر ہم اپنے اجتہاد سے کسی بچہ پر یہ خیال بھی کر لیں کہ شاید یہ وہی پسر موعود ہے اور ہمارا اجتہاد خطا جائے تو اس میں الہام الٰہی کا کیا قصور ہوگا۔ کیا نبیوں کے اجتہادات میں اس کا کوئی نمونہ نہیں۔'' (آسمانی فیصلہ۔ تصنیف دسمبر ۱۸۹۱ء۔ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۴۱)

ایک اور جگہ پر آپؑ ارشاد فرماتے ہیں:۔

(۲)''اور یہ کہنا کہ اس لڑکے (بشیر احمد اوّل۔ ناقل) کو بھی مسعود کہا ہے۔ تو اے نابکار مسعودوں کی اولاد مسعود ہی ہوتی ہے اِلّا شاذ نادر۔ کون باپ ہے جو اپنے لڑکے کو سعادت اطوار نہیں بلکہ شکاوت اطوار کہتا ہے۔ کیا تمہارا یہی طریق ہے؟ اور بالفرض اگر میری یہی مراد ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے۔ میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔'' (حُجّۃ اللہ۔ مطبوعہ ۱۸۹۷ء۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸)

(۳)☆اِسی سلسلہ میں حضورؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔۔۔ ؎ خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے

حضور علیہ السلام کے متذکرہ بالا دونوں اقتباسات اور شعر سے دو نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

(اولاً) معتبر ہونے کے لحاظ سے ملہم کا ذاتی کلام اور اُس پر نازل ہونیوالا اللہ تعالیٰ کا کلام دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔ کلام اِلٰہی ہر قسم کی غلطی سے پاک ہوتا ہے جبکہ انبیاءؑ چونکہ بشر ہوتے ہیں لہٰذا اُنکے کلام میں اجتہادی غلطی واقع ہوسکتی ہے۔

(ثانیاً) کسی نبی کے اجتہادی کلام اور اسکے الہام میں اگر کوئی تضاد پیدا ہو جائے تو ہمیں ان دونوں کلاموں میں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور اگر ان میں تطبیق پیدا نہ ہو سکے تو ہمیں بہرحال نبی کے الہام کی پیروی کرنی چاہیے۔ مجھے امید ہے کہ مندرجہ بالا بحث کے نتیجے میں بطور خاص اُن لوگوں کی جو سبز اشتہار میں مذکور متذکرہ بالا دونوں حوالہ جات کی روشنی میں خلیفہ ثانی کو مصلح موعود بنانے کیلئے دلیل پکڑتے ہیں بخوبی تشفی ہوگئی ہوگی۔

۱۸۹۴ء تک زکی غلام یعنی مصلح موعود کا کوئی تعین نہیں تھا

ستمبر ۱۸۹۴ء میں میاں عبدالحق غزنوی کے اعتراض کے جواب میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں:۔

''یہ سچ ہے کہ ۸۔ اپریل ۱۸۹۴ء ہم نے اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکا ہونیوالا ہے سو پیدا ہو گیا ہم نے اس لڑکے کا نام مولود موعود نہیں رکھا تھا صرف لڑکے کے بارہ میں پیشگوئی تھی اور اگر ہم نے کسی الہام میں اس کا نام مولود موعود رکھا تھا تو تم پر کھانا حرام ہے جب تک وہ الہام پیش نہ کرو ورنہ لعنت اللہ علیٰ الکاذبین۔'' (انوار الاسلام۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰)

ایاز صاحب۔ حضورؑ کے اس رسالے انوار الاسلام کی تاریخ تصنیف ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء ہے اور اس وقت حضورؑ کے دو لڑکے زندہ موجود تھے یعنی بشیر الدین محمود احمد اور بشیر احمد۔ لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ حضورؑ کا یہ حوالہ اس اَمر کی تصدیق کر رہا ہے کہ آپؑ نے ۱۸۹۴ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق ''مولود موعود'' یعنی مصلح موعود ہونے کا انکشاف نہیں فرمایا تھا۔ اگر موجود لڑکوں (بشیر الدین محمود احمد اور بشیر احمد) میں سے کسی کو آپ نے مولود موعود قرار دیا ہوتا تو یہاں آپ اِس کا ذکر فرماتے اور کہتے کہ میں نے اپنے فلاں لڑکے کو مولود موعود قرار دیا ہے۔ جبکہ آپؑ نے ایسا نہیں فرمایا اور اس طرح یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء کیا ۱۸۹۴ء تک بھی آپ نے اپنے کسی لڑکے کو مولود موعود یعنی مصلح موعود قرار نہیں دیا تھا۔

۱۸۹۷ء تک زکی غلام یعنی مصلح موعود کا کوئی تعین نہیں تھا

اسی طرح مئی ۱۸۹۷ء میں حضورؑ اپنے کسی مخالف کے جواب میں رسالہ حُجّۃ اللہ میں اِرشاد فرماتے ہیں:۔

''بے شک مجھے الہام ہوا تھا کہ موعود لڑکے سے قومیں برکت پائیں گی۔ مگر ان اشتہارات میں کوئی ایسا اِلٰہی الہام نہیں جس نے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے۔ اگر ہے تو

لعنت ہے تجھ پر اگر تو وہ الہام پیش نہ کرے۔'' (حجۃ اللہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸)

رسالہ حجۃ اللہ کی تاریخ تصنیف ۲۶ مئی ۱۸۹۷ء ہے۔ حضورؑ کا یہ حوالہ بھی اس اَمر کی تصدیق کر رہا ہے کہ آپؑ نے ۱۸۹۷ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق مولود موعود یعنی مصلح موعود ہونے کا انکشاف نہیں فرمایا تھا جبکہ اس وقت آپکے تین لڑکے بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد موجود تھے۔ اب تک جو بحث ہوئی ہے اس سے یہ قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ نہ ''سبز اشتہار'' میں، نہ اشتہار ''تکمیل تبلیغ'' میں اور نہ ہی بعد ازاں اپنی وفات تک کسی کتاب یا اشتہار میں نہ صرف کہ حضور علیہ السلام نے بشیر الدین محمود احمد کو مصلح موعود قرار نہیں دیا بلکہ اِسکے متعلق زکی غلام ہونے کا کوئی اِشارہ تک بھی نہیں کیا۔ ہاں حضورؑ کو جو وجیہہ اور پاک لڑکا کی بشارت ہوئی تھی اور اِسکے متعلق اللہ تعالیٰ نے قطعی طور پر یہ وعدہ بھی فرمایا تھا کہ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ اس بشارت کا اولاً۔ مصداق بشیر احمد اوّل تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے شیر خوارگی میں وفات دے کر اپنے پاس بلا لیا اور ساتھ ہی اُسکے مثیل کا وعدہ بھی دیدیا۔ بشیر احمد اوّل کے بدلے میں یا اُسکے مثیل کے طور پر جو لڑکا پیدا ہونا تھا اللہ تعالیٰ نے اُس کا نام حضورؑ کو بشیر اور محمود بتایا تھا۔ لہٰذا جب وہ لڑکا پیدا ہوا تو حضورؑ نے اس کا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا۔ اس طرح یہ قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ خلیفہ ثانی کا الہامی طور پر بشیر احمد اوّل کا مثیل ہونا تو مُسلّم ہے لیکن زکی غلام یعنی مصلح موعود ہونا نہیں۔ ایاز صاحب۔ کیا آپ اس حقیقت کو تسلیم کریں گے کہ حضورؑ نے ۱۸۹۷ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق بھی اُسکے پسر موعود یا مصلح موعود ہونے کا تعین نہیں کیا تھا۔؟

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنے لڑکے بشیر ثانی کی پیدائش کے موقعہ پر فرمایا تھا کہ! ''اس عاجز کے گھر میں بفضلہٖ تعالےٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل اِنکشاف کے بعد پھر اِطلاع دی جائے گی مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔''

(اشتہار تکمیل تبلیغ۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۹۱ حاشیہ)

اب جماعت احمدیہ قادیان گروپ کا یہ مؤقف ہے کہ حضورؑ نے بعد ازاں ایفائے عہد کرتے ہوئے اپنی تحریروں میں مرزا بشیر الدین محمود احمد کے مصلح موعود ہونے کا کامل انکشاف فرما دیا تھا اور اِسکے ثبوت اور تائید میں وہ حضورؑ کی چند کتب مثلاً ضمیمہ انجام آتھم، سراج منیر، تریاق القلب اور حقیقۃ الوحی میں سے کچھ حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ خاکسار اِن حوالوں سے متعلق کچھ عرض کرنے سے پہلے ذیل میں چند اصولی باتوں کا تذکرہ کرنا چاہتا ہے۔

چند اصولی باتیں

واضح رہے کہ (اولاً) اگر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اپنے کسی لڑکے کی پیدائش کے موقعہ پر یہ فرماتے ہیں کہ یہ لڑکا ''مولود مسعود'' ہے تو ہمیں یقین کرنا پڑے گا کہ حضورؑ نے اس لڑکے کے متعلق مصلح موعود ہونے کا ایک واضح اشارہ دے دیا ہے لیکن اسے ''مصلح موعود'' قرار نہیں دیا۔

(ثانیاً) اگر حضورؑ نے اپنے کسی لڑکے کی پیدائش کے موقعہ پر یہ فرمایا ہو کہ یہ وہ لڑکا ہے ''اس کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی۔'' تب بھی ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہونگے کہ آپؑ نے اس لڑکے کے متعلق مصلح موعود ہونے کا ایک واضح اشارہ فرما دیا ہے کیونکہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود ہی کے متعلق ہے۔

(ثالثاً) اگر حضورؑ نے اپنے کسی لڑکے کی پیدائش کے موقعہ پر اسکے متعلق یہ فرمایا ہو کہ یہ لڑکا ''تین کو چار کرنیوالا'' ہے۔ تو بھی ہم یہ سمجھیں گے کہ حضورؑ نے اس لڑکے کے متعلق مصلح موعود ہونے کا ایک واضح اشارہ فرمایا ہے کیونکہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں مصلح موعود کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ ''تین کو چار کرنیوالا'' ہوگا۔

(رابعاً) لیکن اگر حضورؑ نے اپنے کسی لڑکے کی پیدائش کے موقعہ پر اُسکے متعلق یہ تینوں اِشارے فرما دیئے ہوں ﴿(۱) مولود مسعود (۲) اسکی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی (۳) تین کو چار کرنیوالا﴾ تو پھر کیا ہم یہ یقین کر لینے میں قطعی طور پر حق بجانب نہیں ہونگے کہ آپؑ نے اس لڑکے کے متعلق ''مصلح موعود'' ہونے کا کامل انکشاف فرما دیا ہے۔؟ اب سوال ہے کہ اِشتہار تکمیل تبلیغ کے بعد کیا حضورؑ نے اپنی کسی تحریر میں اپنے لڑکے مرزا بشیر الدین محمود احمد کے بارے میں بھی اس قسم کا کوئی کامل انکشاف فرمایا ہے؟ اب ہم جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے پیش کردہ کتب کے حوالوں پر غور و فکر کرتے ہیں کہ آیا اِن میں مرزا بشیر الدین محمود احمد کے متعلق اس قسم کے کامل انکشاف کا کوئی ذکر ملتا ہے۔

(۱) اس سلسلہ میں پہلا حوالہ حضورؑ کی کتاب ضمیمہ انجام آتھم (تذکرہ صفحہ ۱۳۳ حاشیہ ایڈیشن چہارم) سے دیا جاتا ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

''محمود جو بڑا لڑکا ہے اسکی پیدائش کی نسبت اِس سبز اِشتہار میں صریح پیشگوئی مع محمود کے نام کے موجود ہے جو پہلے لڑکے کی وفات کے بارے میں شائع کیا گیا تھا جو رسالہ کی طرح کئی ورق کا اشتہار سبز رنگ کے ورقوں پر ہے۔'' (روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۹۔ تذکرہ صفحہ ۱۳۳ حاشیہ ایڈیشن چہارم)

سبز اشتہار میں حضورؑ نے ایک لڑکے کے متعلق ایک پیشگوئی کا ذکر فرما کر کہا تھا ''کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جسکا دوسرا نام محمود بھی ہوگا''۔ سو یاد رہے کہ نہ حضورؑ نے اس

لڑکے محمود کی پیدائش کے موقعہ پر اسے مصلح موعود قرار دیا تھا اور نہ ہی درج بالا حوالے میں اُسے مصلح موعود قرار دیا ہے۔صرف ایک لڑکے کے متعلق اپنی ایک سابقہ پیشگوئی کا ذکر فرمایا ہے وبس۔میں یہاں یہ ذکر کرنا بھی مناسب اور ضروری سمجھتا ہوں کہ حضورؑ کا ہر لڑکا آپکی پیشگوئی کے مطابق پیدا ہوا تھا اور حضورؑ نے اپنے ان لڑکوں کی پیدائش کا اپنی سچائی کے حق میں بطور نشان اپنی کئی کتابوں میں ذکر فرمایا ہے۔مرزا محمود کے متعلق جو ماضی میں ایک پیشگوئی کی گئی تھی متذکرہ بالا حوالہ میں اسی پیشگوئی کے مطابق محمود کے پیدا ہونے کا ذکر ہے۔اس حوالہ میں حضورؑ نے محمود کو نہ تو مولود مسعود کہا ہے اور نہ ہی اُس کے متعلق یہ اشارہ کیا ہے کہ اِسکی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی۔اور نہ ہی اِس کو تین کو چار کرنیوالا قرار دیا ہے۔یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے یہ حوالہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے مرزا محمود کے متعلق مصلح موعود ہونے کے کامل انکشاف کے طور پر پیش کیا جاتا ہے جبکہ اس حوالہ میں حضورؑ نے مرزا محمود کے متعلق مصلح موعود ہونے کا کوئی ایک اِشارہ تک بھی نہیں کیا۔

جناب سید مبشر احمد ایاز صاحب نے اپنے جوابی مضمون کے آغاز میں حضورؑ کے کسی حوالہ کے سیاق وسباق پر بہت زور دیا ہے لہٰذا خاکسار مزید وضاحت اور تسلی کیلئے اور اِس جھوٹ کے مکمل طشت از بام کرنے کیلئے یہی حوالہ ذیل میں اِسکے سیاق وسباق کے ساتھ درج کر رہا ہے۔اس سے یہ مضمون ذرا طویل تو ہو جائے گا لیکن ایک متلاشی حق کیلئے جماعتی علماء کی فریب کاریوں کو سمجھنے میں کوئی اِشتباہ نہیں رہے گا۔حضورؑ فرماتے ہیں:۔

''پھر ایک اور الہام ہے جو فروری ۱۸۹۶ء (نوٹ۔کتابت کی غلطی کی وجہ سے ۱۸۸۶ء کی بجائے ۱۸۹۶ء لکھا گیا ہے۔ناقل) میں شائع ہوا تھا۔اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔اُس وقت اِن تینوں لڑکوں کا جواب موجود ہیں نام ونشان نہ تھا اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہونگے اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کر دے گا۔سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کیے ہیں جو تینوں موجود ہیں صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنے والا ہوگا۔اب دیکھو یہ کیسا بزرگ نشان ہے۔کیا انسان کے اختیار میں ہے کہ اوّل اِفتراء کے طور پر تین یا چار لڑکوں کی خبر دے اور پھر وہ پیدا بھی ہو جائیں۔

پھر ایک اور نشان یہ ہے جو یہ تین لڑکے جو موجود ہیں۔ہر ایک کے پیدا ہونے سے پہلے اسکے آنے کی خبر دی گئی ہے چنانچہ محمود جو بڑا لڑکا (صرف لڑکا نہ کہ مصلح موعود۔ناقل) ہے اسکی پیدائش کی نسبت اس سبز اشتہار (اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود یا اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا ذکر نہیں کیا گیا) میں صریح پیشگوئی معہ محمود کے نام کے موجود ہے جو پہلے کی وفات کے بارے میں شائع کیا گیا تھا۔جو رسالہ کی طرح کئی ورقوں کا اشتہار سبز رنگ کے ورقوں پر ہے۔اور بشیر جو درمیانی لڑکا ہے اسکی خبر ایک سفید اشتہار میں موجود ہے جو سبز اشتہار کے تین سال بعد شائع کیا گیا تھا اور شریف جو سب سے چھوٹا لڑکا ہے اسکے تولّد کی نسبت پیشگوئی ضیاء الحق اور انوار الاسلام میں موجود ہے اب دیکھو کہ کیا یہ خدائے عالم الغیب کا نشان نہیں ہے کہ ہر ایک بشارت کے وقت میں قبل از وقت وہ بشارت دیتا رہا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۷ء۔روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحات ۲۹۸ تا ۲۹۹)

اب اس حوالے میں یا اسکے سیاق وسباق میں حضورؑ نے مرزا محمود کو کہاں مصلح موعود قرار دیا ہے۔مصلح موعود قرار دینا تو درکنار حضورؑ نے تو اِسکے متعلق مصلح موعود ہونے کا کوئی اشارہ تک بھی نہیں کیا بلکہ اگر خبر دی ہے تو تین کو چار کرنیوالا جو کہ مصلح موعود ہے کے انتظار کی خبر دی ہے۔قاری کے آگے سب کچھ حاضر ہے وہ خود فیصلہ کر لے۔

(۲) مرزا محمود کے مصلح موعود ہونے کے کامل انکشاف کے سلسلہ میں دوسرا حوالہ حضورؑ کی کتاب سراج منیر سے دیا جاتا ہے جو کہ درج ذیل ہے:۔

''پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اسکا نام محمود رکھا جائے گا۔اور اس پیشگوئی کی اشاعت کیلئے سبز ورق کے اشتہار شائع کیے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی معیاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔'' (روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۶۔تذکرہ صفحہ ۱۳۳ حاشیہ۔ایڈیشن چہارم)

سیاق وسباق کے لحاظ سے اس حوالے سے پہلے حضورؑ نے اپنی سچائی کے حق میں سید احمد خان کے متعلق ایک پیشگوئی تحریر فرمائی ہوئی ہے جب کہ اس حوالے کے بعد شریف احمد کی پیدائش کے متعلق اپنی ایک سابقہ پیشگوئی کا ذکر فرمایا ہے۔ان کا لکھنا اگرچہ موجب طوالت ہے لیکن پھر بھی بغرضِ اطمینان لکھتا ہوں:۔

''چوتھی پیشگوئی سید احمد خان کے سی ایس آئی کی نسبت خدا تعالیٰ سے الہام پا کر اشتہار یکم فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی کہ ان کو کوئی سخت صدمہ پہنچنے والا ہے۔اب سید احمد خان صاحب کو پوچھنا چاہیے کہ اس پیشگوئی کے بعد آپ کو کوئی ایسا سخت صدمہ پہنچا ہے یا نہیں جو معمولی ہم وغم نہ ہو بلکہ وہ امر ہو جو جان کو زیروزبر کرنیوالا ہو۔

پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے (صرف لڑکے نہ کہ مصلح موعود۔ناقل) محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔اور اس پیشگوئی کی اشاعت کیلئے سبز ورق کے اشتہار شائع کیے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی معیاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔

چھٹی پیشگوئی۔شریف احمد کے بارے میں جو میرا تیسرا لڑکا ہے کی گئی تھی۔اور رسالہ نورالحق میں پیش از وقت خوب شائع ہوگئی تھی۔چنانچہ اسکے موافق لڑکا پیدا ہوا۔جواب خدا کے فضل سے چندروز تک دوسرے سال کو ختم کرنیوالا ہے۔'' (روحانی خزائن جلد۱۲صفحہ۳۶ بحوالہ سراج منیر مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

اس حوالے میں بھی بمع سیاق وسباق حضورؑ نے محمود کے متعلق کہاں یہ فرمایا ہے کہ وہ مصلح موعود ہے یا اسکے متعلق مصلح موعود ہونے کا کوئی ایک اشارہ بھی کیا ہو۔قاری خود دیکھ لے۔

(۳) مرزا محمود کے مصلح موعود ہونے کے کامل انکشاف کے سلسلہ میں تیسرا حوالہ حضورؑ کی کتاب تریاق القلوب سے دیا جاتا ہے جو کہ درج ذیل ہے:۔

''محمود جو میرا بڑا بیٹا ہے۔اسکے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں اور نیز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا۔پیشگوئی کی گئی اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا۔۔۔۔۔پھر جب کہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی۔۔۔۔تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹۔جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔'' (تریاق القلوب۔روحانی خزائن جلد۱۵صفحہ۲۱۹)

اب اس حوالہ میں بھی مرزا محمود کے متعلق اسکے مصلح موعود ہونے کا کوئی ایک اشارہ تک بھی موجود نہیں ہے۔یہ حوالہ بھی ذیل میں سیاق وسباق کیساتھ لکھ رہا ہوں۔

''اوران چاروں لڑکوں کے پیدا ہونے کی نسبت پیشگوئی کی تاریخ اور پھر پیدا ہونے کے وقت پیدائش کی تاریخ یہ ہے کہ محمود جو میرا بڑا بیٹا (صرف بیٹا نہ کہ پسر موعود۔ناقل) ہے۔اسکے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں اور نیز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا۔پیشگوئی کی گئی اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونیوالے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے ہی لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔چنانچہ اب تک ہمارے مخالفوں کے گھروں میں صدہا یہ سبز رنگ اشتہار پڑے ہوئے ہونگے۔اور ایسا ہی دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار بھی ہر ایک کے گھر میں موجود ہونگے۔پھر جب کہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی۔اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بیخبر ہو۔تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹ جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔اور اسکے پیدا ہونے کی (صرف پیدا ہونے کی نہ کہ مصلح موعود ہونے کی۔ناقل) میں نے اس اشتہار میں خبر دی ہے۔جس کے عنوان پر تکمیل تبلیغ موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے جس میں بیعت کی دس شرائط مندرج ہیں۔اور اسکے صفحہ۴ میں یہ الہام پسر موعود کی نسبت ہے ؎

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد ۔ دیر آمدۂ زراہ دور آمدۂ ۔'' (روحانی خزائن جلد۱۵صفحہ۲۱۹ بحوالہ تریاق القلوب صفحہ۴۲)

اب مندرجہ بالا حوالہ کے سیاق وسباق میں بھی حضورؑ نے کیا کوئی ایسا اشارہ دیا ہے جس سے مرزا محمود کے مصلح موعود ہونے کا کوئی عندیہ ملتا ہو۔ہرگز نہیں۔

(۴) مرزا محمود کے مصلح موعود ہونے کے کامل انکشاف کے سلسلہ میں چوتھا حوالہ حضورؑ کی کتاب حقیقۃ الوحی سے دیا جاتا ہے جو کہ درج ذیل ہے:۔

''ایسا ہی جب میرا پہلا لڑکا (بشیر احمد اوّل۔ناقل) فوت ہوگیا تو نادان مولویوں اور انکے دوستوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں نے اسکے مرنے پر بہت خوشی ظاہر کی اور بار بار ان کو کہا گیا کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء میں یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ بعض لڑکے فوت بھی ہونگے۔پس ضرور تھا کہ کوئی لڑکا خوردسالی میں فوت ہوجاتا۔تب بھی وہ لوگ اعتراض سے باز نہ آئے۔تب خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے (صرف لڑکے نہ کہ موعود یا مصلح موعود۔ناقل) کی مجھے بشارت دی۔چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے۔دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم ستمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اُسکے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا (صرف لڑکا نہ کہ پسر موعود۔ناقل) پیدا ہوا۔جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہٖ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔'' (حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد۲۲ صفحات۳۷۳ تا ۳۷۴)

ایاز صاحب۔آپ نے اپنے جوابی مضمون میں مرزا محمود کے مصلح موعود ہونے کے کامل انکشاف کے سلسلہ میں حضورؑ کی تین کتب (سراج منیر،تریاق القلوب۔حقیقۃ الوحی) کا حوالہ دیا تھا لیکن خاکسار نے حضورؑ کی ایک اور کتاب بنام ضمیمہ انجام آتھم کا حوالہ بھی بمع سیاق وسباق درج کر دیا ہے۔ہم اِن حوالوں کے سیاق وسباق کے مطالعہ کیساتھ دیکھتے ہیں کہ حضورؑ نے ان میں مرزا محمود کو قطعاً مصلح موعود قرار نہیں دیا بلکہ محمود نامی ایک لڑکے کی پیدائش سے متعلق ایک پیشگوئی کا ذکر فرمایا ہے اور بس۔اپنے دیگر لڑکوں کی پیدائش سے متعلق پیشگوئیوں کا ایسا ہی ذکر اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۷ پر بھی ہو چکا ہے اور کسی جگہ پر بھی حضورؑ نے محمود احمد،بشیر احمد اور شریف احمد میں سے کسی ایک کے متعلق بھی اسکے مصلح موعود ہونے کا ہلکا سا اشارہ تک بھی نہیں کیا ہے۔حضورؑ نے تریاق القلوب میں اپنے لڑکوں کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے خاکسار مزید وضاحت اور ہر قسم کے شک وشبہ کو دور کرنے کیلئے اِن مندرجات پر قدرے تفصیل کیساتھ روشنی ڈالنا چاہتا ہے۔

تریاق القلوب میں لڑکوں کی پیدائش سے متعلقہ پیشگوئیوں کے متعلق وضاحت

خاکسار پہلے یہاں حضورؑ کی کتاب تریاق القلوب کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔حضورؑ نے یہ کتاب جولائی ۱۸۹۹ء میں لکھنی شروع کی اور شروع ۱۹۰۰ء میں یہ کتاب مکمل ہوگئی تھی۔اس کتاب کے ضمیمہ تریاق القلوب نمبر۲ میں حضورؑ نے اپنی صداقت کے ثبوت کے طور پر پچھتر (۷۵) ایسی پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا ہے جو کہ پوری ہوچکی تھیں۔آپؑ نے پیشگوئی نمبر۲۱،۲۲،۲۳اور۲۴ میں صفحات ۲۱۳ سے ۲۱۸ تک اپنے چاروں لڑکوں (مبارک احمد،بشیرالدین محمود احمد،بشیر احمد اور شریف احمد) کی صرف پیدائش سے متعلقہ پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا ہے۔کتاب کے صفحہ نمبر ۲۱۸ پر حضور علیہ السلام لکھتے ہیں۔

''اور عجیب تر یہ کہ چاروں لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے اشتہار ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء میں دی تھی اِس وقت ہر چہار لڑکوں میں سے ابھی ایک بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور اشتہار مذکور میں خدا تعالیٰ نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام مبارک رکھ دیا ہے۔دیکھو صفحہ ۳۔اشتہار ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء دوسرے کالم کی سطر نمبر ۷۔سو جب اس لڑکے کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔تب اس نام رکھنے کے بعد یکدفعہ وہ پیشگوئی ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی یاد آ گئی۔''

ہم دیکھتے ہیں کہ حضورؑ نے اس اقتباس میں اپنے پسر چہارم (مبارک احمد) کو ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی سے نسبت دی ہے۔اس سے آگے یعنی صفحہ نمبر ۲۱۹ سے ۲۲۳ تک حضورؑ اپنے چاروں لڑکوں کی پیدائش سے متعلقہ پیشگوئیوں کا قدرے تفصیل کیساتھ ذکر کرتے ہیں۔خاکسار ہر قسم کے شک وشبہ کو دور کرنے کے واسطہ یہاں حضورؑ کے مفصل بیانات درج کرتا ہے۔اپنے بڑے لڑکے بشیرالدین محمود احمد کے متعلق آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''اور ان چاروں لڑکوں کے پیدا ہونے کی نسبت پیشگوئی کی تاریخ اور پھر پیدا ہونے کے وقت پیدائش کی تاریخ یہ ہے کہ محمود جو میرا بڑا بیٹا (صرف بیٹا نہ کہ پسر موعود۔ناقل) ہے۔ اسکے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں اور نیز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا۔پیشگوئی کی گئی اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونیوالے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے ہی لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔چنانچہ اب تک ہمارے مخالفوں کے گھروں میں صدہا یہ سبز رنگ اشتہار پڑے ہوئے ہونگے۔اور ایسا ہی دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار بھی ہر ایک کے گھر میں موجود ہونگے۔پھر جب کہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی۔اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بیخبر ہو۔تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹ جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔اور اسکے پیدا ہونے کی میں نے اس اشتہار میں خبر دی ہے۔جس کے عنوان پر تکمیل تبلیغ موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے جس میں بیعت کی دس شرائط مندرج ہیں۔اور اسکے صفحہ ۴ میں یہ الہام پسر موعود کی نسبت ہے ؎

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد ۔ دیر آمدۂ زراہ دور آمدۂ ۔'' (روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۹ بحوالہ تریاق القلوب صفحہ ۴۲)

واضح رہے کہ حضورؑ نے تریاق القلوب میں اپنے اس لڑکے (بشیرالدین محمود احمد) کی ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی سے متعلق کوئی نسبت نہیں بیان فرمائی ہے۔صرف اِسکی پیدائش کا ذکر فرمایا ہے وبس۔اس اقتباس کے آخر میں جس اِلہامی شعر کا ذکر ہے وہ پسر موعود یعنی مصلح موعود کے متعلق ہے۔اور جس وجود کو اللہ تعالیٰ مصلح موعود بنائے گا وہی اِس اِلہامی شعر کا مصداق اور فخر الرسل ہوگا۔اگرچہ اشتہار ''تکمیل تبلیغ'' کا مفصل حوالہ خاکسار پہلے درج کر چکا ہے لیکن یہاں ایک بار پھر میں اشتہار ''تکمیل تبلیغ'' کا وہ متعلقہ حصہ درج کرتا ہوں جس میں حضورؑ نے اس لڑکے (بشیرالدین محمود احمد) کی صرف پیدائش کا ذکر فرمایا تھا۔آپؑ لکھتے ہیں۔

''آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں بمطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہٖ تعالےٰ ایک لڑکا پیدا ہوگیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاول کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی۔مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانیوالا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہوگا۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۹۱ حاشیہ)

ایاز صاحب۔اب آپ کو علم بھی اور یقین بھی ہوجانا چاہیے کہ حضورؑ نے نہ سبز اشتہار میں،نہ اشتہار تکمیل تبلیغ میں،نہ ہی تریاق القلوب میں مرزا بشیرالدین محمود احمد کے متعلق اِسکے پسر موعود ہونے کا کوئی ذکر نہیں فرمایا ہے۔اِس کے بعد حضورؑ اپنے دوسرے لڑکے بشیر احمد کے متعلق لکھتے ہیں۔

''اور میرا دوسرا لڑکا جس کا نام بشیر احمد ہے۔اسکے پیدا ہونے کی پیشگوئی آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۶۶ میں کی گئی ہے۔اور اس کتاب کے صفحہ ۲۶۲ کی چوتھی سطر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی کی تاریخ دہم دسمبر ۱۸۹۲ء ہے۔اور پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں۔یَاتِیْ قَمَرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَمْرُکَ یَتَاَتّٰی۔ یَسُرُّ اللّٰہُ وَجْھَکَ وَ یُنِیْرُ بُرْھَانَکَ۔سَیُوْلَدُلَکَ الْوَلَدُ

وَيُدْنٰى مِنْكَ الْفَضْلُ اِنَّ نُوْرِیْ قَرِيْبٌ ۔دیکھو صفحہ آئینہ کمالات اسلام۔یعنی نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام بن جائیگا۔تیرے لیے ایک لڑکا پیدا کیا جائے گا اور فضل تجھ سے نزدیک کیا جائے گا۔یعنی خدا کے فضل کا موجب ہوگا۔اور نیز کہ شکل وشباہت میں فضل احمد سے جو دوسری بیوی سے میرا لڑکا ہے مشابہت رکھے گا۔اور میرا نور قریب ہے (شاید نور سے مراد پسر موعود ہو۔)۔۔۔۔۔۔"

جناب ایاز صاحب۔حضورؑ نے اپنے دوسرے لڑکے بشیر احمد کے متعلق پسر موعود ہونے کا خیال ظاہر فرمایا ہے۔اس سے پہلے حضورؑ بشیر الدین محمود احمد کا ذکر فرما چکے ہیں اور اگر وہ حضورؑ کے علم میں پسر موعود ہوتا تو حضورؑ بشیر احمد کے ذکر میں اِس کے متعلق پسر موعود ہونے کا خیال ظاہر نہ فرماتے۔درج بالا اِلہام میں یہ جو قمر الانبیاء کا خطاب ہے یہ خطاب بھی مصلح موعود ہی کا ہے خواہ اُسے زکی غلام کہہ لیں یا پسر موعود ایک ہی بات ہے اِسکی مزید تفصیل جاننے کیلئے مدعی غلام مسیح الزماں کی کتاب "غلام مسیح الزماں" کے صفحات ۱۸۸ تا ۱۹۲ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔آگے حضورؑ اپنے تیسرے لڑکے شریف احمد کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اور میرا تیسرا لڑکا جس کا نام شریف احمد ہے اِسکے پیدا ہونے کی پیشگوئی میرے رسالہ انوار الاسلام صفحہ ۳۹ کے حاشیہ پر درج ہے۔اور یہ رسالہ ستمبر ۱۸۹۴ء میں شائع ہوا تھا۔اور ستمبر ۱۸۹۴ء کو یہ پیشگوئی رسالہ مذکور کے صفحہ ۳۹ کے حاشیہ پر چھاپی گئی تھی۔اور پھر جیسا کہ رسالہ ضیاء الحق کے اخیر ورق ٹائیٹل پیج پر شائع کیا گیا ہے۔یہ لڑکا یعنی شریف احمد ۲۴۔مئی ۱۸۹۵ء کو مطابق ۲۷۔ذیقعد ۱۳۱۲ھ پیدا ہوا۔یعنی پیشگوئی کے شائع ہونے کے بعد نویں مہینے پیدا ہوا۔"

ہم دیکھتے ہیں کہ حضورؑ نے اپنے تیسرے لڑکے شریف احمد کے متعلق بھی کچھ نہیں فرمایا بلکہ صرف اُسکی پیدائش سے متعلقہ پیشگوئی کا ذکر فرمایا ہے۔اس طرح یہاں تک یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوگئی کہ حضورؑ نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں اپنے بڑے تینوں لڑکوں (بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد) کی پیدائش سے متعلق صرف پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا نہ کہ اِن لڑکوں میں سے کسی کے متعلق اُسکے پسر موعود (مصلح موعود) ہونے کا کوئی تعین کیا تھا۔واضح رہے اور جیسا کہ اس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ تریاق القلوب کے علاوہ حضورؑ نے اپنی کتاب سراج منیر (روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحات ۳۶۔۳۷) اور حقیقۃ الوحی (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحات ۲۲۷۔۲۲۸) میں بھی اپنے لڑکوں کی پیدائش سے متعلق پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا ہے لیکن اِن میں سے کسی (سوائے ایک لڑکے کے جس کا ذکر آگے آئے گا) کو بھی پسر موعود یا مصلح موعود قرار نہیں دیا تھا۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اِبتداء سے ہی اپنے "تین کو چار کرنیوالے" لڑکے کا انتظار فرما رہے تھے جو نہ صرف آپؑ کے فہم بلکہ الہام کے مطابق بھی مصلح موعود تھا۔جیسا کہ اس کی مزید وضاحت مندرجہ ذیل حوالہ سے ہوتی ہے۔حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"وانّ اللّٰہ بشّر نی فی ابنائی بشارۃً بعد بشارۃٍ حتّٰی بلّغ عددھم الیٰ ثلٰثۃٍ۔وانباء نی بھم قبل وجودھم بالالھام۔فاشعتُ ھٰذہ الانباء قبل ظھورھا فی الخواص والعوام۔وانتم تتلون تلك الاشتھارات۔ثم تمرون بھا غافلین من التعصّبات۔ وبشّرنی ربّی برابعٍ رَحمۃ۔وقال انّہ یجعل الثلاثۃ اربعۃ۔ "(روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحات ۱۸۲ بحوالہ انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

ترجمہ۔اور اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹوں کے متعلق خوشخبری پر خوشخبری دی یہاں تک کہ ان کا عدد تین تک پہنچ گیا۔اور اِنکے وجود سے پہلے الہام کیساتھ اِنکی خوشخبری دی۔سو میں نے اُن خبروں کو اُنکے پیدا ہونے سے پہلے خاص وعام میں شائع کیا۔اور تم اِن اشتہاروں کو پڑھتے ہو پھر تعصب کی وجہ سے اُنکی پروا نہیں کرتے اور میرے ربّ نے اپنی رحمت سے مجھے چوتھے کی خوشخبری دی ہے اور فرمایا کہ وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا"۔

حضورؑ کے درج بالا الفاظ سے ثابت ہے کہ حضورؑ کے پہلے تینوں لڑکے جو زندہ موجود تھے ان میں سے کوئی بھی تین کو چار کرنیوالا نہیں تھا اور اِنکے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر کامل انکشاف فرمایا اور بذریعہ الہام آپؑ کو بتا دیا کہ تین کو چار کرنیوالا ابھی پیدا ہونا باقی ہے۔یہ الہامی یقین تھا جس میں غلطی کا احتمال نہیں ہوسکتا۔اور اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضورؑ نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں اس تین کو چار کرنیوالے لڑکے جس کی بشارت ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں دی گئی تھی کے متعلق کیا فرمایا تھا۔؟

مصلح موعود کا واضح انکشاف اور تعین

(۱) "اور میرا چوتھا لڑکا مبارک احمد ہے اس کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی۔" (تریاق القلوب (۱۹۰۰ء) روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۱)

کیا ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق نہیں ہے۔؟ اور اس پیشگوئی میں جس زکی غلام کی بشارت دی گئی تھی کیا اُسکے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا تھا۔اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔؟ پھر آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۲) "دیکھو ایک وہ زمانہ تھا جو ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۱۵ میں یہ عبارت لکھی گئی تھی:۔ایک اور الہام ہے جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے

گا۔اس وقت ان تینوں لڑکوں کا جواب موجود ہیں نام ونشان نہ تھا۔اوراس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہونگے۔اور پھرایک اور ہوگا جو تین کو چار کردے گا۔سوایک بڑا حصہ اس کا پورا ہوگیا۔یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کواس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں۔صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنے والا ہوگا۔اب دیکھو یہ کس قدر بزرگ نشان ہے؟''(ایضاً صفحات ۲۲۲تا۲۲۳)

جب یہ چوتھا لڑکا پیدا ہوگیا تو آپؑ اپنی اسی تصنیف ''تریاق القلوب''میں اس لڑکے کے متعلق فرماتے ہیں:۔

(۳)''سوخدا تعالیٰ نے میری تصدیق کیلئے اور تمام مخالفوں کی تکذیب کیلئے اور عبدالحق غزنوی کو متنبہ کرنے کیلئے اس پسر چہارم کی پیشگوئی کو ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء میں جو مطابق ۴۔صفر ۱۳۱۷ھ تھی بروز چارشنبہ پورا کردیا یعنی وہ مولود مسعود چوتھا لڑکا تاریخ مذکورہ میں پیدا ہوگیا۔''(ایضاً صفحہ ۲۲۱)

حضورؑ اپنے اس چوتھے صاحبزادہ کے متعلق مزید فرماتے ہیں:۔

(۴)''سوصاحبو وہ دن آ گیا اور وہ چوتھا لڑکا جس کا ان کتابوں میں چار مرتبہ وعدہ دیا گیا تھا۔صفر ۱۳۱۷ھ کی چوتھی تاریخ میں بروز چارشنبہ پیدا ہوگیا۔عجیب بات ہے کہ اس لڑکے کے ساتھ چار کے عدد کو ہر ایک پہلو سے تعلق ہے۔اسکی نسبت چار پیشگوئیاں ہوئیں۔یہ چار صفر ۱۳۱۷ھ کو پیدا ہوا۔اسکی پیدائش کا دن ہفتہ کا چوتھا دن تھا یعنی بدھ۔یہ دوپہر کے بعد چوتھے گھنٹہ میں پیدا ہوا۔یہ خود چوتھا تھا۔(ایضاً صفحہ ۲۲۳)

حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کی کتاب تریاق القلوب کے ان حوالہ جات سے ثابت ہے کہ حضورؑ نے صاحبزادہ مبارک احمد کو'' مولود مسعود''اور''اس لڑکے کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی''اور''تین کو چار کرنے والا'' فرما کر واضح رنگ میں اِسے پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیا تھا۔اب ہم اس تحقیق کے بعد کہ حضرت مہدی ومسیح موعودؑ نے بالآخر اپنے چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کے متعلق مصلح موعود ہونے کا کامل انکشاف فرمادیا تھا۔آئیں یہ معلوم کرنے کیلئے آگے بڑھتے ہیں کہ بعدازاں اس''تین کو چار کرنیوالے''لڑکے کے متعلق پھر اللہ تعالیٰ کی کیا تقدیر ظاہر ہوئی۔؟اوائل ستمبر ۱۹۰۷ء میں حضرت مہدی ومسیح موعودؑ نے ایک منذر خواب دیکھا۔آپؑ فرماتے ہیں:۔

ستمبر ۱۹۰۷ء:۔''خواب میں دیکھا کہ ایک پانی کا گڑھا ہے۔مبارک احمد اس میں داخل ہوا اور غرق ہوگیا۔بہت تلاش کیا گیا مگر کچھ پتہ نہیں ملا۔پھر آگے چلے گئے تو اس کی بجائے ایک اور لڑکا بیٹھا ہے۔''(تذکرہ صفحہ ۶۱۸ بحوالہ بدر جلد نمبر ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵)

بعدازاں ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کے دن مبارک احمد فوت ہوگئے۔لیکن مبارک احمد کی وفات کے بعد اسی دن یعنی ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو ہی اللہ تعالیٰ نے پھر حضورؑ کو ایک حلیم غلام کی بشارت دیدی۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔''اِنَّانُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔''(تذکرہ صفحہ ۶۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۷ صفحہ ۱)

اب حلیم ہونا تو مصلح موعود کی ایک علامت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ اُسکے متعلق فرماتا ہے۔''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم''لہٰذا یہ حلیم غلام جس کی مبارک احمد کی وفات کے دن بشارت دی گئی تھی مصلح موعود ہی تھا۔

اکتوبر ۱۹۰۷ء میں اللہ تعالیٰ نے ایک اور فیصلہ کن امر ظاہر فرمادیا۔وہ یہ کہ اس موعود حلیم غلام کو مبارک احمد کا مثیل قرار دے دیا۔اور اس طرح یہ پیشگوئی مصلح موعود مبارک احمد سے منتقل ہوکر آگے اُسکے مثیل کی طرف چلی گئی۔جیسا کہ حضورؑ اپنے اشتہار ۵ نومبر ۱۹۰۷ء میں فرماتے ہیں:۔

''لیکن خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا۔ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا۔اِنَّانُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ۔يَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَكِ۔ترجمہ۔یعنی ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا اور اس کا قائم مقام اور اس کا شبیہ ہوگا پس خدا نے نہ چاہا کہ دشمن خوش ہو۔اسلئے اس نے بجز دو وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دے دی تا یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے۔''(تذکرہ صفحہ ۶۲۲ بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۵۸۷)

جناب ایاز صاحب۔حضور علیہ السلام کو علم تھا کہ میرا مثیل مبارک احمد ہی مصلح موعود ہے یعنی وہی سبز رنگ کا بڑا پھل جو آپؑ نے اِلہامی پیشگوئی کے معاً بعد ایک کشف میں دیکھا تھا اور آپ اِس کا اپنے گھر میں انتظار کرتے رہے۔لیکن چونکہ حضرت صاحبزادہ مبارک احمد کی پیدائش یعنی ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء کے بعد حضورؑ کے گھر میں بطور مثیل مبارک احمد کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا اور اس طرح یہ الہامی پیشگوئی آپکی جسمانی اولاد سے نکل کر آگے آپکی ذریت یعنی روحانی اولاد کی طرف منتقل ہوگئی۔زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد کے متعلق آخری اِلہامی بشارت کب ہوئی؟

زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد کے متعلق آخری اور فیصلہ کن الہامی بشارت

۶۔۷ نومبر ۱۹۰۷ء:۔''سَاَهَبُ لَكَ غُلَاما زَكِيّا۔رَبِّ هَبْ لِيْ ذُرِّيَّة طَيِّبَة۔اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُه يحْيى۔اَلَمْ تَرَكَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ۔۔۔۔۔آمدنِ عید

مبارک بادت۔عیدتو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔‘‘(تذکرہ ۶۲۶ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰، ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

ترجمہ۔میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے ربّ نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔۔۔۔۔عید کا آنا تیرے لیے مبارک ہو۔عیدتو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔

۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں مصلح موعود کی الہامی بشارت ’’زکی غلام‘‘ کے الفاظ میں نازل ہوئی تھی۔اللہ تعالیٰ نے ۶۔۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے دن آخری بار پھر انہیں الفاظ میں الہامی بشارت دیکر نہ صرف اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ مصلح موعود ۶۔۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہوگا بلکہ اس بات کا بھی فیصلہ فرما دیا کہ حضورؑ کے جسمانی لڑکوں میں سے کوئی بھی اس الہامی بشارت کا مصداق نہیں ہوگا۔ایاز صاحب۔واضح رہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے نہ کہ کسی اِنسان کا کیونکہ کسی کو مصلح موعود بنانا یا نہ بنانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے نہ کہ آپکا، میرا یا لوگوں کا۔کیا آپ اور جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کو قبول نہیں کرو گے؟ اور اگر نہیں تو کیوں۔؟ پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت کے متعلق اس مفصل بحث کے بعد آخر میں ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل اِلہامی پیشگوئی کے بعد جو مبشر اِلہامات کا سلسلہ نزول آپکی وفات تک جاری رہتا ہے خاکسار افادۂ عامہ کیلئے اِنہیں یکجائی طور پر ذیل میں درج کرتا ہے۔

۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل اِلہامی پیشگوئی کے بعد غلام مسیح الزماں کے متعلق مبشر اِلہامات کا ترتیب وار نزول

(۲) ۱۸۹۴ء۔’’ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ‘‘۔یعنی ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔(تذکرہ صفحہ ۲۱۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰ حاشیہ)

(۳) ۱۸۹۶ء۔’’ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَام حَلِيْمٍ۔مَّظْهَرِالْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰه نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ ۔‘‘ترجمہ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اُترا۔(تذکرہ صفحہ ۲۳۸ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۲)

(۴) ۱۳۔اپریل ۱۸۹۹ء۔’’ اِصْبِرْ مَلِيًّا سَاَهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔‘‘یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کروں گا۔(تذکرہ صفحہ ۲۷۷ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۶)

(۵) ۲۶۔دسمبر ۱۹۰۵ء۔’’ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّكَ۔نَافِلَةً مِّنْ عِنْدِیْ۔‘‘ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔وہ تیرے لیے نافلہ ہے۔ہماری طرف سے نافلہ ہے۔(تذکرہ صفحہ ۵۰۰/ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱ مورخہ ۱۰۔جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۶) مارچ ۱۹۰۶ء۔’’اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّكَ۔‘‘ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔جو تیرے لیے نافلہ ہوگا۔(تذکرہ صفحہ ۵۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۰، ۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۷) ۱۹۰۶ء۔’’اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَام مَّظْهَرِالْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰه نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ ۔‘‘ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو حق اور اعلیٰ کا مظہر ہوگا۔گویا آسمان سے خدا اُترے گا۔(تذکرہ صفحہ ۵۵۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۸ تا ۹۹)

(۸) ۱۶۔ستمبر ۱۹۰۷ء۔’’اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَام حَلِيْمٍ۔‘‘ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔(تذکرہ صفحہ ۶۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷۔ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

(۹) اکتوبر ۱۹۰۷ء۔’’(۵) اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْم (۶) يَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَكِ ۔(۷) ساقیا آمدن عید مبارک بادت۔‘‘(تذکرہ صفحہ ۶۲۲ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۹ مورخہ ۳۱۔اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱) ترجمہ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو مبارک احمد کی شبیہہ ہوگا۔اے ساقی عید کا آنا تجھے مبارک ہو۔

(۱۰) ۶/ ۷۔نومبر ۱۹۰۷ء۔’’سَاَهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔رَبِّ هَبْ لِیْ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً۔اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُه يَحْيٰى ۔اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ۔ ....آمدن عید مبارک بادت۔عیدتو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔‘‘(تذکرہ ۶۲۶ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰، ۱۰۔نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳) ترجمہ۔میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے ربّ نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔

ایاز صاحب۔ہم دیکھتے ہیں کہ مصلح موعود کی آخری الہامی بشارت کیساتھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ’’آمدنِ عید مبارک بادت‘‘یعنی عید کا آنا تیرے لیے مبارک ہو۔کسی روحانی مصلح کی بعثت اہل دنیا کیلئے عید کی قائم مقام ہوتی ہے۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بھی اس نکتہ کی وضاحت اپنی مختلف کتب میں فرمائی ہے۔اس الہام کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا ہے کہ ’’عیدتو ہے چاہے کرو یا نہ کرو‘‘ اِسکا کیا مطلب ہے؟ مصلح موعود سے متعلق اس آخری الہام میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے۔اے میرے مہدی و مسیح:۔جب تیرا یہ موعود زکی غلام، جب تیرا یہ مصلح موعود دنیا میں ظاہر ہوگا تو کچھ لوگ ایسے حالات پیدا کر چکے ہوں گے کہ جس کے نتیجہ میں تیری جماعت کے لوگ اس روحانی عید کو منانے کیلئے تیار نہیں ہونگے۔آج حضورؑ کی جماعت میں خلیفہ ثانی کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کی بدولت کیا ایسے حالات پیدا نہیں کر دیئے گئے کہ کوئی بھی فرد جماعت مصلح موعود سے متعلقہ عید کو

منانے کیلئے تیار نہیں ہے۔؟ کیا آج موعود زکی غلام کے متعلق حضورؑ کا یہ الہام عیدتو ہے چاہے کرو یا نہ کرو لفظ بہ لفظ پورا نہیں ہوگیا ہے؟

جناب سید مبشر احمد ایاز صاحب۔ سوال نمبر۴ کے جواب میں آپ نے جو لکھا ہے خاکسار اب اسکے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

''دیکھیں مصلح موعودؑ کی بابت جو بنیادی پیشگوئی ہے وہ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مفصل موجود ہے۔ اور بعد میں آپؑ نے مختلف کتابوں میں اس مصلح موعودؑ وجود کی بابت بھی بیان فرمایا اور اپنی دیگر اولاد اور دوسری بشارتوں کے بارہ میں بھی فرمایا۔ سراج منیر کتاب ہو یا تریاق القلوب یا کوئی اور تصنیف، حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ہر پیدا ہونیوالے بچے کو اسی پیشگوئی کا مصداق ٹھہرایا اور اس کیساتھ اور الہامات کو بھی شامل فرمایا۔ کیونکہ اس پیشگوئی میں ایسے معصوم وجودوں کی پیدائش کا بھی ذکر ہے کہ جو چھوٹی عمر میں فوت ہوجانیوالے تھے اور ان کا بھی جو خدا تعالیٰ کے خاص فضلوں کے وارث بنتے ہوئے لمبی عمر پانیوالے ہونگے۔ اور ایک ایسے بیٹے کا بھی ذکر ہے جو کہ تیرے ہی تخم اور ذریت سے ہونا تھا۔ اور جس نے جلد جلد بڑھنا تھا اور قوموں نے اس سے برکت پانی تھی وغیرہ وغیرہ اور یہی وہ لڑکا ہے جس کو حضرت اقدس نے مصلح موعود فرمایا اور اس کا نام محمود اسکی پیدائش سے پہلے بتلا دیا۔

(حاشیہ سبز اشتہار، روحانی خزائن جلد۲ ص۴۶۳ اور ۴۶۷) ایک بہت ضروری بات جو پیشگوئی مصلح موعود کے بارہ میں یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ کہ اس مصلح موعودؑ کی پیدائش کا عرصہ آپؑ نے پیشگوئی ۱۸۸۶ء سے لے کر نو برس کے اندر اندر پیدا ہونا قرار دیا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ آپؑ کی اولاد میں سے ان بچوں میں سے مصلح موعودؑ کی تلاش کریں جو ۱۸۸۶ء سے ۱۸۹۵ء کے اندر اندر پیدا ہوئے ہوں۔''

الجواب۔ خاکسار پہلے بتا چکا ہے کہ میثاق النبیین کے مطابق پیشگوئی مصلح موعود کے نزول کا مقصد دراصل افراد جماعت کی آزمائش تھی تا کہ ایک زمانہ گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ افراد جماعت کے ایمان کی آزمائش کرتا۔ لیکن جب ہم بغور وفکر مطالعہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ اِلہامی پیشگوئی کے نزول کیساتھ ہی ملہم اور افراد جماعت کی آزمائش شروع ہوگئی تھی اور یہ آزمائش ہنوز آج تک جاری ہے۔ واضح رہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت بانئے جماعت کو بطور نشان دو (۲) وجودوں کی بشارت عطا فرمائی تھی۔ مثلاً (۱) وجیہہ اور پاک لڑکا (۲) زکی غلام۔ لڑکے کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے وضاحت کیساتھ فرمادیا تھا کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا'' لیکن اللہ تعالیٰ نے موعود زکی غلام کے بارے میں لڑکے کی طرح کوئی ایسی وضاحت نہیں فرمائی۔ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں موعود وجیہہ اور پاک لڑکا سے متعلقہ ضمنی پیشگوئی کا مصداق بشیر احمد اوّل تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے وفات دے کر آگے اُسکے مثیل کی بشارت دیدی۔ بشیر احمد اوّل کا یہ مثیل یعنی بشیر ثانی ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوا اور حضورؑ نے اِس کا نام بطور تفاؤل بشیر الدین محمود احمد رکھا۔ یہ بشیر الدین محمود احمد یا بشیر ثانی وجیہہ اور پاک لڑکا سے متعلقہ ضمنی پیشگوئی یعنی وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا کا مصداق تھا نہ کہ پیشگوئی مصلح موعود کا۔ پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق زکی غلام تھا اور اُسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ جلد جلد بڑھے گا اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی وغیر وغیرہ۔ حضرت مہدی ومسیح موعودؑ زکی غلام کو اپنا جسمانی لڑکا خیال کرتے ہوئے اُسے اپنی نرینہ اولاد میں ڈھونڈتے رہے لیکن زکی غلام سے متعلق مبشر کلام اِلٰہی جو حضورؑ پر نازل ہوا اِسکی روشنی میں قرآن کریم کے مطابق یہ موعود زکی غلام یا مثیل مبارک احمد حضورؑ کے گھر میں پیدا ہی نہیں ہوا اور یہ وہ حقیقت ہے جس کا جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد کو بخوبی علم تھا۔ خاکسار ذیل میں اِسکی وضاحت کرے گا۔

مثیل مبارک احمد یعنی مصلح موعود کے متعلق ۱۹۰۸ء میں مرزا بشیر الدین محمود احمد کا مؤقف۔ جناب سید مبشر احمد ایاز صاحب۔ واضح ہو کہ زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد نہ حضورؑ کی زندگی میں آپکے گھر میں پیدا ہوا اور نہ ہی وہ آپکی وفات کے بعد آپکے گھر میں پیدا ہوا۔ اس پر مخالفین نے کافی شور وغوغا کیا کہ زکی غلام اور مثیل مبارک احمد جس سے قوموں نے برکت پانی تھی وہ مرزا صاحب کے گھر میں پیدا ہی نہیں ہوا لہٰذا مرزا صاحب نعوذ باللہ اپنے دعاوی میں جھوٹے ہیں۔ حضرت بانئے سلسلہ کی وفات کے وقت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی عمر اُنیس (۱۹) سال تھی اور آپ اس وقت رسالہ تشحیذ الاذہان کے ایڈیٹر تھے۔ آپ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیلِ مبارک احمد جس کو حضورؑ نے مصلح موعود قرار دیا تھا سے متعلق مبشر اِلہامات بطورِ خاص وہ مبشر اِلہامات جو مرزا مبارک احمد کی وفات کے بعد نازل ہوئے کے ضمن میں مخالفین سلسلہ کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے مورخہ جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں اپنے رسالہ تشحیذ الاذہان میں لکھتے ہیں:۔

(۱) ''اور پھر یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ زبان کے لحاظ سے بھی بیٹا آئندہ نسل کے کسی فرد پر بھی بولا جاتا ہے چنانچہ عربی میں اِس طرح کثرت سے اِستعمال ہوتا ہے چنانچہ اکثر قبیلوں کے نام اُنکے کسی بزرگ کے نام پر ہوتے ہیں اور وہ اُسکی اولاد کہلاتی ہیں۔۔۔ جب دنیا اپنے طور پر ایک شخص کو صدیوں گذرنے کے بعد بھی ایک دوسرے شخص کا بیٹا قرار دیتی ہے اور عمر بن عبدالعزیز اور ہارون الرشید اُمیہ اور عباس کے لڑکے کہلاتے ہیں تو کیا وجہ کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی آئندہ ہونیوالے لڑکے کے اُن کے لڑکے کے نام سے پکار نہ سکے۔ کیا وہ کام جس کا اِنسان کو اختیار ہے خدا اُسکے کرنے سے معذور ہے۔؟ یا جب دنیا کے طالب ایک شخص کو کسی پہلے گزرے ہوئے شخص سے نسبت دیتے ہیں حالانکہ وہ اُس کا مستحق نہیں ہوتا تو کیا خدا جو خوب جانتا ہے کہ کون کس سے نسبت دیئے جانے کے لائق ہے ایسا نہیں کرسکتا۔؟ آج وہ سیّد جو ہزاروں قسم کی بدیوں میں مبتلا ہیں اور لاکھوں

گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور سینکڑوں قسم کی بدکاریاں صبح اور شام اُن سے سرزد ہوتی ہیں اور وہ جنکے اقوال ایک شریف آدمی کی زبان پر نہیں لائے جا سکتے۔ اور جنکے افعال ایسے نہیں ہیں کہ نیکوں کی مجلس میں اُنکا ذکر بھی کیا جائے تو آل محمدؐ کہلانے کے مستحق ہیں مگر حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی لڑکے کو اگر خدا تعالیٰ نے کسی مصلحت کی وجہ سے اُنکا لڑکا قرار دیا اور اُسکے وجود کی اُنکو بشارت دی تو وہ ناجائز ٹھہرا۔ کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا اِن سے بھی زیادہ محدود طاقتوں والا ہے۔؟ یا اُس کو نسبت دینے کا علم نہیں اور وہ اِس بارہ میں غلطی کر بیٹھا ہے۔؟ (نعوذ باللہ) آج سینکڑوں نہیں ہزاروں لیکچرار اپنی تقریریں میں زور زور سے چلا چلا کر کہتے ہیں کہ اے بنی آدم ایسا مت کرو ایسا کرو مگر اُن سے کوئی نہیں پوچھتا کہ ہمارے باپ کا نام تو آدم نہ تھا پھر تم کیوں ہم کو اِس نام سے پکارتے ہو۔ مگر حضرت صاحب کی نسل میں سے ایک بچہ کو اگر اُنکا لڑکا قرار دیا گیا تو کونسا اندھیر آ گیا۔ کفیٰ ھٰذا کا اِلہام صاف ثابت کرتا ہے کہ بیٹے کے اِلہام آئندہ نسل کے کسی لڑکے کی نسبت ہیں اور پھر وہ اِلہام جس میں ہے کہ تیری اولاد تیرے نام سے مشہور ہوگی۔ اِسکی اور بھی تائید کرتا ہے کہ آئندہ نسل کو بھی حضرت مسیح موعودؑ کا بیٹا کہا جا سکتا ہے اور خدا تعالیٰ تو خوب جانتا ہے کہ کون اُنکا بیٹا ہونے کے لائق ہے اس لیے اگر کسی عظیم الشان لڑکے کی نسبت جو دنیا میں ایک تبدیلی پیدا کر دے خبر دی جائے اور اُسکو حضرت صاحب کا بیٹا قرار دیا جائے تو کیا حرج ہے۔ نبی کریمؐ نے بھی تو فرمایا ہے کہ اہلِ فارس میں سے جو ایمان لائے وہ بنی فاطمہ میں سے ہے پس کیا اہلِ فارس خود حضرت فاطمہ کے لڑکے بن جاتے ہیں۔ اور پھر اِس بات پر غور کرنا چاہیے کہ جیسے قرآن واحادیث میں کثرت سے یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے تو حضرت مسیح موعودؑ سے اگر خدا تعالیٰ نے اِس رنگ میں کلام کیا تو کیا حرج واقع ہوا مثلاً۔ قرآن شریف میں یہودیوں کو بار بار بنی اسرائیل کے نام سے پکارا جاتا ہے حالانکہ اِسرائیل کو فوت ہوئے قریباً اڑھائی ہزار برس گذر گئے تھے اور یہودیوں کو پھر بھی خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نام سے پکارا ہے اگر یہ محاورہ عرب کا نہ ہوتا اور کتب اِلٰہیہ میں ایسا طریق نہ ہوتا تو اُس وقت کے یہودی جو بات بات پر اعتراض کرتے تھے فوراً بول اُٹھتے اور شور مچا دیتے کہ دیکھو ایسا مت کہو ہم بنی اسرائیل نہیں۔ اور اپنے والدین کا نام بتاتے کہ اُنکی اولاد سے ہیں اور پھر قرآن شریف میں حضرت اِبراہیمؑ کی نسبت آتا ہے کہ ووھبنالہ اسحٰق و یعقوب یعنی ہم نے حضرت اِبراہیمؑ کو اسحٰقؑ اور یعقوبؑ عطا کیے حالانکہ حضرت یعقوبؑ حضرت اِبراہیمؑ کے بیٹے نہ تھے بلکہ حضرت اِسحٰقؑ کے لڑکے تھے پس معلوم ہوا کہ خدا کے کلام میں ایسا آ جاتا ہے اور اِس میں اِعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔''

(رسالہ تشحیذ الاذہان ولیم۔ ۳ نمبر ۶۔ ۷ صفحات ۲۹۷ تا ۳۰۰۔ مورخہ جون جولائی ۱۹۰۸ء)

(۱۱) ''غور کرو کہ قرآن شریف میں صاف آتا ہے وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط هُوَا جْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ط هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (پارہ ۱۷۔ سورۃ حج رکوع ۱۰) اور کوشش کرو اللہ کی راہ میں خوب کوشش جس نے پسند کیا تم کو اور نہیں کی تمہارے لیے دین میں کوئی تنگی وہ دین جو تمہارے باپ اِبراہیمؑ کا ہے جس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ اب کیا اِن آیات سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک مسلمان کے باپ کا نام اِبراہیم ہوتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ جو حضرت اِبراہیمؑ کی طرز پر کام کرتا اور اُنکے بتائے ہوئے رستہ پر چلتا ہے اور اِسلام قبول کرتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایسا ہے جیسے اِبراہیمؑ کا بیٹا۔ ورنہ یہ بات تو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ دنیا کی سینکڑوں قومیں ایسی ہیں جو اِسلام میں داخل ہیں مگر حضرت اِبراہیم کی نسل سے نہیں اور نہ اُنکی قوم کا حضرت اِبراہیم کے خاندان سے کوئی تعلق ہے پس جب خدا تعالیٰ نے ہر ایک اُس شخص کو جو مسلمان ہوتا ہے اور خدا کی راہ میں کوشش کرتا ہے حضرت اِبراہیمؑ کا بیٹا قرار دیا اور بیٹے کے لفظ کو اِس قدر وسیع کر دیا کہ بنی اسمٰعیل اور بنی اسرائیل کی بھی کوئی شرط نہ رکھی تو پھر اگر آج اُس خدا نے حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی کو اُنہیں کا بیٹا قرار دیا تو کیا حرج ہے جبکہ آج بیس کروڑ اِنسان جو مسلمان کہلاتے ہیں خواہ عرب کے رہنے والے ہوں یا شام کے۔ غرضیکہ ایران افغانستان ہندوستان چین جاپان کے علاوہ یورپ و امریکہ کے باشندے بھی حضرت اِبراہیمؑ کے بیٹے کہلا سکتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ قرآن شریف میں اُنکو اِبراہیم کے بیٹے قرار دیتا ہے تو ایک شخص کو اگر حضرت مسیح موعودؑ کا بیٹا قرار دیا گیا تو کیا غضب ہوا۔ پھر حدیث دیکھتے ہیں تو اِس میں بھی بہت سے ایسے محاورات پاتے ہیں مثلاً معراج کی رات جب آنحضرت ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے حضرت اِبراہیمؑ کی نسبت پوچھا کہ یہ کون ہیں تو اُن کو اُنہوں نے جواب میں کہا ھٰذا ابوك صالحاً یعنی یہ تیرا نیک باپ ہے، اور ایسا ہی حضرت آدمؑ کی نسبت فرمایا پس جب قرآن وحدیث سے یہ بات ثابت ہے تو پھر حضرت اقدسؑ پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے کہ اُنکو ایک لڑکے کا وعدہ تھا جو پورا نہ ہوا۔ خدا کے وعدے ٹلا نہیں کرتے اور وہ پورے ہو کر رہتے ہیں اِسی طرح یہاں بھی ہوگا۔ اِن اِلہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ اِبن داؤدؑ کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا۔ اور اِس میری بات کی تائید خود حضرت اقدسؑ کے اِس اِلہام سے بھی ہوتی ہے جو میں اوپر درج کر آیا ہوں یعنی کفیٰ ھٰذا۔ جسکے معنے یہ تھے کہ حضرت اقدسؑ کے ہاں اب نرینہ اولاد نہ ہوگی چنانچہ اُسکے بعد دو لڑکیاں ہوئیں اور لڑکا کوئی نہیں ہوا۔ اور خود حضرت اقدسؑ کا بھی یہی خیال تھا کیونکہ اُنہوں نے بھی ایک اِلہام جس میں بیٹے کی بشارت تھی اپنے پوتے پر لگایا تھا ورنہ اگر اُنکو یہ خیال ہوتا کہ میرے ہی بیٹا ہوگا تو پوتے پر کیوں لگاتے۔ سمجھتے کہ آئندہ بیٹا ہوگا اور وہ اِلہام پورا ہو جائے گا۔ پس صاف ظاہر ہے کہ وہ اِلہامات کسی آئندہ نسل کے لڑکے کی نسبت تھے خواہ پوتا ہو یا پڑپوتا ہو یا کچھ مدت بعد ہو۔'' (رسالہ تشحیذ لا

ذہان ولیم۔۳نمبر۶۔۷صفحات ۳۰۱ تا ۳۰۳۔مورخہ جون جولائی ۱۹۰۸ء)

(iii) ''نبی کریم ﷺ نے ریل کی سواری کی خبر دی تھی جو آجکل آکر پوری ہوئی تو کیا بیچ کی بارہ صدیوں کے لوگ دین اِسلام کو ترک کر دیتے اور کفر اختیار کر لیتے کہ وہ نئی سواری کا وعدہ پورا نہیں ہوا۔ پس جب سب نبیوں سے ایسا ہوتا چلا آیا ہے اور اُنہوں نے آئندہ زمانہ کی خبریں بھی دی ہیں تو اگر حضرت مسیح موعودؑ نے کچھ آئندہ کی خبریں دی اور بتایا کہ میری نسل میں سے ایک ایسا لڑکا ہوگا ہیبت اِس قدر ہوگی کہ گویا خدا آسمان سے اُس کی مدد کیلئے اُتر آیا تو کیا ہوا اِس سے تو اُنکی اور بھی سچائی ثابت ہوگی اور اُس وقت کے لوگ اِس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھیں گے اور مزہ اُٹھائیں گے۔ آجکل کے لوگوں سے جو وعدے ہیں وہ اُن پر غور کریں اور اُن پر جو شکوک ہیں وہ بیان کریں اور توبہ استغفار ساتھ کرتے رہیں تا اُنہیں اصل حقیقت معلوم ہو اور خدا اپنے خاص فضل سے اُن پر سچائی کھول دے اور وہ صراطِ مستقیم دیکھ لیں تا کہ ہلاکت سے بچ جائیں۔ ورنہ جیسا کہ میں لکھ آیا ہوں یہ بیٹے کی پیشگوئی تو کسی ایسے لڑکے کی نسبت ہے، جو آپکی نسل سے ہوگا اور بڑی شان کا آدمی ہوگا اور خدا کی نصرت اُسکے ساتھ ہوگی۔ اور یہ بھی میں ثابت کر آیا ہوں کہ حضرت اقدسؑ کے اِلہامات میں ہی اِس قسم کے اِستعارہ نہیں ہیں بلکہ پہلے نبیوں کے کلام میں قرآن و حدیث میں بھی ہیں کہ بیٹا کہا جاتا ہے اور مراد نسل میں سے کوئی آدمی ہوتا ہے۔'' (رسالہ تشحیذ لاذہان ولیم۔۳نمبر۶۔۷صفحہ ۳۰۵۔مورخہ جون جولائی ۱۹۰۸ء)

تشحیذ لاذہان میں رقم فرمودہ بشیر الدین محمود احمد صاحب کے بیانات کے منطقی نتائج۔ ایاز صاحب۔ حضرت صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات کے بعد زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد (مصلح موعود) کے متعلق نازل ہونیوالے اِلہامات کے متعلق یہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے اُس وقت کے خیالات اور عقائد ہیں جب آپکی عمر صرف اُنیس (۱۹) سال تھی۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اُنہوں نے اپنے مضمون میں حضورؑ کے اِلہامات کی تشریح تقویٰ کیساتھ کی ہے۔ مورخہ جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء رسالہ تشحیذ لاذہان کے ولیم۔۳ نمبر۶۔۷صفحات ۲۹۷ تا ۳۰۵ پر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی شائع شدہ اِس تحریر سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ خاکسار ذیل میں اِسکے متعلق کچھ عرض کرتا ہے:۔

(۱) جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں مرزا بشیر الدین محمود احمد نے رسالہ تشحیذ لاذہان میں اپنے مضمون میں بڑی صاف گوئی اور تقویٰ کیساتھ یہ فرما کر کہ ''اِن اِلہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ اِبن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا'' واضح کیا تھا کہ زکی غلام (حلیم غلام یعنی مثیلِ مبارک احمد) سے متعلق مبشر کلام اِلٰہی جو حضورؑ پر آپکی وفات تک نازل ہوتا رہا، اِس کا مصداق کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہونا ہے۔ بالفاظ دیگر اِس کا مطلب یہ تھا کہ حضورؑ کے ۱۹۰۸ء میں موجود لڑکے (مرزا بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد) زکی غلام (مثیل مبارک احمد) سے متعلق مبشر اِلہامات کے مصداق نہیں تھے۔

(۲) حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اِسی زکی غلام کو جس کی بشارت ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء سے لے کر مورخہ ۶، ۷۔نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہی مصلح موعود قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس غلام مسیح الزماں کا مفصل ذکر ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں فرمایا ہے۔

(۳) مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے مضمون میں آئندہ پیدا ہونے والے اِس عظیم الشان وجود کے متعلق یہ فرما کر کہ (i) ''اس لیے اگر کسی عظیم الشان لڑکے کی نسبت جو دنیا میں ایک تبدیلی پیدا کر دے خبر دی جائے'' (ii) ''ہیبت اِس قدر ہوگی کہ گویا خدا آسمان سے اُس کی مدد کیلئے اُتر آیا'' (iii) ''اور بڑی شان کا آدمی ہوگا اور خدا کی نصرت اُسکے ساتھ ہوگی'' دراصل اُسی زکی غلام کا ہی ذکر فرمایا ہے جس کی یہ صفات ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود میں موجود ہیں۔

(۴) مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے مضمون میں سورۃ الحج کی آیت نمبر ۷۹ (وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ط هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (پارہ ۱۷۔سورۃ حج رکوع ۱۰) اور کوشش کرو اللہ کی راہ میں خوب کوشش جس نے پسند کیا تم کو اور نہیں کی تمہارے لیے دین میں کوئی تنگی وہ دین جو تمہارے باپ اِبراہیمؑ کا ہے جس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔) کا حوالہ دیکر یہ بتایا ہے کہ روحانی یا مذہبی دنیا میں کسی عظیم الشان برگزیدہ بندے کا بیٹا ہونے کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی پیروکار اُس عظیم الشان برگزیدہ بندے کی صُلب میں سے ہی ہو۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ابوالانبیا حضرت اِبراہیمؑ کو ہم سب مسلمانوں کا باپ قرار دیا ہے۔ اِسی طرح آنحضرت ﷺ ہم سب مسلمانوں کے باپ ہیں اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ بھی اِسی طرح ہم سب احمدیوں کے باپ قرار پاتے ہیں۔ اور مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے متذکرہ بالا مضمون میں جس عظیم الشان وجود اور جس زکی غلام اور مصلح موعود کا آئندہ زمانے میں پیدا ہونے کا ذکر فرمایا ہے اُسکے تولُّد کو ہم متذکرہ بالا سورۃ الحج کی آیت نمبر ۷۹ کی روشنی میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جسمانی نسل تک محدود نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ اُسے حضورؑ کی ذریت یعنی جماعت میں سے مورخہ ۶۔۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد جب چاہے گا اور جہاں چاہے گا پیدا فرما دے گا اور وہ بقول مرزا بشیر الدین محمود احمد حضورؑ کا پانچواں بیٹا کہلائیگا۔ وہ اِسی طرح حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا بیٹا کہلائے گا جس طرح آپؑ بذات خود آنحضرت ﷺ کے عظیم الشان بیٹے کہلاتے ہیں۔

(۵) مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے اِس مضمون میں بار بار یہ بات کہی ہے کہ وہ آئندہ پیدا ہونیوالا عظیم الشان وجود یعنی زکی غلام حضرت بانئے سلسلہ کی نسل میں سے ہوگا۔ مرزا محمود احمد کا ایسا کہنے کی غالباً وجہ یہ تھی کہ حضورؑ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر اپنا یہ خیال ظاہر فرمایا تھا کہ یہ میرا جسمانی لڑکا ہوگا۔ اَمر واقع یہ ہے کہ حضورؑ کا ''زکی غلام'' کے متعلق اپنا جسمانی لڑکا خیال کرنا آپؑ کا محض اپنا اِجتہادی خیال تھا۔ اور پھر اِسی اِجتہادی خیال کی بنا پر آپؑ نے درمیان میں پیدا ہونیوالے تینوں لڑکوں (بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد۔ اِنکے نام صرف بطور تفاؤل رکھے گئے تھے) کو چھوڑ کر اپنے دو لڑکوں یعنی پہلے لڑکے (بشیر احمد اوّل) اور بعد ازاں چوتھے لڑکے (مبارک احمد) پر ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی (زکی غلام مسیح الزماں) کو واضح طور پر چسپاں کیا تو نتیجتاً یہ دونوں لڑکے کم عمری میں ہی فوت ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام سے متعلق بعض مبشر اِلہامات میں اُسے ''نافلہ'' بمعنی زائد انعام بھی قرار دیا ہے۔ لیکن جب حضورؑ نے اِس زکی غلام کو ''نافلہ یعنی پوتا'' سمجھ کر اپنے پہلے پوتے (مرزا بشیر الدین محمود احمد کے فرزندِ اکبر مرزا نصیر احمد بحوالہ حقیقۃ الوحی۔ تصنیف ۱۹۰۶ء روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۸) پر چسپاں کیا تو وہ پوتا بھی فوت ہوگیا۔

(۶) یہ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں حضورؑ کو دو مبشر وجودوں کا وعدہ عنایت فرمایا تھا۔ مثلاً (۱) ایک وجیہہ اور پاک لڑکا (۲) ایک زکی غلام۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کے متعلق تو یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔'' اب سوال ہے کہ کیا زکی غلام (مصلح موعود) کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کیساتھ کوئی ایسا وعدہ فرمایا تھا کہ '' وہ زکی غلام تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا''۔ جواباً عرض ہے کہ ہرگز نہیں۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے دونوں لڑکوں (بشیر احمد اوّل اور مبارک احمد) اور پوتے (نصیر احمد) کو وفات دے کر حضورؑ پر اور آپ کی جماعت پر یہ ظاہر فرما دیا کہ زکی غلام نہ حضورؑ کا کوئی جسمانی لڑکا ہے اور نہ ہی وہ آپؑ کا کوئی پوتا ہے اور نہ ہی اُس کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ آپؑ کی صلب میں سے پیدا ہو۔

(۷) مرزا محمود احمد نے اپنے متذکرہ بالا مضمون میں بار بار حضورؑ کے اِس اِجتہادی خیال کی بنا پر کہا ہے کہ وہ (زکی غلام) آپکی نسل میں سے ہوگا۔ مرزا محمود احمد ایک طرف تو اپنے مضمون میں یہ کہے جا رہے ہیں کہ ''نبی کریمؐ نے بھی تو فرمایا ہے کہ اہلِ فارس میں سے جو ایمان لائے وہ بنی فاطمہ میں سے ہے پس کیا اہلِ فارس خود حضرت فاطمہ کے لڑکے بن جاتے ہیں''۔؟ اور ساتھ سورۃ الحج کی آیت نمبر ۷۹ کا حوالہ دے کر یہ بھی فرماتے ہیں کہ روحانی یا مذہبی دنیا میں کسی عظیم الشان برگزیدہ بندے کا بیٹا ہونے کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی پیروکار اُس عظیم الشان برگزیدہ بندے کی صُلب میں سے ہی ہو لیکن ساتھ ہی بار بار حضورؑ کی نسل کی بھی رَٹ لگائے جا رہے ہیں۔ جب وہ جانتے تھے کہ آنحضور ﷺ کے کہنے کے باوجود اہل فارس حضرت فاطمہؓ کی نسل میں سے نہیں بن جاتے۔ جب وہ جانتے تھے کہ روحانی یا مذہبی دنیا میں کسی عظیم الشان برگزیدہ بندے کا بیٹا ہونے کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی پیروکار اُس عظیم الشان برگزیدہ بندے کی صُلب میں سے ہی ہو۔ یہ صرف بطور محاورہ ہے۔ تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا اپنے موعود زکی غلام کے متعلق لڑکا کہہ دینا کیا بطور محاورہ نہیں ہوسکتا۔؟ میں یہاں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ نہ صرف ''ہوسکتا ہے'' بلکہ یہ ''ہو چکا'' ہے۔ جناب ایاز صاحب۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد جون جولائی ۱۹۰۸ء میں اپنے مندرجہ بالا بیانات میں کیا فرما رہے ہیں۔؟ جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں یہ جو اُنہوں نے فرمایا تھا یہی سچ تھا لیکن یہ الگ بات ہے کہ ۱۹۱۴ء میں جب اُنہیں تھوڑا سا ہوش آیا اور وہ خلیفہ ثانی بن بیٹھے تو پھر ۱۹۰۸ء میں رسالہ تشحیذ الاذہان میں رقم فرمودہ اپنے اس بیان سے مکرنے کیلئے اُنہوں نے کیا کیا بہانے تراشنے شروع کر دیئے۔؟ یہ ایک الگ داستان ہے اور خاکسار اِسکی تفصیل آگے بیان کرے گا۔

مرزا بشیر الدین محمود احمد کی حیثیت (status)۔ آپ حضرت بانئے سلسلہ کے بڑے بیٹے تھے۔ ہوش سنبھالتے ہی آپ کو بھی پیشگوئی مصلح موعود کا علم ہوگیا تھا۔ اصحاب احمدؑ کی نظریں بھی آپ کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ آپ کی دینی تعلیم و تربیت بھی اپنے وقت کے چوٹی کے علمائے دین کی نگرانی میں ہوئی۔ اور اس طرح یہ بات یقینی ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود بچپن سے ہی آپکے اعصاب پر سوار تھی۔ خلافت اولیٰ کے دوران بھی آپ حضرت خلیفہ اوّلؓ کے مشیر خاص رہے۔ پھر حضرت خلیفہ اوّل کی وفات کے بعد لوگوں نے آپ کو مصلح موعود سمجھتے ہوئے خلافت کی مسند پر بٹھایا۔ اور ان دنوں میں آپکی جو تقاریر شائع ہوئیں ان میں بھی آپ کو لوگوں نے مصلح موعود کا نام دیا اور اس کا ثبوت آج تک موجود ہے۔ ﴿دیکھیں نیوز نمبر ۵۔ www.alghulam.com﴾ جناب ایاز صاحب۔ اب سوال یہ ہے کہ لوگوں کو کس طرح پتہ چلا کہ خلیفہ ثانی ہی مصلح موعود ہیں؟ کیا اُن کو ۱۹۱۴ء میں الہام ہوا تھا؟ اگر ان کو الہام نہیں ہوا تھا تو پھر اپنے خیال اور اندازے کے مطابق ایک الہامی پیشگوئی کو کسی وجود پر خواہ وہ حضورؑ کا جسمانی بیٹا ہی کیوں نہ ہو چسپاں کر دینا کیا ایک انتہائی خطرناک فعل نہیں تھا؟ ۱۴۔ مارچ ۱۹۱۴ء کو مسند خلافت پر بیٹھتے ہی کیا خلیفہ ثانی کو اپنے مصلح موعود ہونے کا الہام ہوگیا تھا؟ اور اگر نہیں تو پھر ان لوگوں کو جو آپ کو قبل از وقت پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق بنا رہے تھے آپ نے اُنہیں کیوں نہ روکا۔؟ سب لوگ جانتے ہیں کہ مرزا طاہر احمد کے خلیفہ رابع بننے کے بعد اسی سال یا اگلے سال جلسہ سالانہ پر آپکے متعلق بھی مثیل مصلح موعود کا نعرہ لگا تھا لیکن آپ نے ان لوگوں کو سختی کیساتھ منع کر دیا کہ یہ نعرہ مت لگاؤ۔ تو پھر خلیفہ ثانی صاحب نے ۱۹۴۴ء کی خواب سے پہلے ان لوگوں کو جو آپ کو ۱۹۱۴ء میں مصلح موعود بنا رہے تھے کیوں نہ روکا۔؟ خلیفہ ثانی صاحب نے ان لوگوں کو روکنے کی بجائے اپنا منظور نظر بنایا اور انہیں اپنی خوشنودی اور مراعات سے نوازا۔ لیکن

جب اس ضمن میں جماعت میں مخالفت زیادہ ہونے لگی تو آپ نے ان کتابچوں اور رسالوں کو جلوا دیا جن میں آپ کو لوگوں نے مصلح موعود قرار دیا تھا۔ یہ سب کیا ڈرامہ (darama) تھا۔؟ اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں خلیفہ ثانی صاحب مصلح موعود تھے تو پھر اس بات کا پہلے علم آپ کو ہونا چاہیے تھا نہ کہ آپکے متعلق لوگ دعویٰ کرتے۔ یہاں دو باتیں ثابت ہوتی ہیں (اوّل) آپ کا خاموش رہنا بتاتا ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود میں آپ کو بہت دلچسپی تھی اور آپ اِسکے امیدوار تھے (دوئم) حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا ایک الہام پورا ہونا شروع ہوگیا۔ ''لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے۔ شیر خدا نے اُن کو پکڑا۔ اور شیر خدا نے فتح پائی'' (روحانی خزائن جلد ۷ اصفحہ ۴۲۹)

خلیفہ ثانی بننے کے بعد پیشگوئی مصلح موعود (زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد) کے متعلق مرزا محمود احمد کے مؤقف میں تبدیلی۔ جناب سید مبشر احمد ایاز صاحب۔ مثیل مبارک احمد یعنی مصلح موعود کے متعلق خاکسار جون جولائی ۱۹۰۸ء میں رسالہ تشحیذ لاذہان میں شائع شدہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے مضمون کے تین (۳) اقتباسات پہلے درج کر چکا ہے۔ اُنہوں نے اپنے مضمون میں اُس وقت بڑی صاف گوئی اور تقویٰ کیساتھ یہ فرما کر کہ ''اِن اِلہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ اِبن داؤدؑ کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا'' واضح کیا تھا کہ زکی غلام (مثیلِ مبارک احمد) سے متعلق مبشر کلام اِلٰہی جو حضورؑ پر ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء سے شروع ہوکر آپکی نرینہ اولاد کے انقطاع کے بعد بھی آپ پر آپکی وفات تک نازل ہوتا رہا، اِس کا مصداق کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہوگا۔ بالفاظ دیگر اِس کا مطلب یہ تھا کہ حضورؑ کے ۱۹۰۸ء میں موجود لڑکے (مرزا بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد) زکی غلام (مثیل مبارک احمد) سے متعلق مبشر اِلہامات (یا پیشگوئی مصلح موعود) کے مصداق نہیں ہو سکتے ہیں۔ خلیفہ ثانی بننے کے بعد جناب مرزا محمود احمد صاحب نے دیکھا کہ حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی محبت اور عقیدت کی وجہ سے افراد جماعت اُنکے دعویٰ مصلح موعود سے پہلے ہی اُنہیں مصلح موعود بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ جب مرزا محمود احمد نہ صرف یہ جانتے تھے بلکہ اس کی باقاعدہ اپنے رسالہ تشحیذ لاذہان میں علیٰ الاعلان اشاعت بھی کر چکے تھے کہ مثیل مبارک احمد (مصلح موعود) نے تو آئندہ کسی زمانے میں پیدا ہونا ہے تو پھر اس وقت تقویٰ کا یہ تقاضا تھا کہ محمدی خلفائے راشدین کی طرح وہ اُن احمدیوں کو جو اُنہیں بغیر سوچے سمجھے اور بغیر کسی دلیل کے محض اندھی عقیدت میں مصلح موعود بنا رہے تھے روکتے اور اُنہیں سمجھاتے کہ مصلح موعود حضورؑ کے جسمانی لڑکوں میں سے نہیں ہے۔ اُس مصلح موعود نے تو آئندہ کسی زمانے میں پیدا ہونا ہے۔ آپ مجھے بلاوجہ ہلاشیری کیوں دے رہے ہیں؟ واضح رہے کہ ایک خلیفہ راشد کے تقویٰ کا کیا معیار ہونا چاہیے۔؟ اس سلسلہ میں خلیفۃ الرسول ﷺ اور اُمت محمدیہ میں ہونیوالے آئندہ خلفائے راشدین کے سردار حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے جانشین کو جو نصیحت فرمائی اس میں ہمیں ایک خلیفہ راشد کے تقویٰ کی جھلک نظر آتی ہے۔ بستر مرگ پر آپؓ اپنے جانشین سے مخاطب ہوکر فرماتے ہیں۔

''اے عمر! میں نے تم کو رسول اللہ ﷺ کی امت پر اپنا نائب بنایا ہے۔ پس تمہاری ذات میں ظاہری و باطنی طور پر تقویٰ ہونا چاہیے۔ عمر! اللہ سے لو لگاؤ کہ اس طرح وہ متوجہ ہو جاتا ہے اور جب وہ توجہ فرمالے تو پھر اسباب اور وسیلے خودرو گھاس کی طرح اُگ آتے ہیں۔ کسی طاقت پر بھروسہ نہ کرو کیونکہ جو طاقتیں کام بناتی ہیں، اگر ان کو اللہ کے ہاں سے اجازت نہ ملے تو پھر وہ پلٹ پڑتی ہیں اور بننے والے کام بھی بگڑ جاتے ہیں۔ اے عمر! جب اہل نار کا ذکر آئے تو کہنا کہ اے خدا! تو مجھے ان میں شامل نہ کیجیو۔ اور جب اہل جنت کا حال پڑھو تو التجا کرنا کہ اللہ تو مجھے ان سے ملا دے۔ اے عمر! ان باتوں کے علاوہ اللہ کی مرضی پر چلنے کے لیے نفس کو قابو میں رکھنے کی بہت ضرورت ہے۔ اور اے ابن خطابؓ! نفس کی خصوصیت یہ ہے کہ اگر اِسکی ایک خواہش پوری کر دی جائے تو اِسکی ہمت جوان ہو جاتی ہے اور وہ اس سے زیادہ بری خواہشوں کیلئے اور زیادہ زور کیساتھ ہاتھ پاؤں مارنے لگتا ہے۔ اے عمرؓ! جب تم میری ان نصیحتوں پر عمل کرو گے تو مجھے گویا اپنے پاس بیٹھا ہوا پاؤ گے۔ اللہ نیک اعمال میں تمہاری مدد کرے۔'' (اصحاب رسول ﷺ اور اُنکے کارنامے صفحہ ۶۷ مطبوعہ فیروز سنز لاہور، مصنف نبی احمد سہا)

خلیفہ ثانی بننے کے بعد جناب بشیر الدین محمود احمد پر مصلح موعود بننے کے جنون کا غلبہ۔ خلیفہ ثانی بننے کے بعد چونکہ جماعت احمدیہ کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے مرزا محمود احمد صاحب جماعت کے سیاہ و سفید کے مالک بن چکے تھے۔ لہٰذا افسوس کیساتھ لکھتا ہوں کہ اس طاقت کے نشے میں وہ تقویٰ پر چلنے کی بجائے اپنی نفسانی خواہش کا شکار ہو گئے۔ اگرچہ وہ جانتے تھے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے موجود لڑکے بشمول اُنکے پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق نہیں ہو سکتے لیکن پھر بھی بعض ناعاقبت اندیش احمدیوں کی ہلاشیری کی بدولت اُنہوں نے مصلح موعود بننے کے خواب دیکھنے شروع کر دیئے۔ اس غرض کیلئے اُنہوں نے رسالہ تشحیذ لاذہان میں شائع شدہ اپنے سابقہ ۱۹۰۸ء کے مؤقف سے رُوگردانی کرتے ہوئے اِسکے برخلاف سوچنا شروع کر دیا۔ اور اس سلسلہ میں اپنا مقصد پانے کیلئے اُنکے پیش نظر درج ذیل دو نکاتی ایجنڈا (agenda) تھا۔

(اولاً) میں یعنی بشیر الدین محمود احمد کس طرح پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں آ سکتا ہوں۔؟ (ثانیاً) میں جماعتی خدمات اِس طرح سرانجام دوں کہ جن کی بنیاد پر بعد ازاں

مصلح موعود ہونے کا جواز پیدا کیا جا سکے۔ ذیل میں خاکسار اِن دونوں نکات کی حقیقت پر روشنی ڈالتا ہے۔

(۱) پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں آنے کیلئے نو (۹) سالہ معیاد کا جھانسہ۔ جناب مبشر احمد ایاز صاحب۔ جواباً عرض ہے کہ مبشر الہامات کی رو سے اگرچہ خلیفہ ثانی صاحب جانتے تھے کہ وہ نہ مصلح موعود ہیں اور نہ ہی ہو سکتے ہیں۔ ۱۹۰۸ء میں تقویٰ پر مبنی اُن کا یہی مؤقف تھا اور یہی حقیقت مبشر اِلہامات سے ثابت ہوتی ہے۔ لیکن بعد ازاں ۱۹۱۴ء میں خلیفہ ثانی بننے کے بعد جب بعض خوشامدی مریدوں نے اپنی تحریر و تقریر میں اُنکے متعلق مصلح موعود کے الفاظ لکھنے اور بولنے شروع کر دیئے تو اُنہوں نے بھی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اپنا مؤقف بدلنا شروع کر دیا۔ وہ اس طرح کہ جس عظیم الشان زکی غلام (مثیل مبارک احمد) نے ۱۹۰۸ء میں بقول مرزا بشیر الدین محمود احمد آئندہ کسی زمانے میں پیدا ہونا تھا اِسکی پیدائش کے متعلق اُنہوں نے حضورؑ کے ایک اجتہادی خیال (لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ اِلٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اِس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ مجموعہ اِشتہارات جلد ا صفحہ ۱۱۷) کو بنیاد بنا کر آہستہ آہستہ افرادِ جماعت کے آگے یہ جواز پیش کرنا شروع کر دیا کہ اُس ''موعود'' نے اِلہامی پیشگوئی کے نو (۹) سال کے اندر پیدا ہونا ہے۔ اُدھر مُریدوں پر مخلصی کا بھوت سوار تھا اور اُنہوں نے یہ ضرورت ہی نہ محسوس کی کہ کم از کم حضورؑ کے بیان فرمودہ نو (۹) سالہ معیاد کی زکی غلام کے متعلق مبشر اِلہامات کی روشنی میں تھوڑی بہت جانچ پڑتال تو کر لیں۔ افرادِ جماعت کی اس بیجا عقیدت اور لاعلمی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس طرح خلیفہ صاحب جھوٹے طور پر اپنے آپ کو اِلہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں لے آئے۔ اسی سلسلہ میں جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء کی اختتامی تقریر میں وہ اس کا یوں اظہار فرماتے ہیں۔

''پھر اِشتہارات میں آپ (حضورؑ۔ ناقل) نے یہ بھی تحریر فرما دیا تھا کہ ایسا لڑکا بموجب اِلہام اِلٰہی ۹ سال کے عرصہ میں ضرور پیدا ہو جائے گا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اِلہام اِلٰہی اسکی پیدائش کو ۹ سال میں ضروری قرار دیتا ہے۔ یہاں اِجتہاد کا کوئی سوال نہیں بلکہ آپ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا یہ الہام ہے کہ وہ لڑکا ۹ سال کے اندر ضرور پیدا ہو جائے گا۔ پس تین یا چار سو سال کے بعد اگر کوئی شخص اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا دعویٰ کرے تو بہر حال ایسا شخص ہی اسکے مصداق ہونے کا اعلان کر سکتا ہے جو پیدا ۹ سال میں ہوا ہو لیکن ظاہر تین سو یا چار سو سال کے بعد ہوا ہو کیونکہ الہام اس بات کی تعیین کرتا ہے کہ آنیوالے موعود کو بہر حال ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء تک کے عرصہ کے اندر اندر پیدا ہو جانا چاہیے اس عرصہ کے بعد پیدا ہونیوالا کوئی شخص اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ہو سکتا۔'' (المصلح الموعود (دسمبر ۱۹۴۴)۔ انوار العلوم جلد ۱۷ صفحہ ۵۴۴۔۵۴۵)

نو (۹) سالہ معیاد کا دَجَل۔ اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:۔ ''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ اِلٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔'' ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء تک کا عرصہ نو سال بنتا ہے۔ خلیفہ ثانی صاحب دسمبر ۱۹۴۴ء میں بوقت دعویٰ مصلح موعود حضورؑ کے مندرجہ بالا بیان کی طرف درج ذیل دو (۲) باتیں منسوب کرتے ہیں۔

(اولاً) وہ حضورؑ کے اس بیان کو اِلہام اِلٰہی قرار دیتے ہیں۔

(ثانیاً) اُنکے مطابق نو (۹) سالہ معیاد یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء تک پیدا ہونیوالا وجود ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہو سکتا ہے نہ کہ اس معیاد کے بعد پیدا ہونیوالا۔

ایاز صاحب۔ خاکسار شروع میں اجمالاً ذکر کر چکا ہے کہ اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں حضورؑ کی بموجب وعدہ اِلٰہی سے مراد قطعاً نو (۹) برس کا وعدہ نہیں بلکہ اس سے پیشگوئی مصلح موعود میں کیا گیا اِلٰہی وعدہ مراد ہے۔ اب خاکسار نو (۹) سالہ معیاد کی حقیقت پر قدرے تفصیل کیساتھ روشنی ڈالنا ضروری سمجھتا ہے۔ اس موعود وجود یعنی مصلح موعود کے نو (۹) برس میں پیدا ہونے کا خیال حضورؑ کا ذاتی اِجتہاد تھا نہ کہ اِلہامی اور اِس سلسلہ میں واضح رہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں حضورؑ سے دو مبشر وجودوں کا وعدہ فرمایا تھا۔ (۱) ایک وجیہہ اور پاک لڑکا اور دوسرا (۲) ایک زکی غلام۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کے متعلق تو یہ وضاحت فرما دی تھی کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔'' لیکن زکی غلام (مصلح موعود) کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضورؑ سے کوئی ایسا وعدہ نہیں فرمایا تھا۔ جسمانی لڑکے کے متعلق تو یہ بات اٹل تھی کہ اُس نے حضورؑ کے گھر میں پیدا ہونا تھا خواہ وہ نو (۹) سال کے عرصہ میں پیدا ہوتا یا نو (۹) سال کے بعد پیدا ہوتا۔ واقعات سے ثابت ہے کہ یہ ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' بشیر احمد اوّل تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی مخفی حکمت کے تحت اس لڑکے کو وفات دے کر آگے اُس کے مثیل کی بشارت دے دی۔ بعد ازاں بطور مثیل بشیر احمد اوّل مرزا بشیر الدین محمود احمد پیدا ہوئے۔ اگر خلیفہ ثانی صاحب اپنا دعویٰ جسمانی پسر موعود یعنی مثیل بشیر احمد اوّل تک محدود رکھتے تو پھر اُنکا دعویٰ بھی درست ہوتا اور نو (۹) سالہ معیاد کی بات بھی درست ہوتی کیونکہ دونوں بشیروں (بشیر اوّل ۱۷۔ اگست ۱۸۸۷ء اور بشیر ثانی ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء) کی پیدائش نو (۹) سالہ مدت کے درمیان ہو گئی تھی اور دونوں حضورؑ کے جسمانی لڑکے تھے۔ لیکن پریشانی اور افسوس ناک بات یہ ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب نے جسمانی پسر موعود ہونے کی بجائے روحانی پسر موعود یعنی مصلح موعود (زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد) ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اور اس طرح پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں خلیفہ ثانی صاحب کی مندرجہ بالا دونوں باتیں قطعی طور پر غلط ہیں اور اِسکی درج ذیل وجوہات ہیں۔

(۱) مرزا محمود احمد جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں مکذبین مہدی و مسیح موعود کو مثیل مبارک احمد (زکی غلام/مصلح موعود) کی بشارت کے سلسلہ میں جواباً فرما رہے تھے کہ ''ان الہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ ابن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا''۔ اب سوال یہ ہے کہ دعویٰ مصلح موعود کے وقت اگر خلیفہ ثانی کے مؤقف کے مطابق اس آنیوالے موعود (مثیل مبارک احمد) نے نو (۹) سالہ عرصہ کے اندر پیدا ہونا تھا تو جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں مرزا محمود صاحب نے مکذبین مسیح موعود کو یہ کیوں نہ بتایا کہ اس موعود (مثیل مبارک احمد یعنی مصلح موعود) نے نو (۹) سالہ مدت یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء تک پیدا ہونا تھا اور ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء کو وہ پیدا شدہ میں ہوں۔؟ لیکن اگر مرزا محمود احمد صاحب اُس وقت ایسا کہتے تو اس پر مکذبین یقیناً اعتراض کرتے کہ جناب صاحبزادہ مبارک احمد تو ۱۴۔ جون ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوئے تھے۔ اُس کا مثیل ۱۸۹۵ء سے پہلے یعنی ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء میں کیسے پیدا ہوسکتا تھا؟ مثیل مبارک احمد نے تو مبارک احمد کی پیدائش کے بعد پیدا ہونا تھا اور وہ مرزا صاحب کے گھر میں پیدا ہی نہیں ہوا۔ اور اگر وہ پیدا ہوا ہے تو ہمیں دکھاؤ وہ کون ہے۔؟ خاکسار یہاں گذارش کرتا ہے کہ جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں پیشگوئی مصلح موعود کا بھوت ابھی مرزا محمود احمد پر سوار نہیں ہوا تھا۔ یہ بھوت اِن پر خلیفہ ثانی بننے کے بعد سوار ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں اُنہوں نے بڑے تقویٰ کیساتھ سچی بات کہہ دی تھی کہ اس موعود نے آئندہ کسی زمانے میں جماعت احمدیہ میں پیدا ہونا ہے۔

(۲) زکی غلام یعنی مصلح موعود کی پیدائش کے سلسلہ میں حضورؑ کے الفاظ ''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہرحال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا'' الہامی نہیں بلکہ اجتہادی تھے۔ بالکل اسی طرح جس طرح حضورؑ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کے ساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر اجتہاد فرمایا تھا۔ مصلح موعود کی پیدائش کے سلسلہ میں خلیفہ ثانی صاحب کا حضورؑ کے اِس اجتہادی بیان کو اِلہامی قرار دینا قطعی طور پر جھوٹ تھا۔

(۳) اگر حضورؑ کے متذکرہ بالا الفاظ الہامی ہوتے اور وہ موعود زکی غلام (مصلح موعود) بشیر الدین محمود احمد کے رنگ میں ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء میں پیدا ہو چکا ہوتا تو پھر آپ کی پیدائش کے بعد زکی غلام کے متعلق مبشر اِلہامات کبھی نازل نہ ہوتے۔؟

(۴) اگر بقول خلیفہ ثانی صاحب یہ نو (۹) سالہ مدت الہامی ہوتی تو پھر نو (۹) سال کے عرصہ (یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء) کے بعد بھی اس زکی غلام کی بشارت کبھی نہ ہوتی۔؟

(۵) اگر بقول خلیفہ ثانی صاحب یہ نو (۹) سالہ مدت الہامی ہوتی تو پھر حضورؑ اس نو سالہ مدت (یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء) کے بعد ۱۴۔ جون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہونے والے اپنے چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق (تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحات ۲۲۱ تا ۲۲۳) کبھی قرار نہ دیتے۔؟

(۶) اگر بقول خلیفہ ثانی صاحب یہ نو (۹) سالہ مدت اِلہامی ہوتی تو حضورؑ کی نرینہ اولاد کے اِنقطاع یعنی ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کے بعد بھی اس زکی غلام (مصلح موعود) کی بشارات (انہی علامات اور صفات کیساتھ جو کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں درج ہیں) حضورؑ کی وفات تک آپ پر کبھی نازل نہ ہوتیں۔؟

(۷) زکی غلام (مثیل مبارک احمد/مصلح موعود) کے متعلق اِلہامی بشارات کا نزول مورخہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء سے شروع ہو کر مورخہ ۷۔ نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہتا ہے۔ سنت اللہ کے مطابق بشارت پہلے ہوتی ہے اور مبشر وجود بعد میں پیدا ہوتا ہے۔ زکی غلام کے متعلق مبشر اِلہامات کا نزول ہمیں درج ذیل تین نتائج پر پہنچاتا ہے۔

(الف) زکی غلام کی پیدائش کے متعلق حضورؑ کا نو (۹) سالہ خیال آپکا اجتہادی خیال تھا نہ کہ اِلہامی (ب) زکی غلام یا مصلح موعود یا مثیل مبارک احمد (خواہ کوئی بھی نام دے لیں) کی پیشگوئی کے دائرہ بشارت سے حضورؑ کے جسمانی لڑکے باہر ہو جاتے ہیں اور یہ اِلہامی پیشگوئی حضورؑ کی روحانی اولاد یعنی ذریت (جماعت) کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ (ج) زکی غلام مسیح الزماں سے متعلقہ مبشر اِلہامات کی روشنی میں مصلح موعود کی پیدائش ۶۔ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد قرار پاتی ہے۔

جناب سید مبشر احمد ایاز صاحب۔ یہاں آپ سے میرا سوال ہے کہ خلیفہ ثانی کا مصلح موعود کی پیدائش کے سلسلہ میں حضورؑ کے بیان فرمودہ نو (۹) سال کے عرصہ کو اِلہامی قرار دینا اور ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء کے بعد پیدا ہونے والے کسی بھی احمدی کے متعلق یہ کہنا کہ وہ پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق نہیں ہوسکتا کیا قطعی طور پر ایک جھوٹ اور دَجل نہیں تھا۔؟

(۱۱) جماعتی خدمات اور کارناموں کی حقیقت۔ اب میں خلیفہ ثانی صاحب کے دو (۲) نکاتی ایجنڈے کی دوسری شق یعنی جماعتی خدمات اور کارناموں کی طرف آتا ہوں۔ جیسا کہ خاکسار پہلے بھی بیان کر چکا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود میں بطور فرع ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' کے متعلق ایک دوسری پیشگوئی موجود ہے۔ اِس میں شک نہیں ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد بطور مثیل بشیر احمد (اوّل) اس ضمنی پیشگوئی کے مصداق ہوتے ہوئے ایک باصلاحیت اِنسان تھے ۱۹۱۴ء میں خلیفہ ثانی بننے کے بعد لاکھوں افراد کی منظّم جماعت اُسکے پیچھے تھی۔ اُنہیں ہر قسم کے جماعتی وسائل میسّر تھے۔ اُنہوں نے اِن میسّر جماعتی وسائل کیساتھ تحریر و تقریر کے میدان میں اِس انداز سے کام کرنا شروع کر دیا اور جماعتی ترقیاتی کام اس رنگ میں کروائے تا کہ بعد ازاں اِن کامیابیوں کی بنیاد پر وہ پیشگوئی مصلح موعود کے دعوے دار بن سکیں۔ جبکہ امر واقع یہ ہے کہ یہ سب

جماعتی ترقیاتی کام اور کارنامے افرادِ جماعت کی اجتماعی کوششوں کا نتیجہ تھے۔لیکن کیا یہ عجیب بات نہیں کہ افرادِ جماعت کی اجتماعی کوششوں کے اس پھل کو ایک شخص (خلیفہ صاحب) نے اپنے غلط دعویٰ کو سچا بنانے کیلئے اپنی جھولی میں ڈال لیا؟ اب ہم خلیفہ بننے کے بعد دعویٰ مصلح موعود سے پہلے کے خلیفہ ثانی کے بیانات کا مشاہدہ اور تجزیہ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ یہ بیانات کس حقیقت کی عکاسی کر رہے ہیں۔؟

خواب دیکھنے اور دعویٰ مصلح موعود سے پہلے کے بیانات۔ خلیفہ ثانی صاحب جون ۱۹۳۷ء میں چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

(۱) ''میں خیال کرتا ہوں کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی جسمانی بیٹا ہی ہے نہ کہ کوئی ایسا شخص جو بعد کے زمانہ میں آئے گا۔ جہاں تک میں نے اِن پیشگوئیوں پر غور کیا ہے تو نوے (۹۰) فیصدی باتیں میرے زمانہ خلافت کی کامیابیوں سے تعلق رکھتی ہیں۔جیسا میں خیال کرتا ہوں کہ جو شخص بھی اِن پیشگوئیوں کا مصداق ہے اُس کیلئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔لہٰذا میں ایسا دعویٰ کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ میں سمجھتا ہوں خدا تعالیٰ نے اِن پیشگوئیوں کی غرض وغایت کافی حد تک میرے ذریعہ پوری کر دی ہے۔تاہم مجھے حیرانی نہیں ہو گی اگر خدا تعالیٰ میرے کسی بھائی کو میرے جیسی یا مجھ سے بھی بڑھ کر کامیابیاں حاصل کرنے کی توفیق دیدے۔'' (احمدیت۔اِسلام کی نشاۃ ثانیہ (انگریزی) مصنف محمد ظفر اللہ خاں صفحہ ۲۸۹)۔

خلیفہ ثانی صاحب نے عملاً دعویٰ مصلح موعود ۱۹۴۴ء میں کیا تھا لیکن خلیفہ صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ نشاندہی کر رہے ہیں کہ۔۔۔

(اولاً) وہ ہمیشہ اس اِلہامی پیشگوئی پر غور وفکر کرتے رہتے تھے۔

(ثانیاً) اُن کا یہ گمان بھی تھا کہ اِس اِلہامی پیشگوئی کا مصداق حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کا کوئی جسمانی بیٹا ہی ہے (جب کہ زکی غلام سے متعلق مبشر اِلہامات خلیفہ ثانی کے اِس گمان کی قطعی طور پر نفی کرتے ہیں۔ناقل)۔

(ثالثاً) اگر خلیفہ ثانی صاحب کو پیشگوئی مصلح موعود میں کوئی دلچسپی نہیں تھی یا وہ خواب سے پہلے اپنے آپ کو اس پیشگوئی کا مصداق نہیں سمجھتے تھے تو وہ اِس اِلہامی پیشگوئی کے متعلق یہ اندازے کیوں لگاتے رہے کہ پیشگوئی کے مصداق کو دعویٰ کرنے کی ضرورت ہے یا کہ نہیں۔؟

(رابعاً) اُن کے الفاظ سے یہ ظاہر ہے کہ وہ دعویٰ کرنے سے گھبراتے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ کہیں غلط دعویٰ کر کے میں الٰہی گرفت میں نہ آجاؤں

(خامساً) اُن کے الفاظ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ بطور خلیفہ ثانی وہ جو کارنامے سرانجام دیتے رہے یا جنہیں وہ سرانجام دینے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔اِن کارناموں کے پیچھے اُن کا مقصد یہی تھا کہ کسی طرح وہ اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق بن سکیں۔

(سادساً) اُن کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ وہ ۱۹۳۷ء میں ہی اپنے آپ کو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق سمجھتے تھے لیکن پھر بھی اُنہوں نے اپنے بھائیوں کو خوش کرنے اور مطمئن کرنے کیلئے اگرچہ سیاسی رنگ میں ہی سہی اتنی بات ضرور کہہ دی کہ ہوسکتا ہے میرا کوئی بھائی مجھ سے زیادہ کارنامے سرانجام دے کر اس پیشگوئی کا مصداق بن جائے۔وغیرہ۔

یہ سب حقائق بتا رہے ہیں کہ خلیفہ ثانی نے اس اِلہامی پیشگوئی کو اپنی مذہبی جاگیر سمجھا اور وہ اپنے ان الفاظ میں دراصل افراد جماعت کو یہ پیغام دے رہے تھے کہ اگر میں دعویٰ نہ بھی کروں تب بھی مجھے ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق سمجھنا۔حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ نہ خلیفہ ثانی اور نہ ہی آپکا کوئی بھائی اس الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتے۔

اب سوال یہ ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب کو یہ سب قیاس اور اندازے لگانے کی کیا ضرورت تھی۔؟ یہ سب کچھ کیا اس بات کی تصدیق نہیں کر رہا کہ پیشگوئی مصلح موعود نے خلیفہ ثانی کو کافی تذبذب میں ڈال رکھا تھا اور جو بھی آپکے مقاصد تھے اور جو بھی آپکے پروگرام تھے اُن کی راہ میں یہ اِلہامی پیشگوئی حائل تھی۔

(۲) خلیفہ ثانی صاحب ۷ جولائی ۱۹۳۹ء کو خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔''میرے نزدیک مصلح موعود کی پیشگوئی چونکہ مامور کے متعلق نہیں بلکہ غیر مامور کے متعلق ہے اِس لیے وہ ان پیشگوئیوں میں داخل ہی نہیں جن میں کسی دعویٰ کی ضرورت ہو۔میرا یہ مطلب نہیں کہ یہ پیشگوئی مجھ پر چسپاں نہیں ہوتی بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب کوئی پیشگوئی کسی مامور کے متعلق نہ ہو تو اس میں دعویٰ کی ضرورت نہیں ہوتی۔'' (الفضل مورخہ ۲۔ اگست ۱۹۳۹ء)

ایاز صاحب! (اولاً) خلیفہ ثانی صاحب کو اس بات کا کہاں سے پتہ چل گیا کہ الہامی پیشگوئی مصلح موعود غیر مامور کے متعلق ہے۔؟ کیا آپ کو الہام ہوا تھا۔؟ اور اگر الہام نہیں ہوا تھا تو پھر دعویٰ سے پہلے پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق یہ قیاس اور اندازے آپ کیوں لگاتے رہے؟

(ثانیاً) خلیفہ ثانی کو یہ کہاں سے پتہ چل گیا کہ پیشگوئی مصلح موعود میں اِسکے مصداق کو دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں؟

(ثالثاً) وہ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ یہ پیشگوئی تو مجھ پر چسپاں ہوتی ہے لیکن مجھے دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں۔آپ کا یہ ایک ڈھکوسلا تھا اور اِس کی بنیاد پر آپ دعویٰ نہ کرنے کا جواز پیش کر کے دراصل افراد جماعت کو قائل کر رہے تھے کہ اگر میں دعویٰ مصلح موعود نہ بھی کروں تب بھی پیشگوئی مصلح موعود کا میں ہی مصداق ہوں۔مزید برآں آپ کا یہ ڈھکوسلا اس

حقیقت کی بھی غمازی کررہا ہے کہ الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں خیانت کرنے پر آپکا ضمیر آپ کو ملامت کررہا تھا۔ جناب ایاز صاحب! کیا یہ سب کچھ اس حقیقت کا کھلا ثبوت نہیں ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب پر مصلح موعود بننے کا بھوت سوار تھا۔؟

(۳) خلیفہ ثانی صاحب ۱۹۴۰ء میں ایک خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔''لوگوں نے کوشش کی ہے کہ میں دعویٰ مصلح موعود کروں لیکن میں اِس کی ضرورت نہیں سمجھتا۔کہا جاتا ہے کہ میرے پیروکار یقین رکھتے ہیں کہ میں مصلح موعود ہوں حالانکہ میں نے کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا۔میں ایسا دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔اگر میں واقعی مصلح موعود ہوں تو میرے دعویٰ مصلح موعود نہ کرنے سے میرے مقام پر فرق نہیں پڑتا۔میں یقین رکھتا ہوں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور نہ ہو اس سے متعلق پیشگوئی کے سلسلہ میں کسی شخص کا دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔حضرت مسیح موعودؑ کی منظوری سے جو سابقہ مجددین کی فہرست شائع ہوئی ہے ان میں سے کتنوں نے دعویٰ کیا؟ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو فرماتے سنا ہے کہ اورنگ زیب بھی اپنے وقت کا مجدد تھا۔کیا اس نے کوئی دعویٰ کیا؟ عمر بن عبدالعزیز کو بھی مجدد تسلیم کیا جاتا ہے۔کیا اس نے کوئی دعویٰ کیا؟ لہٰذا ایک غیر مامور کیلئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔ایک مامور سے متعلق پیشگوئی کے سلسلہ میں دعویٰ کرنا ضروری ہے۔ایک غیر مامور کی صورت میں کسی شخص کی کامیابیوں کو دیکھا جائے گا کہ وہ پیشگوئی کا مصداق ہے یا نہیں۔اسلئے ضروری نہیں کہ وہ دعویٰ کرے (یہاں پر خلیفہ ثانی صاحب کے کارناموں کی حقیقت کھل جاتی ہے کہ وہ بڑے زور وشور سے جماعتی خدمت کس مقصد کیلئے کرتے رہے اور اب وہ مصلح موعود بننے کیلئے آہستہ آہستہ افراد جماعت کو اپنے کارناموں کی طرف متوجہ کررہے ہیں۔ناقل)۔ایسی صورت میں اگر کوئی شخص کسی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا انکار بھی کردے تب بھی یہی سمجھا جائے گا کہ پیشگوئی اسکے وجود میں پوری ہوگئی۔۔۔لہٰذا میں یہ ضروری نہیں سمجھتا کہ کوئی دعویٰ کروں کہ میں مصلح موعود ہوں۔''(احمدیت۔اسلام کی نشاۃ ثانیہ (انگریزی) مصنف محمد ظفر اللہ خاں، صفحہ ۲۸۹)

خلیفہ ثانی صاحب ان الفاظ میں فرماتے ہیں کہ۔۔۔(اولاً) اگر کسی پیشگوئی کا مصداق مامور ہو تو اس کیلئے دعویٰ کرنا ضروری ہے اور غیر مامور کیلئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔اب سوال یہ ہے کہ ۵، ۶ جنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی شب خواب دیکھنے کے بعد اُنہیں دعویٰ کرنے کی کیوں اور کہاں سے ضرورت پیش آ گئی؟ کیا خواب دیکھنے کے بعد پیشگوئی مصلح موعود کی نوعیت بدل گئی اور یہ ماموروالی پیشگوئی بن گئی تھی؟ ایاز صاحب۔اگر یہ پیشگوئی خلیفہ ثانی کے اعصاب پر سوار نہیں تھی تو پھر وہ خواب دیکھنے اور دعویٰ کرنے سے پہلے یہ قیاس اور اندازے کیوں لگاتے رہے؟

(ثانیاً) خلیفہ ثانی ان الفاظ میں افراد جماعت کو ایک بار پھر یہ پیغام دے رہے ہیں اور اِن کو قائل کرنے کی کوشش کررہے ہیں کہ اگر میں دعویٰ نہ بھی کروں تب بھی میں ہی مصلح موعود ہوں اور اس پیشگوئی کا مصداق مجھے ہی سمجھنا۔لیکن آپکی یہ گول مول باتیں اس امر کی تصدیق کررہی ہیں کہ آپ جانتے تھے کہ اگر کوئی اور شخص مصلح موعود ہوا اور وہ آپکے بعد آیا تو آپکا دعویٰ کرنا بڑی بھاری غلطی اور حماقت ہوگی۔اس لیے آپ کی یہ کوشش تھی کہ مجھے دعویٰ بھی نہ کرنا پڑے اور میں مصلح موعود بھی تسلیم کیا جاؤں۔

(ثالثاً) وہ یہ بات بھی کہتے ہیں کہ امت محمدیہ میں کسی مجدد نے دعویٰ نہیں کیا لہٰذا پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق کو بھی کسی دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسکے کارناموں سے ہی اس کو پہچانا جائے گا۔خلیفہ صاحب پیشگوئی کے مصداق ہونے کے پیمانے کا تعین بھی خود ہی کررہے ہیں کہ اُسکے کاموں کی وجہ سے اُسے پہچانا جائے گا۔تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ خواب دیکھنے کے بعد اُنہوں نے حلفاً دعویٰ مصلح موعود کیوں کیا؟ یہ بات یاد رکھیں کہ اگر کسی موعود وجود کی بشارت دی گئی ہو تو وقت مقررہ پر جب اللہ تعالیٰ اُس موعود کو اُس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا علم دیتا ہے تو پھر لازماً اُس موعود کو دعویٰ کرکے اُس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا اعلان کرنا پڑتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق کی پہچان لوگوں نے اُسکے کارناموں کی بدولت ہی کرنی تھی تو پھر خواب دیکھنے کے بعد خلیفہ صاحب نے ۱۹۴۴ء میں دعویٰ مصلح موعود کیوں کیا تھا؟ یہ سب متضاد باتیں بتارہی ہیں کہ خلیفہ ثانی کو اس پیشگوئی کا بہت خوف تھا اور وہ ''نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری'' کے محاورے کے مطابق پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اپنا یہ خوف دور کرنا چاہتے تھے۔۔۔فَتَدَبَّرُوْا اَیُّھَا الْعَاقِلُوْن ۔یاد رہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے مصداق کے متعلق حضورؑ فرماتے ہیں مجھے ایک خواب میں اِس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا تھا۔ اے فخر رسل قرب تو معلوم شد ۔ دیر آمدۂ ز راہ دور آمدۂ

اے رسولوں کے فخر تیرا خدا کے نزدیک مقام قرب مجھے معلوم ہوگیا ہے تو دیر سے آیا ہے (اور) دور کے راستہ سے آیا ہے۔(مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۱۹۱)

عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اس مصلح موعود کو رسولوں کے فخر کا خطاب دے رہا ہے اور خلیفہ ثانی صاحب فرمارہے ہیں کہ اس موعود کو دعویٰ کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔لوگ اُسکے کارناموں کی وجہ سے اُسے پہچانیں گے۔عجیب تضاد ہے خلیفہ ثانی کی اپنی باتوں میں۔لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ اس مصلح موعود نے اپنے وقت پر کھڑا ہونا ہے۔جب اللہ تعالیٰ اس موعود کو اپنی جناب سے اُسے پیشگوئی کے مصداق ہونے کا قطعی علم اور قطعی ثبوت دیدے گا تو پھر وہ مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کرکے لوگوں کو اپنے مقابلہ پر بلائے گا۔لیکن لوگ لاجواب ہوکر اسکے مقابلہ پر نہیں آئیں گے۔اور اس طرح حضور علیہ السلام کی ایک اور پیشگوئی اُسکے وجود میں روز روشن کی طرح پوری ہوجائے گی۔''اور میرے فرقہ کے

لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دینگے۔'' (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۹)

(۴) خلیفہ ثانی صاحب ۷۔ جولائی ۱۹۳۹ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔''اگر مجھ پر تمام علامات چسپاں ہو رہی ہوں اور جس قدر نشانات مصلح موعود کے بتائے گئے ہوں وہ سب مجھ پر پورے ہو رہے ہوں۔۔۔۔تو کوئی لاکھ شور مچاتا رہے کہ یہ مصلح موعود نہیں دنیا اُسکی بات پر کان نہیں دھرے گی۔'' (الفضل مورخہ ۲۔ اگست ۱۹۳۹ء)

ایاز صاحب! خلیفہ ثانی کو اگر پیشگوئی مصلح موعود میں دلچسپی نہیں تھی تو پھر دعویٰ سے پہلے آپ ایسی بہکی بہکی باتیں کیوں کرتے رہے؟ آپکی یہ باتیں غمازی کر رہی ہیں کہ آپ کو اس پیشگوئی میں بہت دلچسپی تھی اور آپ ۱۹۴۴ء سے پہلے یعنی جولائی ۱۹۳۹ء میں ہی مصلح موعود بنے ہوئے تھے۔ بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں اور اس میں قطعاً کوئی جھوٹ نہیں ہے کہ خلیفہ ثانی خلافت کی گدی پر براجمان ہوتے ہی مصلح موعود بن بیٹھے تھے۔ جنوری ۱۹۴۴ء میں خواب وغیرہ کا دیکھنا تو افراد جماعت کو دھوکہ دینے کیلئے محض ایک فریب تھا۔

(۵) ۱۹۱۶ء میں آپ فرماتے ہیں۔''پس میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا۔ اگر میں ہوں تو الحمدللہ۔ دعویٰ سے فائدہ نہیں۔ اگر میں نہیں تو اس احتیاط سے میں ایک غلطی سے محفوظ ہو گیا۔'' (تاریخ احمدیت جلد نہم (۹) صفحہ ۴۸۷)

خلیفہ ثانی کے ان الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود نے خلیفہ ثانی صاحب کو اپنی طرف ہمہ وقت متوجہ کر رکھا تھا اور وہ اِسکے متعلق ہمیشہ غور و فکر کرتے رہتے تھے۔ وہ بخوبی جانتے تھے کہ اگر اِس الہامی پیشگوئی کا کوئی اور مصداق ہوا تو میرا دعویٰ مصلح موعود کرنا بہت بڑی غلطی ہوگی لیکن بالآخر اُنہوں نے یہ غلطی ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء میں ایک طویل اور مبہم خواب کی بنیاد پر دعویٰ کر کے کر ڈالی۔

خاکسار خلیفہ ثانی کے خواب کے متعلق کچھ عرض کرنے سے پہلے بتانا چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت ساری غیب کی باتیں سچی خوابوں کے ذریعے اپنے بندوں پر ظاہر فرماتا ہے لیکن اِسکے باوجود یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ ہر خواب رحمانی نہیں ہوا کرتی۔ خوابوں کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے یوں فرمایا ہے۔

''تین قسم کی خوابیں ہوتی ہیں۔ ایک نفسانی، ایک شیطانی اور ایک رحمانی۔ نفسانی جیسے بلی کو چھیچھڑوں کے خواب۔ شیطانی وہ جس میں ڈروحشت ہو۔ رحمانی خواب خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغام ہوتی ہے اور اس کا ثبوت صرف تجربہ ہے۔'' (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۲۸)

خلیفہ ثانی صاحب کا خواب۔''میں نے دیکھا کہ میں ایک مقام پر ہوں جہاں جنگ ہو رہی ہے وہاں کچھ عمارتیں ہیں۔ نہ معلوم وہ گڑھیاں ہیں یا ٹرنچز (Trenches) ہیں۔ بہرحال وہ جنگ کے ساتھ تعلق رکھنے والی عمارتیں ہیں۔ وہاں کچھ لوگ ہیں جنکے متعلق میں نہیں جانتا کہ آیا وہ ہماری جماعت کے لوگ ہیں۔ یا یونہی مجھے ان سے تعلق ہے۔ میں ان کے پاس ہوں۔ اتنے میں مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے جرمن فوج نے جو اس فوج سے کہ جس کے پاس میں ہوں۔ برسرپیکار ہے یہ معلوم کر لیا ہے کہ میں وہاں ہوں اور اس نے اس مقام پر حملہ کر دیا ہے۔ اور وہ حملہ اتنا شدید ہے کہ اس جگہ کی فوج نے پسپا ہونا شروع کر دیا۔ یہ کہ وہ انگریزی فوج تھی یا امریکن فوج یا کوئی اور فوج تھی۔ اسکا مجھے اس وقت کوئی خیال نہیں آیا۔ بہرحال وہاں جو فوج تھی اس کو جرمنوں سے دبنا پڑا۔ اور اس مقام کو چھوڑ کر وہ پیچھے ہٹ گئی۔ جب وہ فوج پیچھے ہٹی تو جرمن اس عمارت میں داخل ہو گئے۔ جس میں میں تھا۔ تب میں خواب میں کہتا ہوں۔ دشمن کی جگہ پر رہنا درست نہیں۔ اور یہ مناسب نہیں کہ اب اس جگہ ٹھہرا جائے۔ یہاں سے ہمیں بھاگ چلنا چاہیے۔ اس وقت میں رؤیا میں صرف یہی نہیں۔ کہ تیزی سے چلتا ہوں بلکہ دوڑتا ہوں۔ میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں اور وہ بھی میرے ساتھ ہی دوڑتے ہیں۔ اور جب میں نے دوڑنا شروع کیا تو رؤیا میں مجھے یوں معلوم ہوا جیسے میں انسانی مقدرت سے زیادہ تیزی کیساتھ دوڑ رہا ہوں۔ اور کوئی ایسی زبردست طاقت مجھے تیزی سے لے جا رہی ہے کہ میلوں میل ایک آن میں میں طے کرتا جا رہا ہوں۔ اس وقت میرے ساتھیوں کو بھی دوڑنے کی ایسی ہی طاقت دی گئی مگر پھر بھی وہ مجھ سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ اور میرے پیچھے ہی جرمن فوج کے سپاہی میری گرفتاری کیلئے دوڑتے آ رہے ہیں مگر شائد ایک منٹ بھی نہیں گزرا ہوگا کہ مجھے رؤیا میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ جرمن سپاہی بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر میں چلتا چلا جاتا ہوں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ زمین میرے پاؤں کے نیچے سمٹتی چلی جا رہی ہے یہانتک کہ میں ایک ایسے علاقہ میں پہنچا جو دامن کوہ کہلانے کا مستحق ہے۔ ہاں جس وقت جرمن فوج نے حملہ کیا ہے۔ رؤیا میں مجھے یاد آتا ہے کہ کسی سابق نبی کی کوئی پیشگوئی ہے یا خود میری کوئی پیشگوئی ہے اس میں اس واقعہ کی خبر پہلے سے دی گئی تھی اور تمام نقشہ بھی بتایا گیا تھا کہ جب وہ موعود اس مقام سے دوڑے گا تو اس اس طرح دوڑے گا۔ اور پھر فلاں جگہ جائیگا۔ چنانچہ رؤیا میں جہاں میں پہنچا ہوں وہ مقام اس پہلی پیشگوئی کے عین مطابق ہے۔ اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئی میں اس امر کا بھی ذکر ہے کہ ایک خاص رستہ ہے جسے میں اختیار کرونگا۔ اور اس راستہ کے اختیار کرنے کی وجہ سے دنیا میں بہت اہم تغیرات ہونگے۔ اور دشمن مجھے گرفتار کرنے میں ناکام رہے گا۔ چنانچہ جب میں یہ خیال کرتا ہوں تو اس مقام پر مجھے کئی ایک پک ڈنڈیاں نظر آتی ہیں جن میں سے کوئی کسی طرف جاتی ہے اور کوئی کسی طرف۔ میں ان پک ڈنڈیوں کے بالمقابل دوڑتا چلا گیا ہوں تا معلوم کروں۔ کہ پیشگوئی کے مطابق مجھے کس راستہ پر جانا چاہیے۔ اور میں اپنے دل میں یہ خیال کرتا ہوں کہ مجھے تو یہ معلوم نہیں کہ میں نے کس راستہ سے جانا ہے۔ اور میرا کس راستہ سے جانا خدائی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ ایسا نہ ہو میں غلطی سے کوئی ایسا راستہ اختیار کر لوں۔ جس کا

پیشگوئی میں ذکر نہیں۔اس وقت میں اس سڑک کی طرف جا رہا ہوں جو سب کے آخر میں بائیں طرف ہے۔اس وقت میں دیکھتا ہوں۔کہ مجھ سے کچھ فاصلہ پر میرا ایک اور ساتھی ہے اور مجھے آواز دیکر کہتا ہے کہ اس سڑک پر نہیں۔دوسری سڑک پر جائیں۔اور میں اسکے کہنے پر اس سڑک کی طرف جو بہت دور ہٹ کر ہے واپس لوٹتا ہوں۔وہ جس سڑک کی طرف مجھے آوازیں دے رہا ہے۔انتہائی دائیں طرف ہے۔اور جس سڑک کو میں نے اختیار کیا تھا وہ انتہائی بائیں طرف تھی۔پس چونکہ میں انتہائی بائیں طرف تھا اور جس طرف وہ مجھے بلا رہا تھا۔وہ انتہائی دائیں طرف تھی۔اسلئے میں لوٹ کر اس سڑک کی طرف چلا۔مگر جس وقت میں پیچھے کی طرف واپس ہٹا۔ایسا معلوم ہوا کہ میں کسی زبردست طاقت کے قبضہ میں ہوں۔اور اس زبردست طاقت نے مجھے پکڑ کر درمیان میں سے گزرنے والی ایک پک ڈنڈی پر چلا دیا۔میرا ساتھی مجھے آوازیں دیتا چلا جاتا ہے کہ اس طرف نہیں،اس طرف۔مگر میں اپنے آپکو بالکل بے بس پاتا ہوں۔اور درمیانی پک ڈنڈی پر بھاگتا چلا جاتا ہوں۔جب میں تھوڑی دور چلا تو مجھے وہ نشانات نظر آنے لگے۔جو پیشگوئی میں بیان کئے گئے تھے۔اور میں کہتا ہوں۔میں اسی راستہ پر آ گیا جو خدا تعالیٰ نے پیشگوئی میں بیان فرمایا تھا۔اس وقت رؤیا میں میں اسکی کچھ توجیہہ بھی کرتا ہوں کہ میں درمیانی پک ڈنڈی پر جو چلا ہوں تو اسکا کیا مطلب ہے۔چنانچہ جس وقت میری آنکھ کھلی معاً مجھے خیال آیا کہ دایاں اور بایاں راستہ جو رؤیا میں دکھایا گیا ہے۔اس میں بائیں رستہ سے مراد خالص دنیوی کوششیں اور تدبیریں ہیں اور دائیں رستہ سے مراد خالص دینی طریق دعا اور عبادتیں وغیرہ ہیں۔اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ ہماری جماعت کی ترقی درمیانی راستے پر چلنے سے ہوگی۔یعنی کچھ تدبیریں اور کوششیں ہونگی اور کچھ دعائیں اور تقدیریں ہونگی۔اور پھر یہ بھی میرے ذہن میں آیا کہ دیکھو قرآن شریف نے امت محمدیہ کو امۃً وسطاً قرار دیا ہے۔اس وسطی راستہ پر چلنے کے یہی معنے ہیں کہ یہ امت اسلام کا کامل نمونہ ہوگی۔اور چھوٹی پک ڈنڈی کی یہ تعبیر ہے کہ درمیانی راستہ گو درست راستہ ہے مگر اس میں مشکلات بھی ہوتی ہیں۔غرض میں اس راستہ پر چلنا شروع ہوا۔اور مجھے یوں معلوم ہوا کہ دشمن بہت پیچھے رہ گیا ہے۔اتنی دور کہ نہ اس کے قدموں کی آہٹ سنائی دیتی ہے اور نہ اسکے آنیکا کوئی امکان پایا جاتا ہے۔مگر ساتھ ہی میرے ساتھیوں کے پیروں کی آہٹیں بھی کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں۔اور وہ بھی بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔مگر میں دوڑتا چلا جاتا ہوں۔اور زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹتی چلی جا رہی ہے۔اس وقت میں کہتا ہوں کہ اس واقعہ کے متعلق جو پیشگوئی تھی۔اس میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اس رستہ کے بعد پانی آئیگا اور اس پانی کو عبور کرنا بہت مشکل ہوگا۔اس وقت میں رستے پر چلتا تو چلا جاتا ہوں۔مگر ساتھ ہی کہتا ہوں۔وہ پانی کہاں ہے؟ جب میں نے کہا وہ پانی کہاں ہے تو یکدم میں نے دیکھا کہ میں ایک بہت بڑی جھیل کے کنارے پر کھڑا ہوں۔اور میں سمجھتا ہوں۔کہ اس جھیل کے پار ہو جانا پیشگوئی کے مطابق ضروری ہے۔میں نے اس وقت دیکھا کہ جھیل پر کچھ چیزیں تیر رہی ہیں۔وہ ایسی لمبی ہیں جیسے سانپ ہوتے ہیں اور ایسی باریک اور ہلکی چیزوں سے بنی ہوئی ہیں جیسے پیے وغیرہ کے گھونسلے نہایت باریک تنکوں کے ہوتے ہیں۔وہ اوپر سے گول ہیں جیسے اژدھا کی پیٹھ ہوتی ہے اور رنگ ایسا ہے جیسے پیے کے گھونسلے سے سفیدی،زردی اور خاکی رنگ ملا ہوا۔وہ پانی پر تیر رہی ہیں۔اور انکے اوپر کچھ لوگ سوار ہیں جو انکو چلا رہے ہیں۔خواب میں میں سمجھتا ہوں۔یہ بت پرست قوم ہے اور یہ چیزیں جن پر یہ لوگ سوار ہیں،انکے بت ہیں اور یہ سال میں ایک دفعہ اپنے بتوں کو نہلاتے ہیں اور اب بھی یہ لوگ اپنے بتوں کو نہلانے کی غرض سے مقررہ گھاٹ کی طرف لے جا رہے ہیں۔جب مجھے اور کوئی چیز پار لے جانے کیلئے نظر نہ آئی تو میں نے زور سے چھلانگ لگائی اور ایک بت پر سوار ہو گیا۔تب میں نے سنا کہ بتوں کے پجاری زور زور سے مشرکانہ عقائد کا اظہار منتروں اور گیتوں کے ذریعہ سے کرنے لگے۔اس پر میں نے دل میں کہا کہ اس وقت خاموش رہنا غیرت کے خلاف ہے اور بڑے زور زور سے میں نے توحید کی دعوت ان لوگوں کو دینی شروع کی اور شرک کی برائیاں بیان کرنے لگا۔تقریر کرتے ہوئے مجھے یوں معلوم ہوا کہ میری زبان اردو نہیں بلکہ عربی ہے۔چنانچہ میں عربی میں بول رہا ہوں۔اور بڑے زور سے تقریر کر رہا ہوں۔رؤیا میں ہی مجھے خیال آتا ہے کہ ان لوگوں کی زبان تو عربی نہیں۔یہ میری باتیں کس طرح سمجھیں گے۔مگر میں محسوس کرتا ہوں کہ گو انکی زبان کوئی اور ہے مگر یہ میری باتیں خوب سمجھتے ہیں۔چنانچہ میں اسی طرح انکے سامنے عربی میں تقریر کر رہا ہوں۔اور تقریر کرتے کرتے بڑے زور سے ان کو کہتا ہوں کہ تمہارے یہ بت اس پانی میں غرق کیے جائیں گے۔اور خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم کی جائے گی۔ابھی میں یہ تقریر کر ہی رہا تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ اسی کشتی نما بت والا جس پر میں سوار ہوں یا اسکے ساتھ کے بت والا بت پرستی کو چھوڑ کر میری باتوں پر ایمان لے آیا ہے۔اور موحد ہو گیا ہے۔اسکے بعد اثر بڑھنا شروع ہوا اور ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا۔اور تیسرے کے بعد چوتھا اور چوتھے کے بعد پانچواں شخص میری باتوں پر ایمان لاتا مشرکانہ باتوں کو ترک کرتا اور مسلمان ہوتا چلا جاتا ہے۔اتنے میں ہم جھیل پار کر کے دوسری طرف پہنچ گئے۔جب ہم جھیل کے دوسری طرف پہنچ گئے۔تو میں انکو حکم دیتا ہوں کہ ان بتوں کو جیسا کہ پیشگوئی میں بیان کیا گیا تھا۔پانی میں غرق کر دیا جائے۔اس پر جو لوگ موحد ہو چکے ہیں وہ بھی اور جو ابھی موحد تو نہیں ہوئے مگر ڈھیلے پڑ گئے ہیں۔میرے سامنے جاتے ہیں اور میرے حکم کی تعمیل میں اپنے بتوں کو جھیل میں غرق کر دیتے ہیں۔اور میں خواب میں حیران ہوں کہ یہ تو کسی تیرنے والے مادے کے بنے ہوئے تھے۔یہ اس آسانی سے جھیل کی تہہ میں کس طرح چلے گئے۔صرف پجاری پکڑ کر ان کو پانی میں غوطہ دیتے ہیں اور وہ پانی کی گہرائی میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔اسکے بعد میں کھڑا ہو گیا اور پھر انہیں تبلیغ کرنے لگ گیا۔کچھ لوگ تو ایمان لا چکے تھے۔مگر باقی قوم جو ساحل پر تھی۔ابھی ایمان نہیں لائی تھی۔اسلئے میں نے انکو تبلیغ کرنی شروع کر دی۔یہ تبلیغ میں انکو عربی زبان میں ہی کرتا ہوں۔جب میں انہیں تبلیغ

کر رہا ہوں تا کہ وہ لوگ بھی اسلام لے آئیں تو یک دم میری حالت میں تغیر پیدا ہوتا ہے اور مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اب میں نہیں بول رہا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اِلہامی طور پر میری زبان پر باتیں جاری کی جارہی ہیں جیسے خطبہ اِلہامیہ تھا۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری ہوا۔ غرض میرا کلام اس وقت بند ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ میری زبان سے بولنا شروع ہو جاتا ہے۔ بولتے بولتے میں بڑے زور سے ایک شخص کو جو غالباً سب سے پہلے ایمان لایا تھا۔ غالباً کا لفظ میں نے اسلئے کہا کہ مجھے یقین نہیں کہ وہی شخص پہلے ایمان لایا ہو۔ ہاں غالب گمان یہی ہے کہ وہی شخص پہلا ایمان لانے والا یا پہلے ایمان لانے والوں میں سے بااثر اور مفید وجود تھا۔ بہرحال میں یہی سمجھتا ہوں کہ وہ سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہے اور میں نے اس کا اسلامی نام عبدالشکور رکھا ہے۔ میں اسکو مخاطب کرتے ہوئے بڑے زور سے کہتا ہوں کہ جیسا کہ پیشگوئیوں میں بیان کیا گیا ہے۔ میں اب آگے جاؤں گا۔ اسلئے اے عبدالشکور تجھ کو میں اس قوم میں اپنا نائب مقرر کرتا ہوں۔ تیرا فرض ہوگا کہ میری واپسی تک اپنی قوم میں توحید کو قائم کرے اور شرک کو مٹا دے اور تیرا فرض ہوگا کہ اپنی قوم کو اسلام کی تعلیم پر عامل بنائے۔ میں واپس آ کر تجھ سے حساب لوں گا۔ اور دیکھوں گا کہ تجھے میں نے جن فرائض کی سرانجام دہی کیلئے مقرر کیا ہے۔ ان کو تو نے کہاں تک ادا کیا ہے۔ اسکے بعد وہی اِلہامی حالت جاری رہتی ہے اور میں اسلام کی تعلیم کے اہم امور کی طرف اسے توجہ دلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ تیرا فرض ہوگا کہ ان لوگوں کو سکھائے کہ اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اسکے بندہ اور رسول ہیں۔ اور کلمہ پڑھتا ہوں۔ اور اسکے سکھانے کا اسے حکم دیتا ہوں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی اور آپکی تعلیم پر عمل کرنے کی اور سب لوگوں کو اس ایمان کی طرف بلانے کی تلقین کرتا ہوں۔ جس وقت میں یہ تقریر کر رہا ہوں (جو خود اِلہامی ہے) یوں معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میری زبان سے بولنے کی توفیق دی ہے اور آپ فرماتے ہیں۔ "اَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ" اسکے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پر بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور آپؐ فرماتے ہیں۔ ''اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ'' اسکے بعد میں انکو اپنی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ چنانچہ اس وقت میری زبان پر جو فقرہ جاری ہوا۔ وہ یہ ہے۔ "وَ اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَ خَلِیْفَتُہٗ" اور میں بھی مسیح موعود ہوں۔ یعنی اس کا مثیل اور اس کا خلیفہ ہوں۔

تب خواب میں ہی مجھ پر ایک رعشہ کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے اور میں کہتا ہوں کہ میری زبان پر کیا جاری ہوا۔ اور اس کا کیا مطلب ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس وقت معاً میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اسکے آگے جو الفاظ ہیں کہ مثیلُہٗ میں اس کا نظیر ہوں۔ وَ خَلِیْفَتُہٗ اور اُس کا خلیفہ ہوں۔ یہ الفاظ اس سوال کو حل کر دیتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے اِلہام کہ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ اس کے مطابق اور اسے پورا کرنے کیلئے یہ فقرہ میری زبان پر جاری ہوا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اس کا مثیل ہونے اور اس کا خلیفہ ہونے کے لحاظ سے ایک رنگ میں میں بھی مسیح موعودؑ ہی ہوں۔ کیونکہ جو کسی کا نظیر ہوگا اور اسکے اخلاق کو اپنے اندر لے لیگا۔ وہ ایک رنگ میں اس کا نام پانے کا مستحق بھی ہوگا۔ پھر میں تقریر کرتے ہوئے کہتا ہوں میں وہ ہوں جسکے ظہور کیلئے اُنیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔ اور جب میں کہتا ہوں ''میں وہ ہوں جس کیلئے اُنیس سو سال سے کنواریاں اِس سمندر کے کنارے پر انتظار کر رہی تھیں'' تو میں نے دیکھا کہ کچھ نوجوان عورتیں اور جوسات یا نو ہیں۔ جنکے لباس صاف ستھرے ہیں دوڑتی ہوئی میری طرف آتی ہیں۔ مجھے السلام علیکم کہتی ہیں اور ان میں سے بعض برکت حاصل کرنے کیلئے میرے کپڑوں پر ہاتھ پھیرتی ہیں اور کہتی ہیں ''ہاں ہاں ہم تصدیق کرتی ہیں کہ ہم اُنیس سو سال سے آپکا انتظار کر رہی تھیں'' اِسکے بعد میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ میں وہ ہوں جسے علوم اسلام اور علوم عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اُسکی دونوں چھاتیوں سے دودھ کیساتھ پلائے گئے تھے۔ رؤیا میں جو ایک سابق پیشگوئی کی طرف مجھے توجہ دلائی گئی تھی۔ اس میں یہ بھی خبر تھی کہ جب وہ موعود بھاگے گا۔ تو ایک ایسے علاقہ میں پہنچے گا جہاں ایک جھیل ہوگی اور جب وہ اس جھیل کو پار کر کے دوسری طرف جائے گا تو وہاں ایک قوم ہوگی جسکو وہ تبلیغ کریگا اور وہ اسکی تبلیغ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو جائیگی۔ تب وہ دشمن جس سے وہ موعود بھاگے گا۔ اس قوم سے مطالبہ کریگی کہ اس شخص کو ہمارے حوالے کیا جائے مگر وہ قوم انکار کر دیگی اور کہے گی ہم لڑ کر مر جائیں گے مگر اسے تمہارے حوالے نہیں کریں گے۔ چنانچہ خواب میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ جرمن قوم کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے کہ تم انکو ہمارے حوالے کر دو۔ اس وقت میں خواب میں کہتا ہوں یہ تو بہت تھوڑے ہیں اور دشمن بہت زیادہ ہے مگر وہ قوم باوجود اسکے کہ ابھی ایک حصہ اس کا ایمان نہیں لایا۔ بڑے زور سے اعلان کرتی ہے کہ ہم ہرگز انکو تمہارے حوالے کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ ہم لڑ کر فنا ہو جائیں گے مگر تمہارے اس مطالبہ کو تسلیم نہیں کریں گے تب میں کہتا ہوں۔ دیکھو وہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی۔ اسکے بعد میں پھر انکو ہدایتیں دیکر اور بار بار توحید قبول کرنے پر زور دیکر اور اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تلقین کر کے آگے کسی اور مقام کی طرف روانہ ہو گیا ہوں۔ اس وقت میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس قوم میں سے اور لوگ بھی جلدی جلدی ایمان لانے والے ہیں۔ چنانچہ اسی لئے میں اس شخص سے جسے میں نے اس قوم میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ کہتا ہوں جب میں واپس آؤں گا تو اے عبدالشکور میں دیکھوں گا۔ کہ تیری قوم شرک کو چھوڑ چکی ہے۔ موحد ہو چکی ہے۔ اور اسلام کے تمام احکام پر کاربند ہو چکی ہے۔'' (الموعود بحوالہ انوار العلوم جلد ۱۷ صفحات ۵۵۲ تا ۵۵۹)

خواب دیکھنے کے بعد خلیفہ صاحب کے بیانات۔ ۵۔۶۔ جنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی رات خواب دیکھنے کے بعد آپ ۲۸۔ جنوری ۱۹۴۴ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

(۶) ''لوگوں نے کہا اور بار بار کہا کہ آپکی ان پیشگوئیوں کے بارے میں کیا رائے ہے مگر میری یہ حالت تھی کہ میں نے سنجیدگی سے ان پیشگوئیوں کو پڑھنے کی بھی کوشش نہیں کی اس

خیال سے کہ میرا نفس مجھے کوئی دھوکہ نہ دے اور میں اپنے متعلق کوئی ایسا خیال نہ کرلوں جو واقعہ کے خلاف ہو۔'' (الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء صفحہ ۵ کالم ۲)

خاکسار نے خواب دیکھنے سے پہلے خلیفہ ثانی کے جو بیانات درج کیے ہیں اُن سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ خواب دیکھنے کے بعد جس نفس سے بچنے کی خلیفہ ثانی صاحب بات کررہے ہیں وہ نفس تو اُن پر خلیفہ بننے کے بعد مکمل طور پر غلبہ پاچکا تھا اور اُن میں یہ شدید خواہش پیدا کر چکا تھا کہ لوگ کسی طرح یہ پیشگوئی مجھ پر چسپاں کردیں۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کیلئے آپ نے بیانات کے ذریعہ ہر قسم کا مواد لوگوں کے آگے رکھ دیا تا کہ اُنہیں اس پیشگوئی کو آپ پر چسپاں کرنے میں کوئی دقت محسوس نہ ہو۔

(۷) اسی خطبہ جمعہ میں آپ فرماتے ہیں۔ ''آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔'' (الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء صفحہ ۵ کالم ۲)

واضح رہے کہ جون ۱۹۳۷ء میں خلیفہ ثانی صاحب چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کو اپنے جوابی خط میں فرماتے ہیں کہ ''جہاں تک میں نے اِن پیشگوئیوں پر غور کیا ہے تو نوے (۹۰) فیصدی باتیں میرے زمانہ خلافت کی کامیابیوں سے تعلق رکھتی ہیں''۔ جنوری ۱۹۴۴ء میں خواب دیکھنے کے بعد دعویٰ کرتے وقت آپ خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔ ''آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔'' جناب ایاز صاحب۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ خلیفہ ثانی صاحب کے اِن دو متضاد بیانات میں سے کونسا سچا اور کونسا جھوٹا ہے؟

خلیفہ ثانی کے بیانات کے پس پردہ اُنکی مخفی خواہش۔ جناب ایاز صاحب! خلیفہ ثانی کے متذکرہ بالا بیانات سے ظاہر ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود ہوش سنبھالتے ہی آپ کے اعصاب پر سوار تھی۔ پھر خلیفہ بننے کے بعد ۱۹۴۴ء تک جماعتی خدمات اس رنگ میں سرانجام دیتے رہے تا کہ بعد ازاں اِن کامیابیوں کی بنیاد پر لوگ اُنہیں اِنکے دعوے کے بغیر ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیدیں۔ اور عجیب بات ہے کہ جب شیطان کی آنت کی طرح ایک طویل اور مبہم خواب کی بنیاد پر دعویٰ مصلح موعود کرنے لگے تو فرماتے ہیں۔ ''آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔''

خلیفہ صاحب کے اِن تمام بیانات کو یکجائی طور پر دیکھ کر آپ خود اندازہ کرلیں کہ خلیفہ ثانی کے بیانات میں کتنا تضاد تھا اور یہ تضاد ہی اُنکے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹا ہونے کی چغلی کھا رہا ہے۔ دعویٰ مصلح موعود سے پہلے جس اِنسان کے پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اِیسے وِچار ہوں تو پھر ایسے اِنسان کا مندرجہ بالا خواب (بلی کو چھیچھڑوں کے خواب) کی طرح کا کوئی خواب دیکھ لینا نہ صرف ممکن ہے بلکہ وہ ایسا خواب ضرور دیکھے گا ؎ مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اِشارہ

خلیفہ ثانی کے خواب کی حقیقت۔ جناب سید مبشر احمد ایاز صاحب۔ خلیفہ ثانی صاحب کی متذکرہ بالا خواب میں یا بقول اُنکے جو اُنہیں اِلہام ہوا تھا اس میں اس بات کا کوئی ایسا اِشارہ تک بھی نہیں پایا جاتا جس سے یہ قطعی طور پر ظاہر ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں خواب بین کو موعود زکی غلام بنایا ہے۔ یا کم از کم خواب میں خواب بین کا کوئی ایسا فعل ظاہر نہیں ہوا جس سے پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ نے خواب بین کو محض اپنے فضل سے یا حضورؑ کی دعا کے نتیجہ میں بطور خاص موعود غلام کی بنیادی صفت ''زکی'' کے مطابق پاک اور نیک بنایا ہے۔ طویل خواب کا مطالعہ کرنے سے یہ ایک بے مقصد اور مہمل سی خواب لگتی ہے اور پھر خواب سے پہلے اور خواب کے بعد خلیفہ ثانی صاحب کے بیانات کا جائزہ لینے کے بعد ایک فہیم قاری کو خواب کے نفسانی ہونے کا صرف شبہ ہی نہیں بلکہ اس کا قطعی یقین بھی ہو جاتا ہے۔

جھوٹے ملہم کیلئے قرآن مجید میں وعید۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کے ذکر میں فرماتا ہے۔ ''وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ o لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ o ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ o فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ o'' (سورۃ الحاقۃ آیات نمبر ۴۵ تا ۴۸) ترجمہ۔ اور اگر یہ شخص (محمد ﷺ) ہماری طرف جھوٹا اِلہام منسوب کر دیتا، خواہ ایک ہی ہوتا۔ تو ہم یقیناً اِس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ اور اِس کی رگ جان کاٹ دیتے۔ اور اِس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اِسے درمیان میں حائل ہو کر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)

اِن آیاتِ اِلٰہی کی روشنی میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ جھوٹے مدعی اِلہام کے متعلق فرماتے ہیں:۔ ''اِسی وجہ سے میں بار بار کہتا ہوں کہ صادق کیلئے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر اِفترا کر کے آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیئیس (۲۳) برس تک مہلت پا سکے ضرور ہلاک ہوگا۔'' (اربعین نمبر ۴ (دسمبر ۱۹۰۰ء) بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴)

واضح رہے کہ صادقوں کو مخالفین اور کفار اَیذائیں دیا کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات اُنکے ہاتھوں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور مصلحین شہید بھی ہوئے ہیں۔ لیکن دنیائے مذہب میں ہمیں کسی ایک صادق کی بھی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کفار کے ہاتھوں اُسکی شہ رگ قطع ہوئی ہو۔ جھوٹے مدعی اِلہام کی شہ رگ کا قطع ہو جانا اُسکے مفتری ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ اللہ

تعالیٰ نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کیلئے یہ سزا مقرر کر چھوڑی ہے اور اس سے کسی بھی متقی مسلمان کو مَفَر نہیں۔اب قرآن مجید کی روشنی میں زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات سے یہ حقیقت اظہر من الشّمس ہے کہ خلیفہ ثانی نے حلف اُٹھا کر جو دعویٰ مصلح موعود کیا تھا وہ دعویٰ قطعی طور پر ایک جھوٹا دعویٰ تھا۔اب سوال یہ ہے کہ آیا خلیفہ ثانی مفتری علی اللہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزا کی زد میں آئے تھے یا کہ نہیں؟ خاکسار یہاں عرض کرتا ہے کہ متذکرہ بالا قطع وتین کا یہ قرآنی فرمان اپنی قہری تجلی کیساتھ خلیفہ ثانی کی ذات میں پورا ہوا اور تاریخ احمدیت میں یہ ایک ایسا منفرد واقعہ ہے جس سے کسی احمدی کیلئے اِنکار ممکن نہیں۔خلیفہ ثانی کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے دس سال بعد یعنی دس (۱۰) مارچ ۱۹۵۴ء کے دن آیاتِ مذکورہ بالا کی وعید جس طرح پوری ہوئی اُسکی تفصیل جناب مولوی ابُو العطاء صاحب جالندھری مدیر ''الفرقان'' کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔

خلیفہ ثانی کی شہ رگ پر قاتلانہ حملہ۔''مورخہ ۱۰۔مارچ ۱۹۵۴ء بروز بدھ قریباً پونے چار بجے مسجد مبارک ربوہ میں نماز عصر پڑھا کر ہمارے امام ہمام حضرت امیر المومنین مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہٖ واپس تشریف لے جا رہے تھے کہ محراب کے دروازہ پر اچانک ایک اجنبی نوجوان (مُسَمّٰی عبدالحمید ولد منصب دار قوم جٹ چک نمبر ۲۲۰ ج والا تھانہ صدر لائلپور (فیصل آباد) سابقہ وطن تھانہ کرتار پور تحصیل وضلع جالندھر) نے پیچھے سے جھپٹ کر آپ پر چاقو سے حملہ کر دیا۔چاقو کا یہ وار حضور ایدہ اللہ بنصرہٖ کی گردن پر شہ رگ کے قریب دائیں طرف پڑا جس سے گہرا گھاؤ پڑ گیا۔(دراصل چاقو کا یہ وار گردن پر شہ رگ کے قریب نہیں پڑا تھا بلکہ اس سے شہ رگ قطع ہوگئی تھی۔اِسکی تفصیل آگے آئے گی۔ناقل) حملہ آور نے دوسرا وار بھی کیا مگر محمد اقبال صاحب محافظ کے درمیان میں آجانے کے باعث اِس مرتبہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہٖ کی بجائے چاقو اُسے جا لگا اور وہ زخمی ہوگیا۔نمازیوں نے حملہ آور کو پکڑنے کی کوشش کی اور کافی جدوجہد کے بعد اُسے قابو میں لایا گیا اور اس کوشش میں بعض دوسرے بھی زخمی ہوئے۔۔۔۔حضرت امام جماعت احمدیہ زخم لگنے کے فوراً بعد بہتے خون کیساتھ چند احباب کے سہارے سے اپنے مکان میں تشریف لے گئے۔خون کو ہاتھ سے روکنے کی پوری کوشش کے باوجود تمام راستہ میں اور سیڑھیوں پر خون مسلسل بہتا گیا،جس سے حضور کے تمام کپڑے،کوٹ،مفلر،سویٹر،قمیض،دو بنیانیں اور شلوار خون سے تربتر ہوگئے۔حضور کیساتھ چلنے والے بعض خدام کے کپڑوں پر بھی مظلوم امام کے مقدس خون کے قطرات گرے (خاکسار اُبو العطا کے کوٹ،پاجامہ اور پگڑی پر بھی اس پاک خون کے قطرات پڑے ہیں) مکان پر پہنچ کر اِبتدائی مرہم پٹی جناب ڈاکٹر صاحبزادہ منور احمد صاحب ایم بی بی ایس اور جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے کی۔اور زخم کو صاف کر کے اور ٹانکے لگا کر سی دیا۔اِبتداء میں یہ خیال تھا کہ زخم پون انچ گہرا اور تین انچ چوڑا ہے۔لیکن جب رات کو لاہور سے مشہور سرجن جناب ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب تشریف لائے اور اُنہوں نے زخم کی حالت دیکھ کر ضروری سمجھا کہ ٹانکے کھول کر پوری طرح مُعائنہ کیا جائے تو معلوم ہوا کہ زخم بہت زیادہ خطرناک اور سوا دو انچ گہرا اور شاہ رگ کے بالکل قریب تک پہنچا ہوا ہے۔محترم ڈاکٹر صاحب نے اپنی خداداد مہارت سے کام لے کر قریباً سوا گھنٹہ لگا کر زخم کا آپریشن کیا اور اندر کی شریانوں کا منہ بند کر کے باہر ٹانکے لگا دیئے۔۔۔۔'' (تاریخ احمدیت جلد ۱۷ صفحات ۲۳۰ تا ۲۳۱)

زخم شہ رگ کے قریب تھا یا کہ قطع وتین ہوگئی تھی۔؟ چاقو کا یہ زخم کافی لمبا اور گہرا تھا لیکن بعد ازاں دھیرے دھیرے یہ زخم وقت کیساتھ جلد مندمل ہوتا گیا۔زخم کے مندمل ہو جانے کے باوجود خلیفہ صاحب ہمہ وقت بے چین رہتے تھے۔حملہ کے ایک سال بعد اُنہوں نے اپنا مکمل چیک اَپ کروانے کیلئے یورپ جانے کا فیصلہ کیا۔بعد ازاں یورپ میں زیورچ،ہمبرگ اور لندن کے چوٹی کے سرجنوں نے اِن کے زخم کا اِنتہائی جدید ایکس ریز کیساتھ تفصیلی معائنہ کیا۔جیسا کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی کتاب کے درج ذیل حوالہ سے ظاہر ہے:۔

"He was examined very thoroughly by top experts in Zurich,Hamburg and London with such assistance as could be drawn from X-ray impressions,etc., and the unanimous conclusion was that the point of the knife had broken at the jugular vein and was embedded in it.The expert advice was that no attempt should be made to extricate it as the risk to his life involved in any such operation was too serious to be worth taking."(Ahmadiyyat,*the renaissance of Islam*-page No 332 / Tabshir Publications/1978)

''تینوں بڑے شہروں زیورچ،ہمبرگ اور لندن کے ماہر سرجنوں کی ایکس ریز کے ذریعے اُن کا معائنہ کرنے کے بعد متفقہ رائے یہ تھی کہ چاقو کے بلیڈ کی نوک ٹوٹ کر شہ رگ میں دھنس گئی ہے۔ماہرین کی یہ رائے تھی کہ اگر ٹوٹی ہوئی نوک شہ رگ سے نکالنے کی کوشش کی گئی تو مریض کی زندگی کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے''۔لہٰذا اُنہوں نے شہ رگ میں دھنسی ہوئی یہ چاقو کی نوک نہیں نکالی۔بعد ازاں دن بدن خلیفہ ثانی کی صحت گرتی گئی۔فالج بھی ہوگیا۔شہ رگ پر حملے کے گیارہ سال آٹھ ماہ تکلیف میں گزار کر بالآخر ۸۔نومبر ۱۹۶۵ء کو وہ فوت ہوگئے۔آگے جانے سے پہلے رسالہ اربعین ہی سے حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کا ایک اور اِرشاد یہاں نقل کیا جاتا ہے۔آپؑ فرماتے ہیں۔

''اور قرآن شریف میں صدہا جگہ اِس بات کو پاؤ گے کہ خدا تعالیٰ مفتری علی اللہ کو ہرگز سلامت نہیں چھوڑتا اور اِسی دنیا میں اِس کو سزا دیتا ہے اور ہلاک کرتا ہے۔'' (اربعین بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴)

جیسا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ کوئی بھی مفتری علی اللہ (جھوٹا مدعی اِلہام) آنحضرت ﷺ کی طرح دعویٰ کے بعد تیئیس (۲۳) سال کا زمانہ نہیں پا سکتا۔ اِسی طرح حضورؑ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ مفتری علی اللہ کو اللہ تعالیٰ نہ صرف ہلاک کرتا ہے بلکہ اِسے سزا بھی دیتا ہے۔ اگر کوئی قادیانی احمدی یہ اعتراض کرے کہ خلیفہ ثانی اِس حملے کے نتیجہ میں فوت نہیں ہوئے تھے۔؟ تو جواباً عرض ہے کہ۔۔۔

(اولاً) اگر کسی جھوٹے شخص کی شہ رگ کاٹ کر اللہ تعالیٰ اُسے موقعہ پر ہی ہلاک کر دے تو اِس سے مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہموں کو جو وعید سنائی ہے اُسکی غرض و غایت پوری نہیں ہوسکتی۔ وہ اِس طرح کہ جھوٹے ملہم کی ہلاکت (بیشک یہ ہلاکت شہ رگ کے کٹنے سے ہی ہوئی ہو) کے بعد اُس کے مرید تو اُسے مظلوم امام یا شہید اور نہ جانے کیا کیا بناتے پھریں گے لہٰذا اِس طرح ضروری ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایسے مفتری کو نہ صرف تیئیس (۲۳) سال سے کم عرصہ میں ہلاک کرے بلکہ اُسے اذیت ناک سزا بھی دے تا کہ اُسکے مرید اُسے شہید اعظم وغیرہ نہ بنا سکیں۔

(ثانیاً) خلیفہ ثانی صاحب اس حملہ کے فوراً بعد اگر ہلاک ہو جاتے تو پھر لوگوں کو کس طرح پتہ چل سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہم کیلئے اپنی مقرر کردہ سزا کے مطابق اُسکی شہ رگ قطع کر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اِس حقیقت سے پردہ اُٹھانے کیلئے خلیفہ ثانی کو موقعہ پر مرنے سے بچا کر اُنکے طبی معائنوں کے ذریعے قطع وتین کا یہ عبرت ناک ثبوت لوگوں کو دکھا دیا۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ۔

جناب سید مبشر احمد ایاز صاحب!۔۔۔ آپ سے سوال ہے کہ اگر خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود سچا تھا تو پھر ۱۰۔ مارچ ۱۹۵۴ء کے دن اللہ تعالیٰ کی مدد اُنکے شامل حال کیوں نہ ہوئی اور کیوں جھوٹے ملہم کے متعلق قطع وتین کا قرآنی فرمان اپنی قہری تجلی کیساتھ اُس کی ذات میں پورا ہوا۔۔۔؟؟؟؟؟؟

خلیفہ ثانی صاحب کا انجام۔ اپنے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے نتیجے میں پہلے خلیفہ ثانی پر قاتلانہ حملے کے نتیجہ میں اُسکی شہ رگ قطع ہوگئی۔ بعد ازاں وہ مفلوج ہو کر آہستہ آہستہ عبرت کا نشان بنتا چلا گیا۔ وہ دماغی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی اَپاہج ہو کر کم وبیش دس سال بستر مرگ پر اِیڑیاں رگڑتا رہا۔ زندگی کے آخری دس سالوں میں جماعتی اُمور سے عملاً لاتعلق ہو چکا تھا۔ بطور یاددہانی دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ یہ بیانات اور تاثُرات میرے نہیں بلکہ خلیفہ ثانی صاحب کے اپنے ہیں جو آپ ہی کے جاری کردہ مؤقر روزنامہ الفضل میں شائع ہوئے تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔

(۱) ''مجھ پر فالج کا حملہ ہوا اور اب میں پاخانہ پیشاب کیلئے بھی اِمداد کا محتاج ہوں دو قدم بھی چل نہیں سکتا۔'' (الفضل ۱۲۔ اپریل ۱۹۵۵)

(۱۱) ''۲۶۔ فروری کو مغرب کے قریب مجھ پر بائیں طرف فالج کا حملہ ہوا اور تھوڑے وقت کیلئے میں ہاتھ پاؤں سے معذور ہو گیا۔ دماغ کا عمل معطل ہو گیا اور دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا۔'' (الفضل ۲۶۔ اپریل ۱۹۵۵)

(۱۱۱) میں اِس وقت بالکل بیکار ہوں۔ اور ایک منٹ نہیں سوچ سکتا۔'' (۲۶۔ اپریل ۱۹۵۵ء)

اب خلاصۃً عرض کرتا ہوں کہ قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلقہ مبشر اِلہامات کی روشنی میں یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کی نرینہ اولاد کو پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے ویسے ہی باہر کر دیا تھا اور سنت اللہ کے مطابق حضورؑ کا کوئی بھی لڑکا مصلح موعود نہیں ہوسکتا۔ (۱) خلیفہ ثانی صاحب نے دسمبر ۱۹۴۴ء میں حلفاً جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کیا تھا۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۲) ۱۰۔ مارچ ۱۹۵۴ء کو بوقت پونے چار بجے اُسکی شہ رگ پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۳) یورپ کے تین بڑے شہروں کے سرجنوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ دیا تھا کہ چاقو کے بلیڈ کی نوک شہ رگ میں دھنسی ہوئی ہے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۴) قطع وتین یعنی شہ رگ کے کٹنے کے نتیجے میں وہ مفلوج ہو گئے تھے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۵) قریباً دس سال تک بستر مرگ پر اَپاہج ہو کر لیٹے رہے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۶) مرزا محمود احمد کے اپنے بیانات بھی کیا جھوٹ ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اِس طرح مرزا محمود احمد کے بدانجام نے اُسکے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹے ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ (۷) خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹے ہونے کے بارے میں ایک اور اہم ثبوت کے ضمن میں عرض ہے کہ خلیفہ صاحب کے بقول آپ کو ۱۹۴۲ء میں آپکے خوش کن اور بہترین انجام کے سلسلہ میں ایک اِلہام ہوا تھا۔ آپ لکھتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ اُس نے مجھے یہ خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے کاموں کو پورا کرے گا۔ اور میرا انجام نہایت خوشکن ہوگا۔ چنانچہ ۱۹۴۲ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اِلہاماً فرمایا:۔ مَوْتُ حَسَنٍ مَوْتٌ حَسَنٌ فِیْ وَقْتٍ حَسَنٍ کہ حسن کی موت بہترین موت ہوگی اور ایسے وقت میں ہوگی جو بہترین ہوگا۔ اس اِلہام میں مجھے حسنؓ کا بروز کہا گیا ہے

اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ذات کیساتھ تعلق رکھنے والی پیشگوئیوں کو پورا کرے گا۔اور میرا انجام بہترین انجام ہوگا۔اور جماعت میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہوگی۔فالحمدللہ علیٰ ذالک۔(تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۵۷۱)

ایاز صاحب۔اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب کے اپنے اِلہام کے مطابق کیا آپ کا انجام خوش کن اور بہترین انجام ہوا تھا؟ ہرگز نہیں۔واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ جو ہر بات پر قدرت اور طاقت رکھتا ہے نے خلیفہ ثانی کو خوش کن اور بہترین انجام کی بجائے بدانجام سے دوچار کر کے کیا اُنکے اِلہاموں کی حقیقت واضح نہیں کر دی؟ اور اس طرح جب خلیفہ ثانی صاحب کا اپنے انجام کے متعلق اِلہام نفسانی ثابت ہو گیا تو پھر آپکی خواب اور اس میں جو آپ کو اِلہام ہوا تھا اُس کا کیا اعتبار ہے۔؟؟؟ ؎ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

بشیر ثانی یعنی بشیر الدین محمود احمد کا پیشگوئی مصلح موعود سے تعلق۔جیسا کہ خاکسار پہلے بھی بیان کر چکا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی دو (۲) پیشگوئیوں پر مشتمل تھی یعنی (۱) ایک ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' اور دوسرا (۲) ''زکی غلام''۔اس اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود میں حضورؑ کے ایک جسمانی لڑکے کی پیشگوئی بطور فرع (شاخ) شامل تھی مثلاً۔ ''وجیہہ اور پاک لڑکا''جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں وعدہ فرمایا تھا کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا''۔پیشگوئی مصلح موعود کے اس حصے کا مصداق (اولاً) حضورؑ کا پہلا لڑکا بشیر احمد اوّل تھا۔اللہ تعالیٰ نے بشیر احمد اوّل کو وفات دے کر حضورؑ کو اِسکے مثیل کی بشارت دیدی۔بشیر احمد اوّل کی وفات کے بعد ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء کو بشیر ثانی یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد کی پیدائش ہوئی۔حضورؑ نے بطور تفاؤل اس کا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا اور اس طرح پیشگوئی مصلح موعود کا ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' سے متعلقہ ضمنی حصہ بطور مثیل بشیر الدین محمود احمد کی طرف منتقل ہو گیا۔خاکسار اِن تمام حقائق کی پہلے وضاحت کر چکا ہے۔لیکن خلیفہ ثانی صاحب نے مصلح موعود کا دعویٰ کر کے (اِلہامی پیشگوئی کے ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' کے ضمنی حصہ سے تجاوز کر کے) مین (main) پیشگوئی مصلح موعود پر عملاً قبضہ کر لیا۔مدعی غلام مسیح الزماں نے اپنی کتاب (غلام مسیح الزماں) کے پہلے حصے ''اِلہامی پیشگوئی کا تجزیہ'' کے دوسرے باب جس کا عنوان بھی غلام مسیح الزماں ہی ہے میں کامل طور پر ثابت کیا ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد مثیل بشیر احمد اوّل تھے۔اگر خلیفہ ثانی صاحب تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے اپنے دعویٰ کو مثیل بشیر احمد اوّل یعنی وجیہہ اور پاک لڑکا تک محدود رکھتے تو وہ ''ولوتقول علینا'' کی گرفت میں ہرگز نہ آتے اور نہ ہی جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق فساد پیدا ہوتا۔لیکن وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اگر اُنہوں نے مصلح موعود کا دعویٰ کر کے اِلہامی پیشگوئی کی اِس روکاوٹ کو دور نہ کیا تو اُن کا ہزار سالہ خاندانی مذہبی اقتدار کا خواب پورا نہیں ہوگا۔لہٰذا میرے خیال میں اُنہوں نے جان بوجھ کر مصلح موعود (زکی غلام) کا دعویٰ کر کے اس اِلہامی پیشگوئی پر قبضہ جمایا اور یہی جرم اُنکی سزا کا موجب بنا۔

ایاز صاحب۔ہوسکتا ہے باقی لوگوں کی طرح آپکے ذہن میں بھی یہ سوال پیدا ہو کہ اگر مرزا بشیر الدین محمود احمد کا دعویٰ مصلح موعود غلط تھا اور اُس نے اِلہامی پیشگوئی کے متعلق یہ جرم کیا تھا تو اُس نے بہت سارے جو کارنامے سرانجام دیئے ہیں اور جماعت کو جو ترقی دی تھی۔اِس مجرم کے ہاتھوں یہ کارنامے کیسے سرانجام پا گئے۔؟ جواباً عرض ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد میں بطور موعود وجیہہ اور پاک لڑکا وہ صلاحیتیں موجود تھیں جن کی وجہ سے اُنکی طویل قیادت کے دوران جماعت نے خاطر خواہ ترقی کی تھی۔ثانیاً۔اُنکے طویل دور خلافت میں جو جماعت احمدیہ کو ترقیاں نصیب ہوئی یہ ترقیاں افرادِ جماعت کی اجتماعی کاوشوں کا نتیجہ تھیں۔لیکن جب اُس نے اِن اجتماعی جماعتی کامیابیوں کو بنیاد بنا کر ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا تو پھر اُس نے اِس جرم کی سزا بھی پائی۔ایاز صاحب۔خلیفہ ثانی نے پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں جو زیادتی کی تھی خاکسار اِسکی وضاحت ایک تمثیل کے رنگ میں کرتا ہے۔ہم سبھی جانتے ہیں کہ عیسائیوں کا حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ وہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کا بیٹا تھے۔حالانکہ حضرت مسیح ناصری نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا تھا۔فرض کریں کہ اگر نعوذ باللہ بشیر الدین محمود احمد کی طرح وہ نبی اور رسول ہونے کیساتھ ساتھ حلفاً یہ دعویٰ بھی کر لیتے کہ وہ ابن اللہ ہیں۔تمام یہودی اُن کا یہ دعویٰ تسلیم بھی کر لیتے۔وہ اپنے وقت میں یہودیت کو بہت ترقی بھی دیتے تو پھر کیا وہ اس طرح ابن اللہ بن جاتے۔؟ ہرگز نہیں۔اگر حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام نعوذ باللہ کوئی ایسا دعویٰ کرتے تو اس حالت میں ہم مسلمان قرآن کریم کی روشنی میں یہ کہنے میں تو حق بجانب ہوتے کہ اُن کا نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ تو سچا تھا لیکن اُنہوں نے ابن اللہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔لیکن حضرت مسیح ابن مریم نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا تھا۔ابن اللہ ہونے کا دعویٰ عیسائیوں نے جھوٹے طور پر اُسکی طرف منسوب کر رکھا ہے۔لیکن خلیفہ ثانی صاحب کا معاملہ بالکل اُلٹ ہے۔اُنہوں نے نہ صرف حلفاً جھوٹا دعویٰ کیا بلکہ جبراً افراد جماعت سے اپنے دعوے کو منوایا بھی ہے۔

آگے آپ لکھتے ہیں۔''اس عاجز کے گھر میں بفضلہٖ تعالےٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاول کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی۔مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانیوالا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہوگا۔اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائیگا تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کر لے۔۔۔۔تعجب نہیں کہ یہی لڑکا موعود لڑکا ہو۔۔۔۔''(اشتہار تکمیل تبلیغ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء

بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۹۱ حاشیہ)

الجواب۔ خاکسار اس حوالہ کی پہلے کافی وضاحت کر چکا ہے۔ حضورؑ نے اشتہار تکمیل تبلیغ میں ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہونے والے بچے کا نام بطور تفاؤل بشیر اور محمود رکھا تھا۔ اِسے مصلح موعود قرار نہیں دیا تھا۔ واضح رہے کہ اگر حضورؑ اِس لڑکے کو واضح الفاظ میں مصلح موعود قرار بھی دیدیتے تب بھی جب اللہ تعالیٰ نے اپنے مبشر اِلہامات کے ذریعے اپنے بندے اور اُسکے پیروکاروں پر یہ ظاہر فرمادیا ہے کہ وہ ملہم کے کسی لڑکے کو مصلح موعود یعنی زکی غلام نہیں بنائیگا تو پھر تقویٰ اور عقل کا یہ تقاضا ہے کہ ہم کلام اِلٰہی کی پیروی کرتے ہوئے ملہم کے کسی اجتہادی کلام کی بنا پر اُسکے کسی لڑکے کو مصلح موعود نہ بناتے پھریں۔ بقول ملہم ۔ خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے

آگے آپ لکھتے ہیں۔ ''اب اگر صرف اسی اشتہار کی عبارت کو غور سے اور دعا سے راہنمائی چاہتے ہوئے پڑھا جائے تو مصلح موعود کا بڑی آسانی سے تعین ہوجاتا ہے۔ اس میں آپؑ فرماتے ہیں کہ تفاؤل کے طور پر محمود نام رکھا ہے، اور ابھی کامل انکشاف نہیں ہوا۔ لیکن ساتھ ہی اسی عبارت میں فرمادیا کہ اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو۔۔۔ تو صاف معلوم ہوا کہ مدت مقررہ یعنی نو برس کے اندر اندر اس محمود نے پیدا ہونا ہے۔''

الجواب۔ نو (۹) برس کی مدت کی حقیقت کے بارے میں خاکسار پہلے کافی وضاحت کر چکا ہے دوبارہ اِسکے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ مصلح موعود کا تعین ملہم نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے کرنا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ملہم کی نرینہ اولاد کے انقطاع کے بعد بلکہ اُسے (مصلح موعود) مثیل مبارک احمد قرار دے کر ملہم اور اُسکے مریدوں پر ظاہر فرمادیا تھا کہ مصلح موعود (زکی غلام) نے آخری مبشر اِلہام یعنی ۶، ۷۔ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا ہے۔

آپ لکھتے ہیں۔ ''یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا: ☆اس بیٹے کے بعد ۱۸۸۹ء کے بعد کوئی اور ایسا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام آپؑ نے محمود رکھا''

الجواب۔ جواباً عرض ہے کہ بشیر اور محمود بطور تفاؤل نام رکھے گئے تھے۔ خاکسار تو عرض کر چکا ہے کہ مصلح موعود کا تعین ملہم کی بجائے اللہ تعالیٰ نے کرنا تھا اور جب اُس نے اپنے مبشر اِلہامات کے ذریعہ یہ فیصلہ فرمادیا کہ وہ ملہم کے کسی لڑکے کو بھی مصلح موعود نہیں بنائے گا تو پھر اس اِلٰہی فیصلے کے بعد اگر ملہم اپنے کسی لڑکے کو بڑی وضاحت کیساتھ صاف الفاظ میں مصلح موعود قرار بھی دے دیتے تب بھی اُسکے قرار دینے سے اُس کا کوئی لڑکا مصلح موعود تو نہیں بن سکتا تھا۔ فَتَدَبَّرُوْا اَیُّھَا الْعَاقِلُوْن۔

آپ لکھتے ہیں۔ ''☆ کیا آپؑ نے اسکے بعد ساری عمر کبھی بھی اس مذکورہ تفاؤل کے خلاف لکھا یا بیان کیا کہ وہ تفاؤل اور اظہار جو میں نے ۱۸۸۹ء میں اپنے اس بیٹے کی بابت کیا تھا اب خدا نے مجھے وضاحت کر دی ہے کہ میرا وہ تفاؤل درست نہ تھا۔ آپؑ کا ایسا نہ لکھنا اور اسکے بعد کسی بھی بیٹے کا نام محمود یا بشیر نہ رکھنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ مصلح موعودؑ یہی وجود تھا۔''

الجواب۔ حضورؑ نے بشیر اور محمود نام بطور تفاؤل رکھے تھے اور کسی لڑکے کا بطور تفاؤل بشیر اور محمود نام رکھا جانا اُسکے مصلح موعود ہونے کی دلیل نہیں ہوسکتی اور یہ بھی واضح ہو کہ جب تک اللہ تعالیٰ کسی کو مصلح موعود نہ بنائے تو کوئی لڑکا بطور تفاؤل نام رکھے جانے سے مصلح موعود نہیں بن سکتا۔ ہاں کسی لڑکے کا بطور تفاؤل نام رکھا جانا اُس لڑکے کے بارے میں ملہم کی مصلح موعود ہونے کی خواہش تو قرار دی جاسکتی ہے لیکن کسی کو مصلح موعود بنانا یا نہ بنانا یہ فیصلہ تو اللہ تعالیٰ نے کرنا تھا اور یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ نے ملہم کی نرینہ اولاد کے انقطاع کے بعد زکی غلام کے متعلق مبشر اِلہامات نازل فرما کر کر دیا کہ ملہم کا کوئی لڑکا مصلح موعود نہیں ہوگا۔ یہ عام فہم باتیں ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ عام فہم باتیں بھی آپکی سمجھ میں کیوں نہیں آرہیں؟

ثانیاً۔ اشتہار تکمیل تبلیغ میں تو ایک لڑکے کا بطور تفاؤل صرف نام رکھا تھا لیکن اسکے بعد ۱۴۔ جون ۱۸۹۹ء کو جب آپ کا چوتھا فرزند صاحبزادہ مبارک احمد پیدا ہوا تو آپ نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں بڑی وضاحت کیساتھ اپنے اِس لڑکے کو مصلح موعود قرار دیا ہے اور یہ ساری تفصیل خاکسار پہلے بیان کر چکا ہے دوبارہ اعادہ کی ضرورت نہیں۔

آپ لکھتے ہیں۔ ''بلکہ اس ''محمود'' رضی اللہ عنہ، کی پیدائش کے بعد جب بھی اور کہیں بھی ذکر فرمایا تو اسی طور پر ذکر فرمایا کہ گویا وہ لڑکا جس نے مصلح موعود بننا تھا وہ اب پیدا ہو چکا اور اسکی عمر اتنی ہو چکی۔۔۔۔۔۔ چنانچہ سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ ص ۳۶ پر آپؑ بیان فرماتے ہیں: ''پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اسکا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور اس پیشگوئی کی اشاعت کیلئے سبز ورق کے اشتہار شائع کیے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی معیاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔''

پھر اسکے بعد اپنی وفات سے صرف ایک سال قبل اپنی تصنیف ''حقیقۃ الوحی'' صفحہ ۳۷۱۔۳۷۲ میں آپؑ فرماتے ہیں: ''ایسا ہی جب میرا پہلا لڑکا (بشیر احمد اوّل۔ ناقل) فوت ہوگیا تو نادان مولویوں اور انکے دوستوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں نے اسکے مرنے پر بہت خوشی ظاہر کی اور بار بار ان کو کہا گیا کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء میں یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ بعض لڑکے فوت بھی ہونگے۔ پس ضرور تھا کہ کوئی لڑکا خوردسالی میں فوت ہوجاتا۔ تب بھی وہ لوگ اعتراض سے باز نہ آئے۔ تب خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی مجھے بشارت دی۔ چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے۔ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک

جو یکم ستمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اُسکے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہٖ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔''

الجواب۔ اشتہار تکمیل تبلیغ کے بعد حضورؑ کی وفات یعنی ۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء تک آپکی تحریروں میں کوئی ایک ایسا حوالہ بھی نہیں ملتا جس میں حضورؑ نے مرزا محمود احمد کو مصلح موعود کہا ہو یا مصلح موعود کے نام سے اِن کا ذکر کیا ہو۔ ایک حوالہ بھی ایسا نہیں ملتا۔ حضورؑ نے اپنی کتب انوار الاسلام، سراج منیر، انجام آتھم، تریاق القلوب اور حقیقۃ الوحی میں اپنی سچائی کے اظہار کے لئے نہ صرف محمود بلکہ اپنے دیگر لڑکوں (بشیر احمد، شریف احمد اور مبارک احمد) کی پیدائش کے متعلق بھی اپنی پیشگوئیوں کا جو ذکر فرمایا ہے خاکسار گذشتہ صفحات میں سیاق سباق کیساتھ اِنکے متعلق کافی تفصیلی بحث کر چکا ہے۔ ان کتب میں سوائے تریاق القلوب (جس میں حضورؑ نے اپنے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق یا مصلح موعود قرار دیا ہے) اور کسی جگہ پر اپنے کسی لڑکے کے متعلق بھی اُسکے مصلح موعود ہونے کا کوئی اشارہ تک بھی نہیں کیا۔ مکرر عرض کرتا ہوں کہ اگر حضورؑ اپنی ہر کتاب میں مرزا بشیر الدین محمود احمد کو بڑے واضح الفاظ میں مصلح موعود قرار دے بھی دیتے تب بھی حضورؑ کا یہ بیان اللہ تعالیٰ کے اُس فیصلہ کے مقابلہ پر کچھ اہمیت نہیں رکھتا جو اُس نے زکی غلام سے متعلق مبشر اِلہامات میں ظاہر فرما دیا ہے اور آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فیصلہ میں ملہم کے تمام جسمانی لڑکوں (بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد) کو پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر نکال دیا ہے۔

کیوں نہیں لوگوں تمہیں حق کا خیال ۔ دل میں اُٹھتا ہے میرے سو سو اُبال

آپ لکھتے ہیں۔ ''☆ اور پھر جس عبارت میں آپؑ نے یہ فرمایا کہ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانیوالا ہے یا وہ کوئی اور ہے، خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے بھی آپکے اس تقاوُل کی تصدیق وتائید نے بھی کھول دیا کہ وہ مصلح موعود اور محمود جس کی ایک علامت لمبی عمر پانا تھا وہ یہی حضرت محمودؓ تھے جو ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۶۵ء کو چھہتر سال کی لمبی عمر پا کر فوت ہوئے۔''

الجواب۔ مصلح موعود کے سلسلہ میں سب سے اہم اور بنیادی سوال تو یہ ہے کہ قرآن کریم اور مبشر اِلہامات کی روشنی میں کیا مصلح موعود ملہم کا جسمانی لڑکا ثابت ہوتا ہے؟ اگر تو یہ ثابت ہو جائے تو پھر ہمیں چاہیے کہ اس موعود زکی غلام کو ملہم کی صلبی اولاد (جسمانی لڑکوں) میں سے ڈھونڈیں اور دیکھیں کہ وہ ملہم کا کونسا لڑکا ہو سکتا ہے لیکن اگر کلام اِلٰہی کی روشنی میں وہ وجود ملہم کا جسمانی لڑکا ہونے کی بجائے آپکی ذریت (جماعت) میں سے ظاہر ہونیوالا ہے تو پھر آپ لوگ حضورؑ کے ایک ایسے لڑکے کو مصلح موعود بنانے کیلئے اُسکی عمر کے متعلق جمع تفریق کرتے پھر رہے ہو جس کا جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء کے تشحیذ الاذہان میں اپنا چھپا ہوا اقرار موجود ہے کہ مصلح موعود (مثیل مبارک احمد، زکی غلام) ملہم کا کوئی جسمانی لڑکا نہیں بلکہ یہ وجود آئندہ زمانے میں پیدا ہونے والا ہے۔ وہ خود لکھتا ہے۔

''اِن اِلہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ اِبن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا''

مقام حیرت ہے کہ آپ ملہم کے اُس لڑکے کی طویل عمر کو اُسکے بطور مصلح موعود ثبوت پیش کر رہے ہیں جس کا بذات خود تحریری اقرار موجود ہے کہ میں مصلح موعود نہیں ہو سکتا۔ دنیاوی عدالتوں میں بھی کسی کے اقرار حق یا اقرار جرم کے بعد منصف کو مجرم کو سزا دینے کیلئے کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ ایک آپ ہیں کہ ایک ایسے وجود کو مصلح موعود بنا رہے ہیں یا وہ خود بن رہا ہے جس نے نوجوانی کے عالم میں اس حقیقت کو تسلیم کیا ہوا ہے کہ ملہم کے زندہ جسمانی لڑکوں میں بشمول اُسکے کوئی بھی مصلح موعود نہیں ہو سکتا اور یہ کہ مصلح موعود آئندہ زمانے میں پیدا ہوگا۔

(۲) حضرت جبرائیل علیہ السلام موسوی مریم علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے۔

"قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا☆قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِيًّا☆قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّلِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا☆" (مریم=۲۰، ۲۱، ۲۲) ترجمہ۔ (تفسیر صغیر) (فرشتہ نے) کہا۔ میں تو صرف تیرے ربّ کا بھیجا ہوا پیغامبر ہوں تا کہ میں تجھے (وحی کے مطابق) ایک زکی (پاک اور نیک) غلام دوں۔ (مریم نے) کہا۔ میرے ہاں غلام کہاں سے ہوگا۔ حالانکہ اب تک مجھے کسی مرد نے نہیں چھُوا۔ اور میں کبھی بدکاری میں مبتلا نہیں ہوئی۔ (فرشتہ نے) کہا (بات) اِسی طرح ہے (جس طرح تو نے کہی، مگر) تیرے ربّ نے یہ کہا ہے، کہ یہ (کام) مجھ پر آسان ہے اور (ہم اِسلئے یہ غلام پیدا کریں گے) تا کہ اُسے لوگوں کیلئے ایک نشان بنائیں اور اپنی طرف سے رحمت (کا موجب بھی بنائیں) اور یہ (اَمر) ہماری تقدیر میں طے ہو چکا ہے۔

ایاز صاحب۔ جب فرشتہ نے حضرت مریم علیہ السلام کو زکی غلام کی بشارت بخشی تھی تو اس وقت یہ موعود زکی غلام کیا حضرت مریم علیہ السلام کی گود میں کھیل رہا تھا یا آپکے گھر میں بطور اُنیس (۱۹) سالہ نوجوان کے موجود تھا؟ آپ جواباً تصدیق فرمائیں گے کہ یہ موعود زکی غلام بشارت کے وقت ہمارے مادّی عالم میں موجود نہیں تھا بلکہ وہ بشارت کے بعد پیدا

ہوا تھا۔ میرا آپ سے سوال ہے تو پھر محمدی مریم (حضرت مرزا غلام احمدؑ) کا وہ موعود زکی غلام جس کی بشارت ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء سے شروع ہوکر ۶، ۷۔نومبر ۱۹۰۷ء تک ہوتی رہی تو یہ موعود زکی غلام ۶، ۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے دن ملہم کے گھر میں بطور اُنیس (۱۹) سالہ نوجوان کیسے ہوسکتا تھا۔؟ آپ جس وجود کی طویل عمر کو اُسکے مصلح موعود ہونے کیلئے بطور دلیل پیش کررہے ہیں، قرآن کریم اور محمدی مریم کے مبشر اِلہامات اُسکے حلفیہ دعویٰ مصلح موعود کو جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ ؎ دوستو اِک نظر خدا کیلئے سیّد الخلق مصطفٰے کیلئے

(سوال نمبر ۵) حضورؑ کو ساری زندگی ۱۹۰۷ء تک مصلح موعود (زکی غلام) کی بشارتیں اور الہام خدا کی طرف سے ہوتے رہے۔ آخری الہام مرزا مبارک احمد صاحبؓ کی وفات (جنہیں آپ مصلح موعود اجتہادی غلطی سے جو کہ پہلے انبیاء سے بھی کئی دفعہ ہوچکی ہے) کے فوراً بعد ہوا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ مصلح موعود نے ۱۹۰۷ء کے بعد میں پیدا ہونا تھا۔ خدا کی سنت ہے کہ انبیاء کو بشارتوں کے بعد وہ وجود دیئے جاتے ہیں۔ میں اپنے محدود علم سے آپ کو چار سے پانچ قرآن کریم سے حوالے دے سکتا ہوں۔ خود حضورؑ نے ۱۸۹۴ء تک قطعی طور پر اپنے کسی لڑکے کو مصلح موعود نہیں کہا بلکہ سخت الفاظ میں اس کا انکار کیا۔ (دیکھیں روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰)؟

الجواب۔ آپ نے میرے اصل سوال کا جواب تو مطلق نہیں دیا۔ اصل سوال یہ تھا کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں بشارت دیا گیا زکی غلام جس کو حضورؑ نے مصلح موعود کے نام سے پکارا تھا اِس غلام کی بشارات کا سلسلہ نزول ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء سے بھی کم وبیش پانچ سال پہلے ۱۸۸۱ء سے شروع ہوکر حضورؑ کی وفات کے قریب یعنی ۶، ۷۔نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہتا ہے۔ خاکسار زکی غلام مسیح الزماں کے متعلق مبشر اِلہامات کا ترتیب وار نزول گذشتہ صفحات میں درج کرچکا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ مصلح موعود سے متعلق حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کے یہ سارے مبشر اِلہامات قطعی طور پر سچے ہیں۔ اِن میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ قرآن کریم کے مطابق اِن مبشر اِلہامات کی روشنی میں حضرت بانئے سلسلہ کے موعود مصلح نے تو اپنے آخری مبشر اِلہام یعنی ۶، ۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا تھا۔ خلیفہ ثانی صاحب مصلح موعود سے متعلق آخری مبشر اِلہام کے وقت اُنیس (۱۹) سالہ نوجوان تھے تو پھر وہ مصلح موعود کی بشارت کے مصداق کیسے ہوسکتے ہیں؟

قرآن کریم کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ فرقان ہے یعنی حق اور باطل میں فرق کرنیوالی کتاب ہے۔ تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا (فرقان۔۲) وہ ذات بڑی برکت والی ہے جس نے فرقان (یعنی وہ تعلیم جو حق اور باطل میں فرق کردیتی ہے) اپنے بندے پر اُتارا ہے، تاکہ وہ سب جہانوں کیلئے ہوشیار کرنیوالا بنے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ اسکے متعلق فرماتا ہے کہ جھوٹ اسکے آگے سے آسکتا ہے اور نہ پیچھے سے۔ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ" (حٰمٓ سجدہ۔ ۴۳) باطل نہ اِسکے آگے سے آسکتا ہے اور نہ پیچھے سے۔

اسی طرح ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفٰےﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اِرشاد فرمایا تھا۔ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَالَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ كِتَابَ اللّٰهِ۔ (ابن ماجہ) (لوگو!) میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں۔ کہ اگر اِسے مضبوط پکڑ لوگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے وہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔

ایاز صاحب۔ کیا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی پیدا شدہ وجود کی بشارت دی ہو؟ قرآن کریم اس بات کی نفی فرماتا ہے۔ میں پہلے موسوی مریم کے زکی غلام کی مثال پیش کرچکا ہوں کہ بشارت کے وقت موسوی زکی غلام کا وجود اس دنیا میں نہیں تھا۔ وہ بشارت کے بعد پیدا ہوا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی قول ہے کہ "سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا۔" (سورۃ فتح۔۲۴) اللہ کی اِس سنت کو یاد رکھو، جو ہمیشہ سے چلی آئی ہے اور تو کبھی بھی اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔"

اللہ تعالیٰ کی سنت اٹل ہے اور اس میں کبھی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوسکتی۔ اب خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے بارے میں دو (۲) باتوں میں سے یقیناً ایک بات سچ ہے یعنی یا تو (۱) اللہ تعالیٰ نے محمدی مریم کے زکی غلام کے سلسلہ میں اپنی سنت میں تبدیلی کرلی ہے جو کہ کلام اللہ کے مطابق ناممکن ہے۔ اور یا پھر (۲) خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلق مبشر اِلہامات کے برخلاف (against) ہوتے ہوئے قطعی طور پر جھوٹا ہے۔ وہ موعود زکی غلام نہیں ہوسکتے کیونکہ موعود زکی غلام نے تو جماعت احمدیہ میں ۶، ۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا ہے۔ چونکہ حضورؑ کے گھر میں صاحبزادہ مبارک احمد کی پیدائش کے بعد کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا لہٰذا مصلح موعود آپؑ کا کوئی جسمانی لڑکا نہیں ہوسکتا۔

ایاز صاحب۔ آپ نے میرے اس سوال کا جواب نہیں دیا ہے اور جواب نہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ آپ بھی جانتے ہیں کہ قرآن کریم کی روشنی میں مصلح موعود سے متعلق مبشر اِلہامات کے مطابق خلیفہ ثانی مصلح موعود نہیں ہوسکتے۔ آپ نے میرے سوال کے آخر میں یہ جو میں نے کہا ہے کہ "خود حضورؑ نے ۱۸۹۴ء تک قطعی طور پر اپنے کسی لڑکے کو مصلح موعود نہیں کہا بلکہ سخت الفاظ میں اس کا انکار کیا۔ (دیکھیں روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰)" آپ نے حضورؑ کی کتاب انوار الاسلام کا حوالہ درج کرکے جو اِسکی تشریح کی ہے وہ نہ تو معقول ہے اور نہ ہی حقیقت پر مبنی۔ خاکسار ذیل میں متذکرہ بالا کتاب کا مکمل حوالہ درج کرکے اِس سے جو ثابت ہوتا ہے وہ آپ کو بتاتا ہے۔ ستمبر ۱۸۹۴ء میں میاں عبدالحق غزنوی کے

اعتراض کے جواب میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں:۔

''باقی اعتراضات کا جواب یہ ہے کہ لڑکے کی پیشگوئی کی نسبت خدا تعالیٰ نے دو لڑکے عطا کیے جن میں سے ایک قریباً سات برس کا ہے لیکن اگر ہم نے کوئی الہام سنایا تھا کہ پہلی دفعہ ضرور لڑکا ہی پیدا ہوگا تو وہ الہام پیش کرنا چاہیے ورنہ لعنت اللہ علیٰ الکاذبین۔ یہ سچ ہے کہ ۸۔اپریل ۱۸۹۴ء ہم نے اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکا ہونیوالا ہے سو پیدا ہوگیا ہم نے اس لڑکے کا نام مولود موعود نہیں رکھا تھا صرف لڑکے کے بارہ میں پیشگوئی تھی اور اگر ہم نے کسی الہام میں اس کا نام مولود موعود رکھا تھا تو تم پر کھانا حرام ہے جب تک وہ الہام پیش نہ کرو ورنہ لعنت اللہ علیٰ الکاذبین۔'' (انوار الاسلام۔روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰)

حضورؑ کے درج بالا اقتباس سے اخذ کردہ تین نتائج

(۱) اس عبارت میں حضورؑ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی ایسا الہام نہیں سنایا تھا کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ پہلی دفعہ ضرور لڑکا ہی پیدا ہوگا۔ حضورؑ مخالف کو چیلنج دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر میرا کوئی ایسا الہام ہے تو پیش کرو ورنہ لعنت اللہ علیٰ الکاذبین۔

(۲) حضورؑ فرماتے ہیں کہ میں نے ۸۔اپریل ۱۸۹۴ء کو ایک لڑکا پیدا ہونے کی اطلاع دی تھی (یہ پیدا ہونیوالا لڑکا شریف احمد تھا جو بعد ازاں ۲۴۔مئی ۱۸۹۴ء کو پیدا ہوا تھا۔ناقل) حضورؑ فرماتے ہیں کہ میں نے اس لڑکے کو مولود موعود نہیں کہا تھا۔ اگر میں نے کسی الہام میں اس لڑکے کو مولود موعود کہا تھا تو میرا وہ الہام پیش کرو ورنہ لعنت اللہ علیٰ الکاذبین۔

(۳) درج بالا عبارت سے دو (۲) باتوں کے علاوہ ایک تیسری بات یہ بھی ثابت ہوتی ہے کہ حضورؑ نے ۱۸۹۵ء تک اپنے کسی لڑکے کو بھی مولود قرار نہیں دیا تھا۔ ایاز صاحب۔ جیسا کہ آپ نے اپنے جوابی مضمون میں مرزا بشیر الدین محمود احمد کے متعلق بار بار کہا ہے کہ حضورؑ نے اشتہار تکمیل کے حاشیہ میں اُنہیں مصلح موعود قرار دیا تھا۔ رسالہ انوار الاسلام کی درج بالا عبارت اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کر رہی ہے کہ حضورؑ نے ۱۸۹۵ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق بھی اُسکے مولود موعود یا مصلح موعود ہونے کا تعین نہیں کیا تھا۔ اگر اشتہار تکمیل کے حاشیہ میں یا ۱۸۹۵ء تک اپنی کسی اور تحریر میں حضورؑ نے مرزا بشیر الدین محمود احمد کے متعلق اُسکے مولود موعود یا مصلح موعود ہونے کا تعین کیا ہوتا تو حضورؑ اس تعین کیے ہوئے لڑکے کا یہاں ذکر کرتے۔ آپؑ کا یہاں کسی لڑکے کو بھی مولود موعود نہ کہنا بتاتا ہے کہ حضورؑ نے ۱۸۹۵ء تک اپنے پیدا شدہ تینوں لڑکوں (مرزا بشیر الدین محمود احمد پیدائش ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء۔مرزا بشیر احمد پیدائش ۲۰۔اپریل ۱۸۹۳ء۔مرزا شریف احمد پیدائش ۲۴۔مئی ۱۸۹۵ء) میں سے کسی کو بھی مولود موعود قرار نہیں دیا تھا وَھُوَا الْمُرَادُ۔ باقی خاکسار جلد نمبر ۹ کے علاوہ جلد نمبر ۱۱ (انجام آتھم)، جلد نمبر ۱۲ (سراج منیر)، جلد نمبر ۱۵ (تریاق القلوب) اور جلد نمبر ۲۲ (حقیقۃ الوحی) کے اقتباسات پر بھی پہلے کافی تفصیل کیساتھ روشنی ڈال کر یہ ثابت کر چکا ہے کہ اِن کتب میں سوائے تریاق القلوب کے جس میں حضورؑ نے اپنے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کو بڑی وضاحت کیساتھ [۱] ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں بشارت دیا گیا لڑکا [۲] تین کو کو چار کرنیوالا [۳] مولود مسعود قرار دے کر پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیا ہے کسی اور کتاب میں اپنے کسی اور لڑکے کو آپؑ نے مولود موعود یا مولود مسعود قرار نہیں دیا۔

(سوال نمبر ۶) ایک شخص عبدالغفار پچھلے ۲۴ سالوں سے اس صدی کے مجدد اور مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے اور بقول اُس کے وہ کئی دفعہ جماعت اور خلفاء سے اس بات پر (discuss) کرنا چاہتا ہے مگر جماعت اُس کا دلائل سے منہ بند کیوں نہیں کرتی۔ ہمارے پاس بڑے بڑے عالم ہیں۔MTA ہے۔حضور اس شخص کو MTA پر لا کر سب کے سامنے اس کو بولنے کا موقع دیا جائے اور پھر اُسکی شاید اصلاح ہو سکے۔ ہماری کئی سالوں سے خاموشی ہرگز مناسب نہیں۔حضرت مسیح الموعودؑ کی حقیقی جماعت تو لوگوں کے دلائل کیساتھ منہ بند کر سکتی ہے۔ پھر کیا روکاوٹ ہے؟ ہم کئی سالوں سے لگاتار تبلیغ کر رہے ہیں مگر ابھی تک ۱۰۰ لوگوں کو بھی کنیڈا میں احمدی نہیں کر سکے۔ہمیں عبدالغفار صاحب اور اُنکی جماعت کو واپس لانا چاہیے۔ یا اگر وہ درست ہیں تو پھر ہمیں اس مجدد کی بیعت کرنا ہوگی ورنہ حضورؑ اور قرآن کے مطابق فاسق ٹھہریں گے۔ ہمیں یاد ہے کہ حضورؑ نے فرمایا تھا کہ جو خدا کی طرف سے ہونے کا کہے مگر جھوٹا ہو تو ۲۳ برس سے زیادہ مہلت نہیں پاتا اور اُسکی شہ رگ پر وار ہوتا ہے اور خدا اُسے کاٹ دیتا ہے۔ یہ قرآن کی تعلیم کے مطابق ہے۔ مگر اس شخص کو ۲۴ سال ہو گئے ہیں۔ اِن لوگوں کی web site درج ذیل ہے۔WWW.alghulam.com عبدالغفار خدا کی طرف سے اور خدا کا نمائندہ اور حضرت مہدیؑ کا موعود غلام ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور ۲۴ برس سے خدا کی قسمیں اُٹھا اُٹھا کر کہہ رہا ہے کہ خدا اُس کیساتھ ہے اور میں اپنے دعویٰ میں سچا ہوں۔

آپ لکھتے ہیں۔اس سوال میں آپ نے ایک شخص عبدالغفار صاحب کی بابت کچھ تفصیلات لکھی ہیں کہ چوبیس سال سے اس صدی کے مجدد اور مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ مجدد کا کام اور اُسکی پہچان کیا ہے؟ اس کا اندازہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

الجواب۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی تحریر کے مطابق ہر مجدد کا کام مختلف ہوتا ہے۔مثلاً حضورؑ اپنے رسالہ شہادت القرآن میں اِسی ضمن میں ارشاد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''یہ بھی یاد رہے کہ ہر ایک زمانہ کیلئے اتمام حجت بھی مختلف رنگوں سے ہوا کرتا ہے اور مجدد وقت اُن قوتوں اور مَلکوں اور کمالات کیساتھ آتا ہے جو موجودہ مفاسد کا اصلاح پانا ان

کمالات پر موقوف ہوتا ہے سو ہمیشہ خدا تعالیٰ اسی طرح کرتا رہے گا جب تک کہ اس کو منظور ہے کہ آثار رشد اور اصلاح کے دنیا میں رہیں اور یہ باتیں بے ثبوت نہیں بلکہ نظائر متواترہ اِسکے شاہد ہیں۔'' (شہادت القرآن۔جلد نمبر ۶ صفحہ ۳۴۲)

اور جب ہم عالم اسلام کے مجددین بشمول حضرت مرزا غلام احمدؑ دیکھتے ہیں تو ہمیں اِن سب مجددین کے کام اور بعثت کی اغراض و مقاصد مختلف نظر آتے ہیں۔مثلاً (۱) عالم اسلام کے پہلے مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (۶۱ تا ۱۰۱ھ) کو حکومت میسر آ گئی اور اموی حکمرانوں اور درباری مولویوں نے دین اسلام اور اُمت میں جو فتنے اور خرابیاں پیدا کر رکھی تھیں آپ نے بطور مجدد ایک قلیل وقت میں اِن سب فتنوں اور خرابیوں کا استیصال کیا۔آپ واحد مجدد تھے جو کسی اسلامی حکومت کے سربراہ تھے۔(۲) آٹھویں صدی ہجری کے مجدد حضرت امام ابن تیمیہؒ (۶۶۱ تا ۷۲۸ھ)۔آپ نے جہاد بالقلم کرتے ہوئے سینکڑوں کتب اور رسالوں کے ذریعے فقہ میں خاص خدمات اور فلسفہ اور قبر پرستی کا ردّ کیا۔علاوہ اسکے تاتاریوں کے خلاف جہاد بالسیف بھی کیا تھا۔(۳) چودھویں صدی ہجری کے مجدد اور مجدد الف آخر حضرت مرزا غلا احمدؑ (مسیح موعود، مہدی مسعود اور اُمتی نبی) آپ نے جہاد بالقلم کرتے ہوئے چوراسی (۸۴) کے قریب کتب اور رسالے تصنیف کیے۔حیات مسیح کے باطل عقیدے کا بطلان، ختم نبوت کے فتنے کا دفعیہ اور وحی والہام کے انقطاع کے جھوٹے عقیدے کا بذریعہ دلائل ردّ کرنے کیساتھ ساتھ اور بہت ساری دوسری روحانی بیماریاں جو مسلمانوں کو لاحق ہوگئی تھیں آپؑ نے اِن کا علاج کیا۔علاوہ اِسکے اشاعت اسلام اور غلبہ اسلام کیلئے ایک پاک جماعت کا قیام وغیرہ۔خاکسار نے عالم اسلام کے تین مجددین کی امثال دے کر سمجھایا ہے کہ ہر مجدد اُن قوتوں اور مَلکوں اور کمالات کیساتھ آتا ہے جو موجودہ مفاسد کا اصلاح پانا ان کمالات پر موقوف ہوتا ہے۔کسی مجدد نے جہاد بالسیف کیا اور کسی نے جہاد بالسیف کو موقوف کر کے اِسکی بجائے جہاد بالقلم کو اختیار کیا وغیرہ۔اب سوال ہے کہ جماعت احمدیہ میں موعود زکی غلام المصلح الموعود کا کیا کام ہوگا؟

موعود زکی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) کا کام۔جب ہم ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کو بغور و فکر دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ موعود زکی غلام (محمدی مسیح ابن مریم) موسوی زکی غلام (موسوی مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام) کا مثیل اور حالات واقعات کے لحاظ سے ہو بہو اُسکی نقل (copy) نظر آتا ہے۔می تواند شد یہودی می تواند شد مسیح کے محاورے کے مطابق جب کوئی قوم یا جماعت یہودی رنگ میں رنگین ہو جاتی ہے تو پھر ایسی قوم میں مسیحی انفاس بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔زکی غلام سے متعلقہ اِلہامی پیشگوئی ہمیں بتا رہی ہے کہ جس جماعت میں اس موعود زکی غلام نے بطور مسیح ابن مریم نازل ہونا تھا اِس جماعت کو بعض لوگوں نے یہودی نما بنا دینا تھا۔آج جماعت احمدیہ اور دو (۲) ہزار سال پہلے والی یہودی جماعت (ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم ۔بقرہ۔۷۵) کا تقابل کر کے دیکھیں تو ہمیں جماعت احمدیہ یہودی جماعت کی ہو بہو نقل (copy) نظر آ رہی ہے۔وہی جبری طور طریقے، وہی رنگ ڈھنگ، وہی یہودیانہ تحریف اور کلمات کا اَدل بدل، وہی مرسلوں کا شدید انکار اور مخالفت، وہی عام یہودیوں کی طرح اسیری اور وہی اخراج اور مقاطعے وغیرہ۔دو (۲) ہزار سال پہلے موسوی مسیح ابن مریم نے کیا کام کیے تھے وہ تو بیچارہ بدبخت یہودیوں کے غیض وغضب کا شکار ہو کر اپنے آپ کو صلیب سے بھی نہ بچا سکا۔آج محمدی مسیح ابن مریم کو بھی یہودی نما جماعت جن کے دِل یہودیوں کی طرح سخت ہو چکے ہیں کے ہاتھوں اُسی قسم کے مصائب اور دکھوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جو موسوی مسیح ابن مریم نے سہے تھے۔فرق صرف اتنا ہے کہ موسوی مسیح ابن مریم علیہ السلام کو لکڑی پر صلیب دی گئی تھی لیکن آزادی ضمیر اور اُسکے اظہار سے محروم کر کے مجھے آواز کی سولی دی گئی ہے۔ ؎

مجھ کو سولی دی گئی آواز کی　　میں شہید وقت ہوں تحریر کا

جماعت احمدیہ میں آنیوالے موعود زکی غلام (مصلح موعود) کا کام یہ ہوگا کہ اسلام کے نام پر احمدیت کے حسین چہرے پر جو کالک اور گند لگا دیئے گئے ہیں وہ احمدیت کو اِن گندوں سے پاک وصاف کرے گا۔(۱) مرزا بشیر الدین محمود احمد نے جو جھوٹا دعویٰ کر کے پیشگوئی مصلح موعود پر قبضہ کیا ہوا ہے۔آنیوالا موعود پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت سے پردہ اُٹھا کر احمدیوں کو محمودی چنگل سے رُستگاری بخشے گا۔(۲) تنخواہ دار اور منظور نظر ملازموں کی نام نہاد مجلس انتخاب بنا کر نام نہاد خلافت کو جو ایک خاندان کے قبضہ میں دیدیا گیا ہے وہ موعود نام نہاد خاندانی خلافت کا خاتمہ کر کے جماعت احمدیہ میں مجلس شوریٰ کے ذریعہ خلافت راشدہ (خلافت علیٰ منہاج نبوت) کا دوبارہ اجراء کرے گا (۳) جماعت احمدیہ میں نام نہاد انتخاب کی بجائے تقویٰ پر مبنی جمہوری طریقہ انتخاب کا اجراء کرے گا۔(۴) جماعت احمدیہ میں نام نہاد اور ایک خاندانی قضا کو ختم کر کے ایک مقتدر عدالتی نظام جاری کرے گا جس کے قاضی کسی احمدی کی شکایت پر خلیفہ وقت کو بھی عدالت میں طلب کر سکیں گے۔(۵) جبری نظام کا خاتمہ کر کے اسکی جگہ اسلامی نظام جاری کرے گا۔(۶) لا اقرا فی دین کے مطابق لوگوں کو آزادی ضمیر اور اُسکے اظہار کا حق دے گا۔(۷) دین میں داخل کیے گئے فتنے مثلاً ختم مجددیت وغیرہ کا بذریعہ تحریر اور تقریر دفعیہ کرے گا۔

مصلح موعود یا مجدد موعود کی پہچان۔ایاز صاحب۔اس سلسلہ میں بھی کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ ہم ایرا غیرا اور چونکہ چناچے کو چھوڑ کر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی صاف اور سادہ ہدایت اور نصیحت پر عمل کریں۔اس ضمن میں حضورؑ فرماتے ہیں:۔''مجدد الوقت کون ہے؟ جب میں اوّل دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا تھا تو میں نے یہ عرض کی تھی کہ آپ نے بھی دعویٰ مجددیت کیا ہے اور دوسرے لوگ بھی ہیں جو دعویٰ مجددیت کا کرتے ہیں منجملہ اوروں کے (۱) ایک سوڈانی مہدی ہے جس پر لوگوں کا خیال ہے کہ

وہ مہدی اور مجدد ہے اب ہم آپ کو مجدد مانیں یا ان میں سے کسی ایک کو۔ فرمایا جس کے پاس دلیل ہو"۔ (تذکرۃ المہدی صفحہ ۱۹۰ مصنفہ پیر سراج الحق نعمانی)

آپ لکھتے ہیں۔ "کیا آپ حضرت مسیح موعودؑ کو مجدد مانتے ہیں؟ آپ یہ بھی جانتے ہونگے حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ان چوبیس سالوں میں کس قدر تجدید دین کا کام کیا تھا؟"

الجواب۔ اس ضمن میں خاکسار پہلے حضورؑ کے الفاظ کا حوالہ دے کر بتا چکا ہے کہ ہر مجدد اور ہر مصلح کی تجدید و اصلاح کا کام قوم یا جماعت میں موجود مفاسد کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ جس قسم کا فساد زمین پر غالب ہوتا ہے اُسی کے مناسب حال مجدد زمین پر پیدا ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی اصلاح و تجدید کیساتھ آپؑ کے غلام کی اصلاح اور تجدید کا موازنہ کرنا کہاں کی دانشمندی ہے؟ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ جب احمدی علماء کے علم کا یہ حال ہے تو عام احمدی قرآن کریم، رسول اکرم ﷺ کے فرمودات اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی تعلیم سے کتنا باخبر ہوگا؟ ہم احمدی حضورؑ کے تجدید دین کے کام کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ غلام مسیح الزماں کی اصلاح اور تجدید دین کے سلسلہ میں خاکسار پہلے بیان کر چکا ہے۔ واضح رہے کہ جماعتی مولویوں کے طریقہ کار کے مطابق بعض سوالوں کا جواب سوال میں ہی دینا پڑتا ہے۔ ایاز صاحب اگر کوئی معترض آپ سے یہ سوال کرے کہ آنحضرت ﷺ ایک اُمی نبی تھے۔ آپ ﷺ نے تیئیس (۲۳) سال کے قلیل عرصہ میں نہ صرف مکہ فتح کیا بلکہ سارا جزیرہ نما عرب بھی آپ ﷺ کے حلقہ بگوش ہو گیا تھا۔ اسکے بالمقابل حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ساری زندگی (نعوذ باللہ) بٹالہ بھی فتح نہ کر سکے۔ اس سلسلہ میں آپ معترض کو کیا جواب دیں گے۔؟

آپ لکھتے ہیں۔ "آپؑ کی وفات کے بعد کئی لوگوں کو مجدد اور مصلح موعودؑ ہونے کا شوق چرایا۔ صرف ایک بندے کی بات کیوں کریں، کئی لوگ تھے۔ انکے تو نام بھی لوگوں کو یاد نہیں ہونگے تو جو سوالات اب اس نئے مدعی کیلئے اُٹھائے جاتے ہیں ان پہلے دعویداروں کے حق میں کیوں نہیں اُٹھائے جا رہے اور اگر اُٹھائے گئے تو اِنکی تردید کیلئے جو جوابات دیئے گئے وہ اگر تب کافی و شافی تھے تو اب کیوں نہیں۔ اور اگر وہ جوابات درست نہ تھے تو پہلے ان لوگوں کی مجددیت کا اقرار کرنا چاہیے اور ان کو مصلح موعود تسلیم کر لینا چاہیے اور یوں تو ایک لائن لگی ہوئی نظر آئے گی ایسے لوگوں کی اور ایک مذاق بن جائے گا۔ جبکہ یہ مذاق نہ تھا۔"

الجواب۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے اپنی اُمت کو اپنے ایک روحانی فرزند یعنی مہدیؑ کی بشارت سے نوازا تھا۔ جیسا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں:۔

(۱)۔ "عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَوْ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا یَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْیَوْمَ حَتّٰی یَبْعَثَ رَجُلًا مِنِّیْ اَوْ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِئُ اِسْمُه اِسْمِیْ وَاَبِیْهِ اِسْمُ اَبِیْ یَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا۔" (ابوداؤد کتاب المھدی)۔ ترجمہ:۔ حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر دنیا سے ایک دن بھی باقی رہ گیا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دے گا یہاں تک کہ وہ مجھ میں سے یا میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو بھیجے گا اُس کا نام میرا نام اور اُسکے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسے وہ پہلے ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔

(۲) "وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَؓ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ الْمَهْدِیُّ مِنْ عِتْرَتِیْ مِنْ اَوْلَادِ فَاطِمَةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔ اُمّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا فرماتے تھے مہدی میری عترت اولادِ فاطمہؓ میں سے ہوگا۔ روایت کیا اسکو ابوداؤد نے۔" (مشکوٰۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۸)

ایاز صاحب! ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں کہ کسی موعود وجود سے متعلقہ پیشگوئی دیدہ و دانستہ یا غلطی فہمی کی وجہ سے کوئی غیر موعود وجود اپنے اوپر چسپاں کر لے یا کسی غیر موعود وجود پر چسپاں کر دی جائے۔ تاریخ اِسلام میں آنحضرت ﷺ کی وفات سے لے کر حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ تک بہت سے ایسے اشخاص ہو گزرے ہیں جنہوں نے مہدی معہود یا امام آخر الزماں ہونے کا دعویٰ کیا تھا لیکن اُنکے دعویٰ کے بعد ثابت ہو گیا کہ اُنکا دعویٰ غلط فہمی پر مبنی تھا یا پھر یہ کہ مدعی بیشک نیک دِل اور حق پرست بزرگ تھا مگر مہدی معہود نہیں تھا۔ اُمت میں ایسے مدعیان کا سلسلہ ختم نہیں ہوا بلکہ ہنوز جاری ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے دعویٰ مہدویت سے پہلے اُمت میں کم و بیش چونسٹھ (۶۴) کے قریب ایسے مدعیان مہدویت ہو گزرے ہیں جن میں سے بعض نے تو دیدہ و دانستہ جھوٹے دُعاوی کیے اور بعض کے دُعاوی غلط فہمی پر مبنی تھے۔ اِن مدعیان کے اَسما درج ذیل ہیں:۔

(۱) صاف ابن صیاد مدنی (۲) اسود عنسی (۳) طلیحہ اسدی (۴) مسیلمہ کذّاب (۵) سجاح بنت حارث تمیمیہ (۶) مختار ابن ابوعبید ثقفی (۷) حارث کذّاب دمشقی (۸) مغیرہ بن سعید عجلی (۹) بیان بن سمعان تمیمی (۱۰) ابو منصور عجلی (۱۱) صالح بن طریف بر باطی (۱۲) بہافرید نیشاپوری (۱۳) اسحاق اخرس مغربی (۱۴) استاد سلیس خراسانی (۱۵) ابوعیسیٰ اسحاق اصفہانی (۱۶) حکیم مقنع خراسانی (۱۷) عبداللہ میمون اہوازی (۱۸) بابک بن عبداللہ خرمی (۱۹) احمد بن کیال بلخی (۲۰) یحییٰ بن فارس ساباطی (۲۱) علی بن محمد خارجی (۲۲) حمدان بن اشعث قرمط (۲۳) یحییٰ بن زکرویہ قرمطی (۲۴) حسین بن زکرویہ معروف بہ صاحب الشامہ (۲۵) عبیداللہ مہدی (۲۶) علی بن فضل یمنی ابوطاہر قرمطی (۲۷) حامیم بن من اللہ مکسی (۲۸) محمد بن علی شلغانی (۲۹) عبدالعزیز باسندی (۳۰) ابولطیب احمد بن حسین متنبی (۳۱) ابوعلی منصور ملقب بہ الحاکم باامراللہ اصغر بن ابوالحسینی تغلبی (۳۲) ابو عبداللہ ابن شباس صیمری (۳۳) حسن بن صباح حمیری (۳۴) رشید الدین ابوالحشر سنان محمد بن عبداللہ بن تومرت حسنی (۳۵) ابوالقاسم احمد بن قسی (۳۶) علی بن حسن (۳۷) شمیم (۳۸) محمود واحد گیلانی (۳۹) عبدالحق بن سبعین مرسی (۴۰) احمد بن عبداللہ متمم (۴۱) عبداللہ داعی شامی (۴۲) عبدالعزیز طرابلسی (۴۳) اویس رومی (۴۴) احمد بن ہلال

حسانی (۴۵) سید محمد جونپوری (۴۶) حاجی محمد فرہی (۴۷) جلال الدین اکبر بادشاہ (۴۸) سید محمد نور بخش جونپوری (۴۹) بایزید روشن جالندھری (۵۰) احمد بن عبداللہ سلجماسی (۵۱) احمد بن علی محیرثی (۵۲) محمد مہدی ازمکی (۵۳) سبانائی (۵۴) محمد بن عبداللہ کرد (۵۵) میر محمد حسین مشہدی (۵۶) مرزا علی محمد باب شیرازی (۵۷) ملا محمد علی بار فروشی (۵۸) زرین تاج المعروف قرۃ العین (۵۹) شیخ بھیک (۶۰) شیخ محمد خراسانی (۶۱) مومن خاں اُچی (۶۲) مرزا یحییٰ نوری المعروف صبح ازل (۶۳) بہاء اللہ نوری (۶۴) محمد احمد مہدی سوڈانی (۶۵) حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ (۶۶) یحییٰ عین اللہ بہاری (۶۷) محمد بن عبداللہ جہینی۔ (اُردو انسائیکلوپیڈیا جلد دوم صفحہ ۱۶۵۴ ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز)

اِس فہرست میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کے بعد بھی دو اشخاص ایسے گزرے ہیں جنہوں نے مہدی معہود ہونے کے دُعاوی کیے تھے۔ حتیٰ کہ مدعی مہدویت حضرت مرزا غلام احمدؑ کے وقت میں بھی درج ذیل مدعیان مہدویت موجود تھے۔

(۱) حافظ محمد جان (۲) مولوی ابوالقاسم ساکن امروہہ (۳) مولوی عبدالعزیز موضع ارکاٹ (۴) لاہور میں ایک شخص مدعی مہدویت تھا (۵) ایک شخص لاہوری الور میں گیا اور دو شخص اسکے ساتھ تھے وہ بھی مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ (۶) سید اصغر علی آف ریواڑی (۷) مولوی رشید احمد گنگوہی (۸) شیخ محمد یوسف آف سہارنپور (۹) نواب صدیق حسن خان (۱۰) ایک شخص انبالہ اور تھانیسر میں تھا۔ (۱۱) اِلٰہی بخش اکاؤنٹنٹ لاہوری (۱۲) ایک صوفی درویش اجمیر میں تھا جس کا دعویٰ تھا کہ چودھویں صدی کا مجدد میں ہوں۔ (۱۳) مولوی فضل الرحمان گنج مرادآبادی (۱۴) چراغ الدین ساکن جموں (۱۵) مرزا امام الدین بیگ ساکن قادیان (تذکرۃ المہدی صفحہ ۱۹۰ صفحات ۱۹۰ تا ۲۰۲)

اب حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے وقت میں آپکے علاوہ اور پندرہ (۱۵) مجددیت اور مہدویت کے دعویدار تھے۔ یہ سارے ہندوستانی تھے۔ ہم سب جانتے اور ایمان رکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ مہدی معہود سے متعلقہ پیشگوئی کے اصل مصداق حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ تھے اور آپ کے دعویٰ مہدویت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ۱۸۹۴ء میں آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق خسوف وکسوف کا آسمانی نشان ظاہر فرما کر آپکے دعویٰ کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت فرمادی تھی۔ حضرت مرزا صاحبؑ سے پہلے چونسٹھ (۶۴) مدعیان مہدویت ہوگزرے تھے اور آپکے بعد بھی سترہ (۱۷) ہوگزرے ہیں اور حتیٰ کہ آپؑ کے وقت میں آپکے علاوہ پندرہ (۱۵) مدعیان مہدویت موجود تھے۔ ایاز صاحب۔ جو سچے مسلمان تھے اور جن کے دلوں میں تقویٰ تھا اُنہیں آنحضور ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آنیوالے سچے مہدی مسعود کو پہچاننے میں کوئی دقت واقع نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی اسی (۸۰) کے قریب مدعیان کی وجہ سے مہدی معہود سے متعلقہ پیشگوئی اُن کیلئے مذاق بنی تھی کیونکہ وہ سب جانتے تھے کہ ربانی پیشگوئیوں کے سلسلہ میں ایسا ہوتا رہتا ہے اور یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔

آج ہمارے درمیان ایک مدعی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) موجود ہے۔ اُس نے حضرت بانئے جماعتؑ کی طرح جماعت احمدیہ قادیان گروپ میں ایک تسلیم شدہ دعویٰ مصلح موعود قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلقہ مبشر اِلہامات کی روشنی میں قطعی طور پر جھوٹا ثابت کردیا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں اِلٰہی انکشافات کی روشنی میں لکھا ہوا اپنا ایک مقالہ (نیکی خدا ہے) بطور علمی، اِلہامی اور قطعی ثبوت کے پیش کررہا ہے۔ چوبیس (۲۴) سال کے عرصہ میں کوئی احمدی عالم یا نعوذ باللہ خدا کا بنایا ہوا خلیفہ اُسکے پیش کردہ علمی، الہامی اور قطعی ثبوت کو جھٹلا نہیں سکا ہے۔ وہ اتنے ہی عرصہ سے احمدی علماء اور خلفاء کو اپنے مقابلہ کیلئے میدان میں بلا رہا ہے لیکن پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں ہمارا کوئی عالم یا خلیفہ اُس کا مقابلہ کیلئے میدان میں اُترنے کیلئے تیار نہیں۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر ایک پیشگوئی بیان فرمائی تھی کہ! ''اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کردینگے۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۹'' یہ مدعی کہتا ہے کہ اے افراد جماعت گواہ رہنا کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کی یہ پیشگوئی میرے وجود میں پوری فرمادی ہے۔ اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ اگر کسی احمدی کو میرے وجود میں حضورؑ کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے میں کوئی شک ہو تو وہ علم و معرفت کے سلسلہ میں کسی احمدی غیر احمدی عالم یا خلیفے یا کسی بھی انسان کو میرے مقابلہ پر لاکر اپنا شک دور کرلے۔ وہ یہ بھی نہیں کہتا کہ بغیر سوال کے میرے دعویٰ کو قبول کرلو بلکہ وہ اپنے دعویٰ کے سلسلہ میں ہر انسان (احمدی غیر احمدی) کو سوال کا حق دیتا ہے۔ وہ آجتک ہر سوال کا مدلل جواب دے چکا ہے اور احمدیوں کو اپنے مقابلہ کیلئے بلا رہا ہے۔ ایاز صاحب۔ اس قسم کے صادق سے پہلے اگر درجن بھر احمدیوں نے غلط فہمی میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کردیا ہو یا مرزا بشیر الدین محمود احمد کی طرح دیدہ و دانستہ ایک جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کردیا تھا تو اس سے پیشگوئی مصلح موعود ایک مذاق کیسے بن سکتی ہے؟ مدعیان بیشک ایک سو (۱۰۰) سے بھی زیادہ ہوں لیکن مہدی مسعود سے متعلقہ پیشگوئی کی طرح پیشگوئی مصلح موعود کا بھی ایک ہی مدعی سچا ہوگا اور سچا بقول حضرت بانئے جماعتؑ کے وہ ہوگا جس کے پاس اپنی دعویٰ کی دلیل ہوگی۔

(۲) آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق اُمت میں مہدی نے اہل بیت یعنی حضرت فاطمہؓ کی عترت میں سے ظاہر ہونا تھا۔ مدعیان مہدویت کی ایک طویل فہرست میں بعض ایسے دعوے دار بھی تھے جو حضرت فاطمہؓ کی عترت میں سے تھے لیکن اسکے باوجود سچا وہ تھا جو حضرت فاطمہؓ کی عترت کی بجائے ایک دوسری قوم (مغلیہ) سے تعلق رکھتا تھا۔ اب سوال ہے کہ آنحضرت ﷺ کے کھلے کھلے الفاظ کے باوجود آپ ﷺ کا وہ روحانی فرزند یعنی حضرت مہدی اولادِ فاطمہؓ یعنی سادات میں سے پیدا ہونے کی بجائے مغلیہ خاندان

میں سے پیدا ہوا ہے۔اب اگر آنحضرت ﷺ کا یہ اِجتہادی کلام اِجتہادی غلطی کے رنگ میں خطا ہو گیا ہے تو پھر آپ ﷺ کے روحانی فرزند حضرت مہدیؑ کے اِجتہادی کلام یعنی بریکٹ میں لکھے ہوئے لفظ (لڑکا) کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے۔؟ کیا یہ اِجتہادی غلطی کے رنگ میں خطا نہیں ہوسکتا۔؟ یاد رکھیں کہ ضرور ہوسکتا ہے بلکہ ہو چکا ہے۔اُمت مسلمہ کی اکثریت ماسوائے جماعت احمدیہ آج تک اُس مہدی کا سادات میں پیدا ہونے کا انتظار کر رہی ہے جبکہ وہ ایک صدی قبل ایک دوسری قوم میں پیدا بھی ہو گیا۔افرادِ جماعت بھی آج اُسی غلطی کے مرتکب ہو رہے ہیں جو غلطی اُمت مسلمہ میں پہلے کچھ لوگ کر بیٹھے ہیں۔اب اُمت محمدیہ کی خواہش کے مطابق کیا آنحضرت ﷺ کا وہ روحانی فرزند یعنی مہدیؑ سادات میں پیدا ہو جائے گا؟ ہرگز نہیں۔وہ تو ایک صدی قبل مغلیہ خاندان میں پیدا ہو چُکا ہے۔سمجھدار لوگ دوسروں کی غلطیوں سے سبق سیکھتے ہیں نا کہ وہی غلطیاں دھراتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔''اسی طرح کیا اس کے بالمقابل آپؑ کے بعد کسی بھی ایسے مدعی مجدد یا مصلح موعودؓ کے کوئی تجدیدی یا دینی کارنامے آپ دیکھ سکتے ہیں جیسے اور جس قدر حضرت مسیح موعودؑ یا حضرت مصلح موعودؓ نے سرانجام دیئے۔''

الجواب۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی تجدید کے متعلق میں پہلے کافی عرض کر چکا ہوں اور حضورؑ کے الفاظ کے مطابق میں یہ بھی عرض کر چکا ہوں کہ کسی نبی کے کاموں کا ہم کسی دوسرے نبی کے کام سے موازنہیں کر سکتے اور نہ ہی کسی مجدد کے تجدیدی اور دینی کارناموں کا کسی دوسرے مجدد سے موازنہ کیا جاسکتا ہے۔ہر نبی اور ہر مجدد کے اپنے اپنے حالات ہوتے ہیں اور غلطیوں،خرابیوں اور مفاسد کے لحاظ سے اُن کا اپنا اپنا اِلٰہی مشن ہوتا ہے۔جہاں تک خلیفہ ثانی کے کارناموں کا تعلق ہے تو میں اس سلسلہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ یہ کسی احمدی خلیفے کا انفرادی کارنامہ نہیں تھا بلکہ جماعت احمدیہ کی اجتماعی کاوشوں کا پھل تھا جو ایک شخص نے مصلح موعود بننے کیلئے اپنی جھولی میں ڈال لیا۔

''قطع نظر اسکے کہ مجدد کی بحث میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ اب خلیفہ ہی مجدد ہوگا یا خلافت کے تابع اور نیابت میں خدا کسی فرد یا افراد کو خدمات دینیہ کی توفیق دیتا چلا جائے گا۔''

الجواب۔یہ جو آپ فرما رہے ہیں کہ''اب خلیفہ ہی مجدد ہوگا یا خلافت کے تابع اور نیابت میں خدا کسی فرد یا افراد کو خدمات دینیہ کی توفیق دیتا چلا جائے گا'' یہ قادیانی خلفاء کے نفس کا دکھایا ہوا ایک حسین خیال اور خواہش تو ہوسکتی ہے لیکن اِسکا حقیقت سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں۔اس خیال کی کوئی سند قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کے فرمودات اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے اِلہام اور کلام میں ہرگز نہیں ملتی۔یہ وہی روحانی بیماری ہے جو حضرت مرزا صاحبؑ کی بعثت سے پہلے اُمت محمدیہ کو لگی ہوئی تھی۔اور عجیب بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے بعد آپکی خودساختہ جانشینی کا دعویٰ کرنیوالے امام احمدیوں کی مخالفت سے بچنے کیلئے جھوٹے طور پر اس روحانی بیماری کو اللہ،رسول ﷺ اور امام مہدی و مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔خاکسار گذشتہ صفحات میں بڑی تفصیل کیساتھ بیان کر آیا ہے کہ حضورؑ نے اپنے بعد کسی خلافت کا ذکر نہیں کیا بلکہ فرمایا تھا کہ۔''میرے بعد امام بھی ہونگے اور مسیح بھی مگر بطور ظل (لیکچر سیالکوٹ۔روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ۲۰۸)''۔حضورؑ نے اپنی وفات سے پہلے رسالہ الوصیت میں وضاحت فرمادی تھی کہ آپکے بعد قدرت ثانیہ کا پہلا مظہر جو''روح القدس پا کر کھڑا ہوگا'' (الوصیت۔روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ۳۰۷) وہ آپؑ کا موعود زکی غلام ہوگا۔اِسکے نزول سے پہلے عبوری دور میں جماعت کا انتظام چلانے کیلئے اماموں کے انتخاب کا طریق کار کیا ہوگا اِسکی بھی آپؑ نے اسی رسالہ (ایضاً۔۳۰۶ حاشیہ) میں وضاحت فرمادی ہے۔ایاز صاحب۔عجیب بات ہے کہ''آپ روح القدس پا کر کھڑے ہونیوالوں'' کو چالیس مومنوں کے اتفاق سے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی بیعت لینے کا حق پانیوالوں کے تابع کر رہے ہیں۔فرعون اپنی قوم کا متفقہ سردار تھا۔دو(۲) ہزار سال پہلے کائفا نامی یہودی خلیفہ بھی یہودیوں کا متفقہ لیڈر تھا۔ابوجہل بھی اپنی قوم کا متفقہ لیڈر تھا۔کیا حضرت موسیٰ،حضرت عیسیٰؑ اور آنحضرت ﷺ نے بالترتیب اِن تینوں قومی سرداروں کے تابع ہو کر اور اِنکی نیابت میں اپنے اِلٰہی مشنوں کی تکمیل کرنی تھی؟ کیا آپ ہوش میں ہیں جو ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو؟ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور اِن جھوٹوں کا جواب دینے کی فکر کرو۔

''اس پہلو سے بھی دیکھیں کہ جب کوئی خود اپنے آپ کو مصلح موعود کہتا ہے تو لازماً وہ حضرت مصلح موعودؓ کی تکذیب کرتے ہوئے اپنے آپ کو اس کا مدعی قرار دے رہا ہوتا ہے۔اسلئے کوئی بھی ایسا شخص جو کسی بھی خلیفۃ المسیح کو تو جھوٹا کہے یا اس کی توبیعت نہ کرے اور خود مجدد یا مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کرے یہ امرِ محال ہے۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تحریرات کے خلاف ہے۔''

الجواب۔ایاز صاحب۔واضح ہو کہ وہ لوگ جو روح القدس پا کر کھڑے ہوتے ہیں آپ ایسے مولویوں اور خلیفوں سے پوچھ کر وہ دعویٰ نہیں کیا کرتے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے کھڑا کرنے پر کھڑے ہوتے ہیں۔کیا آپ مجھے گذشتہ انبیاء و رسل میں سے کسی ایک مصلح کی بھی مثال دے سکتے ہیں کہ اُس نے کسی فرعون یا کسی یہودی خلیفہ یا ابوجہل سے پوچھ کر اپنے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا؟ کیا آپ یہ علم کی باتیں کر رہے ہیں؟ یہ ایسی باتیں ہیں جنہیں ایک ادنیٰ مسلمان بھی جانتا ہے تو پھر آپ ایسے عالم کہلوانے والے احمدیوں کو کیا ہو گیا ہے؟ جواباً عرض ہے کہ آپ لوگوں کا بھی قصور نہیں کیونکہ آپکی تربیت ہی اس رنگ میں کی گئی ہے۔(ثانیاً) جس طرح آنحضور ﷺ کی پیشگوئی مسیح موعود کے مطابق نازل ہونیوالے مسیح موعود کا اولین کام یہی تھا کہ پہلے دنیا اور مسلمانوں میں رائج حیات مسیح کے باطل عقیدے کی قرآن کریم کی روشنی میں بیخ کنی کرتا اور پھر اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ

مسلمانوں کے آگے رکھتا۔اسی طرح موعودز کی غلام (مصلح موعود) کا بھی سب سے پہلا اہم کام یہ ہوگا کہ اگر اُسکے نزول سے پہلے جماعت احمدیہ میں کسی شخص نے جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کر کے احمدیوں سے اپنا دعویٰ منوالیا ہوگا تو وہ پہلے جماعت احمدیہ میں مروج اس جھوٹے دعویٰ کو قرآن کریم اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے مبشر الہامات کی روشنی میں جھوٹا ثابت کر کے اس کا تدارک کرے۔(ثالثاً) ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود اس حقیقت پر دال ہے کہ حضورؑ کی رحلت کے بعد بہت جلد چالیس مومنوں کے اتفاق سے حضورؑ کی بیعت لینے والے اماموں نے نہ صرف خودنفسانی خواہشات کا شکار ہونا تھا بلکہ اُنہوں نے افراد جماعت کو بھی گمراہ کرنا تھا۔حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد قرآن کریم ایسی کامل شریعت کے ہوتے ہوئے اگر اُمت محمدیہ میں ختم نبوت ایسا باطل عقیدہ پیدا نہ ہونا ہوتا تب آنحضور ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ کو اُمت محمدیہ میں کسی اُمتی یا غلام نبی بھیجنے کی ضرورت نہیں تھی۔اسی طرح اُمتی نبی،امام مہدی،مسیح موعود اور مجدد الف آخر کے بعد اگر جماعت احمدیہ میں چالیس مومنوں کے اتفاق سے حضورؑ کی بیعت لینے والے اماموں نے گمراہ نہ ہونا ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ کو امام آخر الزماں کو ایک زکی غلام اور مصلح موعود کی بشارت دینے کی کیا ضرورت تھی؟ عجیب بات ہے اور آپکی عقل پر رونا آتا ہے کہ آپ اپنی جہالت کی وجہ سے روح القدس پا کر کھڑے ہونیوالے موعودز کی غلام اور مصلح موعود کو ان گمراہ اماموں کی بیعت کرنے کا پابند کر رہے ہیں۔اگر روح القدس پا کر کھڑے ہونیوالے موعود نے اِن گمراہ اماموں کی ہی بیعت کرنی تھی تو اُس نے مبعوث ہو کر جماعت احمدیہ کی اصلاح اور تجدید کیا کرنی ہے؟ لہٰذا آپ جس اَمر کو محال فرما رہے ہیں وہ محال نہیں بلکہ اَمر واقع ہے اور اِسی اَمر واقع کی تصدیق اور تائید کیلئے اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے۔''رَفِيْعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ''(مومن۔۱۶)(وہ) اونچے درجوں والا (ہے) عرش کا مالک ہے اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے روح القدس نازل فرماتا ہے تا کہ وہ ملاقات کے دن سے لوگوں کو ڈرائے۔

ایاز صاحب۔درج بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ جب میں اپنے کسی بندے میں اپنی روح ڈال کر اُسے ملاقات کے دن سے ڈرانے کیلئے کھڑا کروں گا تو وہ اپنا مفوضہ کام شروع کرنے سے پہلے زمین پر مرتد اور گمراہ اماموں کی نعوذ باللہ بیعت کرے گا۔اگر اللہ تعالیٰ قادیانی خلیفوں کی خواہش کے مطابق اپنے مرسلوں کو یہ حکم صادر فرما دیتا تو پھر تو ٹھیک تھا لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ایسی کسی بات کا ذکر نہیں فرمایا تو پھر۔۔۔بقول غالب ؎ دِل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

جماعت احمدیہ میں ان مکار اماموں نے زمین و کائنات کے سچے مالک اور خالق کو اپنے سیٹ اَپ (set up) میں پہلے ہی فارغ کیا ہوا ہے۔لوگوں کو گمراہ کرنے اور افراد جماعت کی نظر میں اپنا مقام اور عقیدت بڑھانے کیلئے ایڈورٹائزنگ (advertising) کی حد تک اُس سچے خدا کا نام ضرور لیا جاتا ہے۔تبھی یہ کہہ رہے ہیں کہ آنیوالے نے پہلے اِنکی بیعت کرنی ہے۔کیا یہ روحانی اور اللہ تعالیٰ کی خشیت رکھنے والے لوگ ہیں؟ ہرگز نہیں۔کیا حضرت مرزا صاحبؑ نے بھی اپنے وقت کے عقل کل سمجھنے والے مولویوں اور گدی نشینوں کی بیعت کر کے اُمت محمدیہ کی اصلاح کی تھی؟ اوپر سے آپ یہ جھوٹ بول رہے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تحریرات سے یہ ثابت ہے اِنا للہ وانا الیہ راجعون ۔آپ ایسے خاکپائے خلافت کے علم کی یہ انتہا ہے تو پھر لکھا ہوا خطبہ پڑھنے والے خلیفوں کے علم کا کیا حال ہوگا۔؟؟؟

''ایک مصلح موعودؓ جس نے اسی مسیح موعود کے تخم اور ذریت سے پیدا ہونا تھا وہ پیدا ہوا اور لمبی عمر پا کر فوت ہوا اس نے خدا کی قسم کھا کر بھی اعلان کیا میں ہی مصلح موعود ہوں،اسکے مصلح موعود ہونے پر حضرت مسیح موعودؑ نے اظہار فرمایا آپؑ کے پہلے خلیفہ حضرت حکیم نورالدین صاحبؓ نے مصلح موعودؓ ہونے کا ذکر فرمایا صحابہؓ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے بیان کیا، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور الرابعؒ نے فرمایا کہ وہی مصلح موعودؓ تھا اور میں جو ایک عاجز انسان ہوں اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا ایک ادنیٰ غلام ہوں اور پانچواں خلیفہ ہوں میں بھی یہی کہتا ہوں کہ وہ مصلح موعودؓ یہی تھے یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ۔''

الجواب۔خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود اور اُسکے کارناموں کی حقیقت پر خاکسار پہلے کافی روشنی ڈال چکا ہے۔جس دعویٰ کی قرآن کریم اور حضرت مرزا صاحبؑ کے اِلہامات تکذیب کر رہے ہوں ایسا مدعی ایک کیا سو (۱۰۰) قسمیں بھی کھائے تب بھی اُس کا دعویٰ یقیناً جھوٹا ہوگا۔قسموں سے جھوٹے دعوے سچے نہیں ہو جایا کرتے۔اور پھر خلیفہ صاحب نے ۱۰۔مارچ ۱۹۵۴ء کے دن بوقت نماز عصر مسجد مبارک میں فرمان باری تعالیٰ کے مطابق اپنی شہ رگ کٹوا کر کیا اپنے جھوٹے اِلہامی دعویٰ مصلح موعود کی سزا نہیں پائی تھی؟ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے تخم اور ذریت سے پیدا ہونے کا وعدہ آپکے لڑکے کے متعلق کیا گیا تھا۔زکی غلام یعنی مصلح موعود کیلئے اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا وعدہ نہیں کیا تھا۔اگر خلیفہ ثانی صاحب اپنا دعویٰ موعود لڑکا ہونے تک محدود رکھتے تو وہ ہرگز سزا نہ پاتے۔اُس نے اپنے خاندانی اقتدار کے تحفظ کیلئے اپنے مقام سے تجاوز کرتے ہوئے پیشگوئی مصلح موعود پر قبضہ کیا اور اس طرح اس سنگین جرم کی سزا پائی۔باقی حضورؑ نے زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر صرف اپنا اجتہاد اور قیاس ظاہر فرمایا تھا۔اور پھر آپ نے اپنی تحریروں میں دیگر کافی جگہوں پر فرمایا کہ اگر میں اپنے کسی لڑکے کے متعلق خیال کرلوں کہ یہ مصلح موعود ہے اور میرا اجتہاد خطا جائے تو پھر میرے پیروکار میرے الفاظ پر پنجہ نہ ماریں بلکہ اِسے اجتہادی غلطی سمجھ کر چھوڑ دیں اور جس رنگ میں اور جس شان سے اللہ تعالیٰ اِلہامی پیشگوئی کو پورا کرے اُسی پر ایمان لائیں۔اس ضمن میں حضورؑ کے کچھ اقتباسات گذشتہ صفحات

میں درج کر چکا ہوں۔ یہاں صرف ایک حوالہ لکھتا ہوں۔ حضورؑ فرماتے ہیں۔

''ہاں اگر ہم نے محض اپنے اجتہاد سے یہ خیال کیا ہو کہ شاید یہی لڑکا مردان خدا میں سے ہوگا۔ تو یہ الہام الٰہی پر الزام نہیں۔ ہم اپنی اجتہادی باتوں کو خطا سے معصوم نہیں سمجھتے۔ ہمیں ملزم کرنے کیلئے ہمارا کوئی الہام پیش کرنا چاہیے۔ اجتہادی غلطی نبیوں اور رسولوں سے بھی ہو جاتی ہے جس پر وہ قائم نہیں رکھے جاتے۔'' (روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۴۔۱۵۵)

جہاں تک حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اوّلؓ کا تعلق ہے تو آپ ایک درویش منش اور اپنے آقا میں فنا بزرگ تھے۔ خلفائے راشدین کی طرح آپ سلسلہ احمدیہ کے واحد خلیفہ راشد تھے۔ آپؓ نے اگر کسی وقت پیشگوئی مصلح موعود کے ضمن میں مرزا بشیرالدین محمود احمد کے بارے میں حسن ظنی سے کام لیتے ہوئے کوئی امید افزا بیان دیا ہو تو خلیفہ اوّل کا حسن ظنی پر مبنی ایسا بیان خلیفہ ثانی کے مصلح موعود ہونے کی دلیل تو نہیں بن سکتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی رحلت کے بعد ان اماموں نے احمدیوں سے آزادی ضمیر اور اس کا اظہار چھین کر اُن پر جبر کے تالے لگا دیئے ہیں۔ اور انہیں پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں اپنی آزادانہ رائے دینے سے محروم کر دیا تھا۔ باقی مرزا ناصر احمد، مرزا طاہر احمد اور مرزا مسرور احمد یہ سب محمودی خلفاء امویوں کی طرح بلائے دمشق (تذکرہ۔ صفحہ ۶۰۳) ہیں اور خلیفہ ثانی صاحب کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کو سچا ثابت کرنا انکی مجبوری ہے۔ یہ بھی واضح ہو کہ پیشگوئیوں کے معاملہ میں کسی اُمت یا جماعت کے اجماع اور اتفاق کی کوئی حیثیت نہیں ہوا کرتی۔ یہ حضرت بانئے سلسلہ کی تعلیم ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

''پس واضح ہو کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اجماع کو پیشگوئیوں سے کچھ علاقہ نہیں۔ اجماع اُن اُمور پر ہوتا ہے جن کی حقیقت بخوبی سمجھی گئی اور دیکھی گئی اور دریافت کی گئی اور شارع علیہ السلام نے اِن کے تمام جزئیات سمجھا کر دکھائے۔ جیسے صوم وصلوٰۃ وحج وعقائد توحید وثواب وعقب۔ مگر یہ دنیوی پیشگوئیاں تو ابھی مخفی اُمور ہیں جن کی شارع علیہ السلام نے اگر کچھ شرح بھی بیان کی تو ایسی کہ جو استعارہ کی طرف توجہ دلاتی ہے مثلاً کیا اِن اَحادیث پر اِجماع ہو سکتا ہے کہ مسیح آ کر جنگلوں میں خنزیروں کا شکار کھیلتا پھرے گا اور دجّال خانہ کعبہ کا طواف کرے گا اور ابن مریم بیماروں کی طرح دو آدمیوں کے کاندھے پر ہاتھ دھر کے فرض طواف کعبہ بجالائے گا۔'' (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۲۶)

ایاز صاحب۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی اُمت کو ایک پیش خبری دیتے ہوئے فرمایا تھا۔ ''عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِكَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْكُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَیَكْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَ یَضَعُ الْجِزْیَةَ وَیُفِیْضُ الْمَالَ حَتّٰی لَا یَقْبَلَهٗ اَحَدٌ حَتّٰی تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَیْرًامِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْ هُرَیْرَةَ فَاقْرَءُوْ اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِالْكِتَابِ اِلَّا لَیُؤْ مِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ الْاٰ یَتِه مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔'' ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے عیسیٰ ابن مریم ضرور تم میں نازل ہوں گے اور عادل حاکم ہوں گے صلیب کو توڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے۔ جزیہ معاف کریں گے مال عام ہو جائے گا یہاں تک کہ کوئی اُسکو قبول نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ پھر ابو ہریرہؓ کہتے اگر چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو ''نہیں کوئی اہلِ کتاب سے مگر اس کے مرنے سے پہلے ایمان لے آئیگا''۔ (متفق علیہ)

آپ جانتے ہیں کہ اُمت محمدیہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی مسیح موعود کے سلسلہ میں اس بات پر متفق ہے کہ اس پیشگوئی کا مصداق موسوی مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے اور چونکہ وہ زندہ آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آخری زمانے میں وہ زندہ آسمان سے نازل ہو کر دین اسلام کو ادیان باطلہ پر غالب کریں گے۔ اُمت نے اگرچہ اِسرائیلی مسیح ابن مریم علیہ السلام کو بذاتِ خود تو دیکھا ہوا نہیں لیکن آنحضور ﷺ نے آپؑ کا جو حُلیہ بیان فرمایا ہوا ہے اُسکے مطابق اُس کا رنگ سُرخی مائل اور بال گھنگریالے تھے وغیرہ۔ میرا آپ سے سوال ہے کہ اگر کوئی انسان جس کا رنگ سرخی مائل اور بال گھنگریالے ہوں وہ یہ دعویٰ کر دے کہ دیکھو لوگو! میں وہی موسوی مسیح ابن مریم ہوں جس پر انجیل نازل ہوئی تھی اور میں وہی ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے صلیبی موت سے بچا کر آسمان پر اُٹھا لیا تھا اور آخری زمانے میں پیغمبر اسلام کی پیشگوئی کے مطابق میں نے ہی آسمان سے نازل ہو کر دین اسلام کو غالب کرنا تھا۔ اور پھر مدعی کو دنیا میں ایسے حالات میسر آ جائیں کہ وہ عالم اسلام کا سربراہ (خلیفہ) بن جائے اور اس مقتدر حیثیت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے وہ حدیث میں بیان فرمودہ سب نشانیاں اپنے وجود میں پوری کر لے یعنی وہ اُمت مُسلمہ کا (۱) حاکم بن کر (۲) ہر طرف عدل وانصاف قائم کر دے (۳) لکڑی کی تمام صلیبیں توڑ دے (۴) خنزیروں کو قتل کر دے (۵) جزیہ معاف کر دے (۶) اُسکے دورِ حکومت میں مال ومتاع اتنا عام ہو جائے کہ لوگ مال و دولت سے بے رغبت ہو جائیں اور اُسکی کوششوں سے کروڑہا غیر مُسلم اسلام میں بھی داخل ہو جائیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اگرچہ آنحضرت ﷺ کی حدیث کے مطابق مسیح موعود کی ساری نشانیاں مدعی کے وجود میں پوری ہوگئی ہیں اور اُس کا اسرائیلی مسیح کی طرح رنگ بھی سرخی مائل اور بال گھنگریالے ہیں تب بھی کیا ایسے کسی مدعی کے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ سچا ہو سکتا ہے؟ آپ بھی جواباً ارشاد فرمائیں گے کہ ایسے مدعی کا دعویٰ مسیح موعود سچا نہیں ہو سکتا۔ وہ مدعی آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق سچا مسیح موعود نہیں ہو سکتا کیونکہ قرآن کریم ایسے مدعی کے دعوے کی تکذیب کرتا ہے یہ فرما کر کہ کوئی بشر زندہ بجسم عنصری آسمان پر نہیں جا سکتا اور جب آسمان پر جا نہیں سکتا تو پھر آسمان سے مع جسم نازل ہونے کا دعویٰ بھی قطعی طور پر جھوٹا ہوگا۔ یہی قرآن کریم جو اس قسم کے کسی مدعی مسیح موعود کو جھوٹا قرار دیتا ہے وہی قرآن کریم خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کو بھی جھوٹا قرار دیتا ہے۔ اگر قرآن کریم سے ثابت ہو جائے کہ کوئی زندہ انسان خاکی جسم کیساتھ آسمان پر جا سکتا ہے اور پھر آسمان

پر ہزاروں سال زندہ رہ کر وہ آسمان سے مع جسم نازل بھی ہوسکتا ہے تو پھر خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے سچے ہونے کا امکان بھی پیدا ہوسکتا ہے۔ چونکہ قرآن کریم کے مطابق کسی زندہ انسان کا مع جسم آسمان جانا اور پھر ہزاروں سال آسمان پر زندگی گزار کر زندہ مع جسم آسمان سے نازل ہونا ہے ناممکن ہے لہٰذا اسی طرح قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلق مبشر اِلہامات کی روشنی میں خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کا سچا ہونا ناممکنات میں سے ہے۔ ایاز صاحب یہ جو میں نے مثال پیش کی ہے انتہائی سادہ ہے اور اسے سمجھنا چنداں مشکل نہیں ہے۔ خاکسار اس مثال کی روشنی میں آپ کو نصیحت کرتا ہے کہ آپ خلیفہ ثانی کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کو کسی طرح بھی سچا ثابت نہیں کر سکتے لہٰذا آپ اس باطل عقیدہ سے تائب ہوجائیں۔ اسی میں آپکی فلاح ہے۔

''کبھی آپ نے سوچا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی سچائی کیلئے اپنے خدا سے مانگا کیا تھا اور خدا نے جواب کیا دیا تھا۔ یہ رحمت کا نشان تھا'' اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیّت جگہ دی۔۔۔۔۔''۔ آپ اگر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تحریرات کا بغور مطالعہ کرنیوالے ہیں اور عقل سلیم کے مالک ہیں تو آپ کا کانشنس کیا کہتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنے خدا سے عبدالغفار جنبہ مانگا تھا؟ یا ہر وہ سر پھرا اور ذہنی مریض جو کہ ابھی تک درجن بھر مدعی ہونے کا ڈھنڈورا پیٹ کر حسرت کی نیند سو گئے؟؟ ہرگز نہیں، خدا اپنے پیاروں سے ہنسی اور مخول نہیں کیا کرتا۔''

الجواب۔ جواباً عرض ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بھی اللہ تعالیٰ سے اپنی بیٹی فاطمہؓ کی عترت سے ایک غلام بطور امام مہدی مانگا تھا۔ اگر کوئی معترض آپ سے یہ سوال کرے کہ کیا آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے مرزا غلام احمد مانگا تھا؟ تو آپ اُسے کیا جواب دیں گے۔ یہی جواب میری طرف سے بھی ہوگا۔ واضح ہو کہ اگر آنحضرت ﷺ کے اپنی بیٹی فاطمہؓ کی عترت سے مہدی مانگنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیت دعا کے نتیجے میں حضرت مرزا غلام احمد کے دینے پر نہ امام مہدی سے متعلقہ پیشگوئی کی سچائی پر کوئی اثر پڑا اور نہ ہی یہ پیشگوئی ہنسی اور مخول بنی تو پھر حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کی تضرعات کے جواب میں اگر اللہ تعالیٰ نے بطور نشان رحمت ایک ایسے وجود کو جو آپکی صلب میں سے نہیں بلکہ آپکی ذریت یعنی جماعت میں سے ہے اُنہیں بخش دیا ہے تو اس میں اچنبھے کی کونسی بات ہوگئی اور اس سے پیشگوئی مصلح موعود کس طرح ہنسی اور مخول بن گئی؟ اللہ تعالیٰ کی ایک عطا اگر آنحضرت ﷺ کے فرمان کے برخلاف مغلیہ خاندان کے کسی چشم و چراغ کو مل جائے تو وہ انکا حق ہے لیکن ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (المائدہ:۵۵) کے مطابق اگر اللہ تعالیٰ اپنی کوئی موعود رحمت امام مہدی کے اِجتہاد کے برخلاف اُسکی جماعت میں سے کسی اور کو دیدے تو وہ آپ لوگوں کی نظر میں ہنسی اور مخول بن جائے۔ یہ کونسا دینی رویہ ہے۔؟؟

''کبھی آپ نے سوچا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ پیشگوئیوں کے مطابق خلافت احمدیہ کا یہ کاروان کس طرح دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا چلا جارہا ہے۔ کبھی یہ بھی غور کیا کہ جو سمجھتے رہے کہ ہم مصلح موعود ہیں یا مجدد ہیں یا خلافت کی کوئی ضرورت نہیں ایسے لوگوں اور ایسے سلسلوں کا انجام آخر کار کیا ہوا۔۔۔۔۔۔۔ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی کے تحت ایسے لوگوں کیلئے دعوت غور و فکر دے رہی ہے۔''

الجواب۔ امویوں نے بھی خلافت کے نام پر کم و بیش ایک سو سال تک اپنا کارواں چلایا تھا اسی طرح عباسی بھی پانچ چھ سو سال تک اپنا نام نہاد خلافتی کارواں چلا کر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے رہے۔ اور آج مرزا بشیر الدین محمود احمد اور اُسکے جانشین بھی یہی کام کر رہے ہیں اور یہی اُنکا خلافتی کارواں ہے۔ میں آپ کو بطور نصیحت کہتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور اس مصلح موعودی جھوٹ سے تائب ہوجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ (اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُالْعِقَاب۔ البقرہ۔۱۹۷) کی سزا یقیناً سخت ہوتی ہے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسولوں کا غلبہ کوئی مادی غلبہ نہیں ہوتا بلکہ یہ غلبہ دلائل کا ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام ایک صاحب کتاب نبی تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی میں کونسا مادّی غلبہ عطا فرمایا تھا۔ صرف دلیل کا غلبہ ملا تھا اور اسی طرح چند کے سوا دیگر انبیائے کرام سب کو دلیل کا ہی غلبہ بخشا گیا تھا اور اُنکے منکرین بھی چند کے سوا بذریعہ دلیل ہی ہلاک کیے گئے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّ يَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔'' (الانفال۔۴۳) تاکہ وہ جو دلیل کے ذریعہ سے ہلاک ہو چکا ہے ہلاک ہوجائے اور جو دلیل کے ذریعہ سے زندہ ہو چکا ہے زندہ ہوجائے۔ اور اللہ یقیناً بہت سننے والا، بہت جاننے والا ہے۔

آپ لوگوں کو سیدھی اور سچی بات بتایا کریں نہ کہ ایک جھوٹے دعویٰ کو سچا ثابت کرنے کیلئے پے در پے جھوٹ بولیں اور لوگوں کو گمراہ کریں۔

''ایک بات یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ یہ صاحب اکیلے تو نہیں کہ جنہوں نے مجدد یا مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے درجن بھر افراد تو ہوں گے تو آپکے نزدیک ان سب کو چھوڑ کر صرف یہی ایک کیوں اپنے دعویٰ میں درست تسلیم کیے جائیں اور باقی جھوٹے ٹھہریں۔''

الجواب۔ خاکسار پہلے عرض کر چکا ہے اور اس کا حوالہ بھی دے چکا ہے کہ امام مہدی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے وقت میں آپکے ملک ہندستان میں آپکے علاوہ پندرہ (۱۵) اور مہدویت اور مجددیت کے دعویدار تھے۔ ایک وقت میں مدعیان مہدویت کی اتنی زیادہ تعداد قرآن کریم کی روشنی میں سچے مہدی کو تلاش کرنے میں متقی اور سچے مسلمانوں کیلئے کوئی روکاوٹ نہ بن سکی تو پھر اب پیشگوئی مصلح موعود کے حوالہ سے قرآن کریم کی روشنی میں مصلح موعود کو تلاش کرنے میں احمدیوں کیلئے کیا اِشکال ہے؟ یہ بھی واضح رہے کہ

صادق کی تلاش کرنیوالوں اور اُس پر ایمان لانیوالوں کی تعداد ہمیشہ قلیل ہوتی ہے۔ ہر قوم نے اپنے اپنے وقت میں اپنے مرسل کے انکار کرنے کیلئے اسی قسم کے حیلے اور بہانے تراشے تھے جو آج آپ بنا رہے ہیں۔ کسی قوم نے اپنے مرسل کو یہ کہہ دیا کہ آنحضرت ﷺ چونکہ خاتم النبیین ہیں لہٰذا آپکے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آ سکتا۔ کسی نے یہ کہہ دیا کہ خلیفہ کے ہوتے ہوئے کوئی مصلح یا مجدد نہیں آ سکتا وغیرہ۔ جو لوگ تقویٰ اور ایمان سے خالی ہوں وہ کسی مصلح کو کس طرح قبول کر لیں۔ الغرض جتنی قومیں اُتنے ہی بہانے بنئے گئے۔ تبھی اللہ تعالیٰ کو فرمانا پڑا۔ "یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ۔" (سورۃ یٰسین۔۳۱) ہائے افسوس بندوں پر کہ جب کبھی بھی اُنکے پاس کوئی رسول آتا ہے وہ اِس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں (اور تمسخر کرنے لگتے ہیں)۔

''اسی طرح تیئیس برس سے زیادہ مہلت نہ پانے کا معیار، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے مدعی وحی و الہام کیلئے قرار دیا ہے جس پر ایمان لانا نجات کیلئے ضروری ٹھہرایا گیا ہو۔''

الجواب۔(۱) مولانا۔ سچ بولیں اور جھوٹ سے کام نہ لیں۔ تیئیس (۲۳) برس کا پیمانہ ہر مدعی اِلہام کیلئے ہے نہ کہ ایسے ملہم کیلئے جس پر ایمان لانا ضروری ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَیۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِیۡلِ o لَاَخَذۡنَا مِنۡہُ بِالۡیَمِیۡنِ o ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡہُ الۡوَتِیۡنَ o فَمَا مِنۡکُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ عَنۡہُ حٰجِزِیۡنَ o" (سورۃ الحاقہ آیات نمبر ۴۵ تا ۴۸) ترجمہ۔ اور اگر یہ شخص (محمد ﷺ) ہماری طرف جھوٹا اِلہام منسوب کر دیتا، خواہ ایک ہی ہوتا۔ تو ہم یقیناً اِس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ اور اِس کی رگ جان کاٹ دیتے۔ اور اِس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اِسے درمیان میں حائل ہو کر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)

ایاز صاحب۔ سورۃ الحاقہ کی مندرجہ بالا وعید کو آپ معیار نبوت پر چسپاں کر رہے ہیں جبکہ یہ آیات کسی بھی مدعی الہام کیلئے معیارِ صداقت ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹے مدعی الہام کی گرفت کا ذکر فرمایا ہے نہ کہ جھوٹے مدعی نبوت کا۔ مثلاً اگر کسی مدعی کا دعویٰ الہامی ہو۔ لیکن وہ الہام یا خواب نفسانی ہو تو وہ مدعی (خواہ نبوت ہو یا مصلحیت) اِن آیات کی زد میں آئے گا۔ سورۃ الحاقہ کی ان آیات کو صرف معیارِ نبوت قرار دے کر کسی جھوٹے مدعی مصلح موعود کو ناحق سچا ثابت کرنے کی کوشش کرنا بذاتِ خود ایک بڑا جُرم اور فریب ہے۔ حیرانی کی بات ہے کہ ان آیات کی جو جھوٹی تشریح آج تک غیر احمدی مولوی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا انکار کرنے کیلئے کرتے رہے آج یہی تشریح احمدی مولوی موعود زکی غلام مسیح الزماں کا انکار کرنے کیلئے کر رہے ہیں۔ نومبر ۱۹۶۳ء میں ہندوستان کے شہر یادگیر میں جماعت احمدیہ اور اہل سنت والجماعت کے درمیان ایک تحریری مناظرہ ہوا تھا۔ جماعت احمدیہ کے مبلغ مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے حضورؑ کی صداقت کے ثبوت میں انہی آیات کو نقل کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

''کہ اگر آنحضرت ﷺ جھوٹا الہام بنا لیتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو پکڑ لیتا اور آپکی رگ جان کاٹ دیتا۔ علمائے اسلام ہمیشہ اس آیت سے یہ استدلال کرتے چلے آئے ہیں کہ جھوٹا الہام بنانا ایسی جعلسازی ہے جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا اور اگر کوئی ایسا شخص دنیا میں پایا جائے جو الہام کا دعویٰ کرتا ہو اور وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہو تو دعویٰ کے بعد آنحضرت ﷺ کی طرح تیئیس (۲۳) سال کی مہلت نہیں پا سکتا۔'' (مناظرۂ یادگیر۔ صفحہ ۸۴۔ شائع کردہ نظارت دعوۃ تبلیغ قادیان)

مخالف مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل دیوبند نے اِن آیات کو معیار نبوت قرار دیتے ہوئے جواباً یہ کہا تھا کہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ نبوت کے چھ (۶) سال بعد فوت ہو گئے تھے۔ لہٰذا وہ (نعوذ باللہ) جھوٹے تھے۔ اسکے جواب میں پھر احمدی مولوی محمد سلیم صاحب نے جواباً فرمایا:۔

''آپ (غیر احمدی مولوی محمد اسماعیل۔ ناقل) نے کہا ہے کہ مرزا صاحب دعویٰ نبوت کے بعد صرف چھ (۶) سال زندہ رہے۔ حالانکہ ہم نے جو آیت (ولو تقول علینا۔ ناقل) پیش کی ہے اس میں دعویٰ نبوت نہیں بلکہ دعویٰ الہام کا ذکر ہے، جسکی طرف لفظ ''تقوّل'' اشارہ کر رہا ہے۔ دعویٰ الہام کے بعد تو حضرت مرزا صاحبؑ قریباً ۴۰ برس تک زندہ رہے۔''

(ایضاً۔ صفحہ ۹۸)

امید ہے اب تو آپکی تسلی ہو گئی ہو گی کہ جماعت احمدیہ کا اپنا مولوی سورۃ الحاقہ کی آیات کو معیار نبوت کی بجائے معیار الہام قرار دے رہا ہے۔ مزید یہ کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ پر اِفترا (جھوٹا الہامی دعویٰ) کرے گا وہ نہ صرف ہلاک کیا جائے گا بلکہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت یعنی تیئیس (۲۳) سال کے مانند ہرگز زندگی نہیں پائے گا۔ اِن آیات میں معیار نبوت یا مجددیت کی بحث نہیں بلکہ افترا یعنی جھوٹے الہام کا ذکر ہے۔ اسی سلسلہ میں خاکسار حضورؑ کے رسالہ اربعین (روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴) میں سے دو (۲) حوالے پہلے نقل کر چکا ہے۔

(۲) حضورؑ فرماتے ہیں۔ ''یہ یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے ہاں گمشدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ۔ یعنے بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں پھر جو شخص اِن کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔'' (شہادت القرآن ۱۸۹۳ء۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۴۴)

حضرت مرزا صاحبؑ جس پر ایمان کا آپ اور آپکے خلفاء دم بھرتے ہیں وہ تو فرماتے ہیں کہ مجددوں پر ایمان لانا ضروری ہے اور اُن کا انکار کر کے انسان فاسق ہو جاتا ہے۔ اور آپ مجددوں پر ایمان لانا تو بعد کی بات اُنکی بعثت سے ہی منکر ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا یہی آپکے خدائی خلیفے ہیں جنہوں نے اپنی خواہشات کیلئے حضورؑ کی تعلیم کا نہ صرف خود انکار کیا بلکہ حضورؑ کی جماعت کو بھی فاسق بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔؟ کیا یہی آپکا خلافتی کارواں ہے جو اللہ اور اُسکے رسول ﷺ اور اُسکے مہدی و مسیح موعودؑ کی تعلیم کی دھجیاں اُڑتا پھر رہا ہے ؟ وہ لوگ جو اپنے بانی کی تعلیم سے ہی منکر ہو جائیں کیا وہ مرتد نہیں کہلاتے ؟ اور کیا آپ ایسے احمدیوں کے مرتد ہونے میں ابھی کوئی کسر باقی ہے؟

(۳) ہر وہ وجود جس کی اللہ تعالیٰ میثاق النبیین کے مطابق بشارت دیتا ہے بعد ازاں کسی بھی اُمت یا جماعت کو اپنے ایمان کی حفاظت کیلئے اُس پر ایمان لانا لازمی ہوتا ہے۔ اُس موعود کا انکار دراصل اللہ تعالیٰ اور پیشگوئی فرمانیوالے مرسل دونوں کا انکار لازم آتا ہے۔ اگر میدان محشر میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق آنیوالے آپ ﷺ کے غلام یعنی امام مہدی اور مسیح موعود کا انکار کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ پوچھ گچھ نہیں کرے گا تو پھر آپ احمدی حضرات بھی مطمئن رہیں کہ حضورؑ کے موعود زکی غلام کا انکار کرنیوالوں سے بھی پوچھ گچھ نہیں ہوگی۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے بروز حساب اپنے نبی ﷺ کے غلام (حضرت امام مہدی و مسیح موعود) کے انکار کو اپنے نبی ﷺ کا انکار قرار دیدیا تو پھر لازماً حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے موعود زکی غلام کا انکار کرنیوالے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے منکر قرار دیئے جائیں گے۔

''مجدد کی بابت تو وضاحت ہو چکی اور اسی وضاحت کی روشنی میں جو حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی اور ارشادات کے موجب قائم ہونیوالی قدرت ثانیہ پر ایمان نہیں لاتا اس کو کیا کہیں گے؟''

الجواب۔ آپ جس کو قدرت ثانیہ قرار دے رہے ہیں یہ قدرت ثانیہ نہیں بلکہ میں گذشتہ صفحات میں دلائل کیساتھ ثابت کر چکا ہوں کہ خاندان نبوت نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ سے قدرت ثانیہ کے نزول کیلئے دعائیں کرنے کی درخواست کی تھی اور پھر اس درخواست کے جواب میں حضرت خلیفہ اوّلؓ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ قدرت ثانیہ کا مظہر تو مجسم رنگ میں آپکے سامنے بیٹھا ہوا ہے اور آپ کس قدرت ثانیہ کیلئے دعائیں کروا رہے ہیں؟ اور پھر خلافت اولیٰ کے دور میں بشمول حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ ساری جماعت احمدیہ قدرت ثانیہ کے نزول کیلئے دعائیں کرتی رہی ہے۔ اس سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ آپ کافی سمجھدار ہیں۔ آپکو سمجھ آجانی چاہیے۔

''پھر یہ کہ بقول آپکے رسالہ الوصیۃ کے مطابق ابھی تک کوئی خدا کی طرف سے روح القدس پا کر کھڑا ہوا بھی ہے کہ نہیں؟ ایک سو چھ سال ہو گئے اگر ابھی تک کوئی نہیں کھڑا ہوا تو خدا تعالیٰ نے ابھی تک حضرت اقدسؑ کی اس پیشگوئی کو تو پورا نہیں فرمایا اور اسکی جگہ نیا مجدد بھی آپ کھڑا کر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔''

الجواب۔ یہ روح القدس پا کر کھڑا ہونیوالا کوئی ایک مجدد نہیں بلکہ وہی مصلح موعود ہی تو ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں بشارت بخشی تھی۔ اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیش خبری کے مطابق اس موعود مصلح نے حضرت بانئے جماعت کے بعد آئندہ صدی ہجری کے سر پر ہی تو کھڑا ہونا تھا اور کیا اب وہی وقت نہیں ہے۔ وہ موعود اپنے مقررہ وقت سے پہلے کس طرح کھڑا ہو سکتا تھا؟ اُسے تو اللہ تعالیٰ نے اُسی طرح کھڑا کرنا تھا جس طرح وہ پہلے اپنے پیارے نبی ﷺ کی پیش خبری کے مطابق ہر صدی ہجری کے سر پر ایسے لوگوں کو کھڑا کرتا رہا ہے۔ جنہوں نے خود کھڑا ہونا تھا یا جنہیں خوشامدیوں نے کھڑا کرنا تھا اُنہوں نے تو ۱۹۱۴ء میں ہی کھڑا ہونے کی تیاری شروع کر دی تھی۔ حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کے اِلہام کے مطابق پھر شیر خدا نے اپنے وقت پر آ کر فتح پانی تھی۔ اس ڈرامے کی ساری تفصیل خاکسار پہلے بیان کر چکا ہے۔ دوبارہ اعادہ کی ضرورت نہیں۔

''قرآن کریم بہت ساری آیات میں یہ اشارہ کرتے ہوئے عقلمندوں کیلئے کائنات کے نظام کی مثال دیتے ہوئے اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ ساری کائنات ایک نظام کے تحت چل رہی ہے اور اسکے بالمقابل کوئی دوسرا نظام اس میں دخل اندازی نہیں دے سکتا وگرنہ یہ سب نظام تباہ ہو کر رہ جائے گا اسی طرح روحانی نظام ہوا کرتے ہیں ایک وقت میں ایک ہی نظام ہوا کرتا ہے وہ نظام جو تیرہ سو سال کے انتظار کے بعد خدا نے جاری فرمایا اور جو ایک ہزار سالہ نظام تھا اب اس نظام کے اندر کوئی دوسرا نظام دخل نہیں دے سکتا جو اس نظام سے ہٹ کر اور مخالف ہو اگر کوئی بھی ایسی جرأت کرے گا تو وہ خود ہی بھسم ہو کر رہ جائے گا۔''

الجواب۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے ذریعہ جو روحانی نظام بنی انسان کو دیا تھا اِس کی اساس عدل اور لا اکراہ فی دین تھا۔ یہ نظام مکہ سے شروع ہوا تھا۔ پھر درمیان میں کئی شیطانی نظاموں نے جن کی بنیاد جبر پر تھی اس روحانی نظام میں دخیل کی کوشش کی اور وقتی طور ایسے نظام کامیاب بھی ہوئے لیکن پھر اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق ہر صدی کے سر پر اپنے کسی مجدد کے ذریعے اپنے روحانی نظام کی تجدید (renewal) کرتا رہا۔ پہلے اموی اور عباسی نظاموں کی طرح اب محمودی نظام کی باری آئی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کی بنیاد رکھنے سے بھی بہت پہلے بانئے جماعت کو ایک زکی غلام کی بشارت دیدی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے آپکے اس مذموم شیطانی نظام کی اصلاح کیلئے مبعوث کرنا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے امویوں اور عباسیوں کے انتہائی ظالم اور سخت نظاموں کو جو مقتدر ہوتے ہوئے آپکے خود ساختہ نظام کے بالمقابل بہت طاقتور تھے جڑ سے اُکھاڑ پھینکا تو آپکا

یہ محمودی نظام جسے ہزار سال تک جاری رکھنے کے آپ خواب دیکھ رہے ہیں اِسکی کیا حیثیت ہے؟ جس نظام کی آپ وکالت کر رہے ہیں اور جس سے آپ ہمیں ڈرا رہے ہیں ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی لولی لنگڑی نیشنل اسمبلی نے اس کا ستیاناس کر دیا تھا۔ یہ وہ شیطانی نظام ہے جس نے اپنی برکت سے پہلے جھٹکے میں ہی سارے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دلوا دیا تھا اور آپ ایسے احمق ابھی تک اِسکے گن گا رہے ہیں۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون ۔

جناب مبشر احمد ایاز صاحب۔ خاکسار نے جو سوالات خلیفہ صاحب سے پوچھے تھے آپکے جوابی خط میں اِنکے جواب نہیں ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں اور ایسا سمجھنے میں حق بجانب بھی ہوں کہ میرے سوالوں کا آپ لوگوں کے پاس جواب نہیں ہے۔ میں نے صدق دل اور بڑی ایمانداری کیساتھ یہ سوالات خلیفہ صاحب سے اپنی تشفی کیلئے پوچھے تھے۔ آپ نے کوئی علمی جواب دینے کی بجائے جماعتی طریقہ کار کے مطابق مولویانہ رنگ میں اِدھر اُدھر کی بغیر دلیل اور بے تکی باتیں اور چند دلچسپ کہانیاں سنا کر مجھے متأثر کرنا چاہا ہے وبس۔ خاکسار آپ کی بے تکی اور بے جوڑ باتوں کا جواب دینے کیساتھ ساتھ اسی سلسلہ میں چند گذارشات آپکے آگے رکھ رہا ہے اِس اُمید کیساتھ۔۔۔ ؎

شاید کہ اُتر جائے تیرے دل میں میری بات

یہ بات یاد رہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی اتنی عام فہم اور سیدھی سادی نہیں تھی جتنی کہ یہ سمجھ لی گئی ہے۔ جب آنحضور ﷺ کے متعلق جو پیشگوئی توریت میں بیان ہوئی ہے اِس میں یہود و نصاریٰ کی آزمائش ہو چکی ہے۔ اور جو پیشگوئی آپ ﷺ نے اپنے روحانی فرزند (حضرت مہدی مسعود و مسیح موعود) کے متعلق بیان فرمائی تھی اس میں بھی مسلمانوں کی سخت آزمائش ہو چکی ہے تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے زکی غلام (مصلح موعود) سے متعلق اِلہامی پیشگوئی اِمتحان سے خالی کیونکر ہو سکتی تھی؟ میں اپنی تحقیق اور اللہ تعالیٰ کی راہنمائی کی روشنی میں آپ سب سے واشگاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ خلیفہ ثانی مصلح موعود (زکی غلام) نہیں تھے اور اُن کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر ایک جھوٹا اور ایک سیاسی دعویٰ تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنی سنت کے خلاف اُنہیں مصلح موعود بنا ہی نہیں سکتا تھا؟ یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے اور ہمارے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ہمیں بارہا فرمایا ہے کہ ایسی پیشگوئیاں یُضِلُّ بِہٖ کَثِیرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیرًا (البقرہ۔ ۲۷) کا مصداق ہوتی ہیں۔ ایسی پیشگوئیوں کے متعلق آپؑ اِرشاد فرماتے ہیں:۔

پیشگوئیوں کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی زرّیں نصائح ۔ ’’دراصل بات یہ ہے کہ بسا اوقات انبیاء علیہ السلام اور دوسرے ملہمین پر ایسے اُمور ظاہر کیے جاتے ہیں کہ وہ اِسرار اِستعارات کے رنگ میں ہوتے ہیں اور انبیاء علیہ السلام اِن کو اِسی طرح لوگوں پر ظاہر کر دیتے ہیں جس طرح وہ سنتے یا دیکھتے ہیں اور ایسا بیان کرنا غلطی میں داخل نہیں ہوتا کیونکہ اِسی رنگ اور طرز سے وحی نازل ہوتی ہے اور یہ بھی ضروری نہیں ہوتا کہ اِلہامی اور کشفی پیشگوئیوں کے تمام اِستعارات کا نبی کو علم دیا جائے کیونکہ بعض اِبتلا جو پیشگوئیوں کے ذریعہ سے کسی زمانہ کیلئے مقدر ہوتے ہیں۔ وہ علم کی اِشاعت کی وجہ سے قائم نہیں رہ سکتے اور یہ بھی ممکن ہے کہ پیشگوئیوں کے بعض اِسرار سے نبیوں کو اطلاع دی جائے مگر اُن کو اِن اسرار کے اَفشاء سے منع کیا جائے۔ بہرحال یہ اُمور نبوت کی شان سے ہرگز منافی نہیں ہیں کیونکہ کامل اور غیر محدود علم خدا تعالیٰ کی ذات سے خاص ہے۔‘‘ (ایام الصلح (۱۸۹۸ء)/ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۷۶)

پھر اِن سب باتوں سے بڑھ کر یہ بات کہ خود آنحضور ﷺ نے پیشگوئیوں کے معاملہ میں اِجتہادی غلطی کو خارج از اِمکان قرار نہیں دیا۔ بلکہ خود آپ ﷺ کو بھی اِس قسم کے بشری سہو کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ آنحضرت ﷺ کی ایک مبارک خواب کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

’’قال ابو موسٰی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رئیت فی المنام انی أھاجرمن مکۃ الٰی ارض بھا نخل فذھب وھلی الٰی انھا الیمامۃ او ھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب (بخاری جلد ثانی باب ھجرت النبی صلعم واصحابہ الی المدینۃ) یعنی ابوموسٰی نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کی ہے جس میں کھجوروں کے درخت ہیں۔ پس میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ زمین یمامہ یا زمین ہجر ہے مگر وہ مدینہ نکلا یعنی یثرب۔ اب دیکھو آنحضرت ﷺ نے جن کی رؤیا وحی ہے اور جن کا اِجتہاد سب اِجتہادوں سے اسلم اور اقویٰ اور اصحّ ہے اپنی رؤیا کی یہ تعبیر کی تھی کہ یمامہ یا ہجر کی طرف ہجرت ہوگی۔ مگر وہ تعبیر صحیح نہ نکلی۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم (۱۹۰۵ء)/ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحات ۱۶۸۔۱۶۹)

جناب ایاز صاحب! پیشگوئیوں کے سلسلہ میں حضورؑ مزید فرماتے ہیں:۔ (۱) ’’ایسا ہی آپ (ﷺ) نے اُمت کے سمجھانے کے لیے بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں خود اپنا غلطی کھانا بھی ظاہر فرمایا۔ اب کیا یہ تعلیم نبوی کافی نہیں اور کیا یہ تعلیم با آواز بلند نہیں بتلا رہی کہ پیشگوئیوں پر اجمالی طور پر ایمان لاؤ اور اُن کی اصل حقیقت حوالہ بخدا کرو۔ اُمت محمدیہ میں تفرقہ مت ڈالو اور تقویٰ کا طریق اختیار کرلو۔‘‘ (ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء)/ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۱۰)

(۲) ’’صوم اور صلوٰۃ کی طرح پیشگوئی کو بھی ایک حقیقت منکشفہ سمجھنا بڑی غلطی اور بڑا بھاری دھوکہ ہے۔ یہ احکام تو وہ ہیں جو آنحضرت ﷺ نے کر کے دکھلا دیئے اور بکلی اِن کا

پردہ اُٹھا دیا۔مگر کیا اِن پیشگوئیوں کے حق میں بھی آنحضرت ﷺ نے یہی فرمایا ہے۔کہ یہ من کل الوجوہ مکشوف ہیں اور ان میں کوئی ایسی حقیقت اور کیفیت مخفی نہیں جو ظہور کے وقت سمجھ آ سکے۔اگر کوئی حدیث صحیح موجود ہے تو کیوں پیش نہیں کی جاتی۔آپ لوگ ہمارے نبی کریم ﷺ سے زیادہ علم وفراست نہیں رکھتے۔صحیح بخاری کی حدیث کو دیکھو کہ جب آنحضرت ﷺ کو ایک ابریشم کے ٹکڑے پر حضرت عائشہ صدیقہ کی تصویر دکھائی گئی کہ تیرے نکاح میں آوے گی۔تو آپ نے ہرگز یہ دعویٰ نہ کیا کہ عائشہ سے درحقیقت عائشہ ہی مراد ہے بلکہ آپ نے فرمایا کہ اگر درحقیقت اس عائشہ کی صورت سے عائشہ ہی مراد ہے تو وہ مل ہی رہے گی۔ورنہ ممکن ہے کہ عائشہ سے مراد کوئی اور عورت ہو۔آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ابوجہل کے لیے مجھے بہشتی خوشہ انگور دیا گیا مگر اس پیشگوئی کا مصداق عکرمہ (ابوجہل کا لڑکا۔ناقل) نکلا۔جب تک خدا تعالیٰ نے خاص طور پر تمام مراتب کسی پیشگوئی کے آپ پر نہ کھولے تب تک آپ نے اُسکی کسی شق خاص کا کبھی دعویٰ نہ کیا۔'' (ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء)/ روحانی خزائن جلد۳ صفحہ۳۱۰)

(۳)''یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے اور پہلے بھی ہم کئی مرتبہ ذکر کر آئے ہیں کہ جس قدر پیشگوئیاں خدا تعالیٰ کی کتابوں میں موجود ہیں ان سب میں ایک قسم کی آزمائش اِرادہ کی گئی ہے۔اِس میں کچھ شک نہیں کہ اگر کوئی پیشگوئی صاف اور صریح طور پر کسی نبی کے بارہ میں بیان کی جاتی تو سب سے پہلے مستحق ایسی پیشگوئیوں کے ہمارے نبی ﷺ تھے۔'' (ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء)/ روحانی خزائن جلد۳ صفحہ۱۳۳ تا ۱۳۷)

جماعت احمدیہ کا اَلمیہ۔جس طرح عالم اسلام میں حضرتِ مسیح ناصری کے زندہ بجسم عنصری آسمان پر اُٹھائے جانے کے عقیدہ کے متعلق صدیوں تک کسی کو یہ خیال بھی نہ آیا کہ ہم اِس عقیدہ کو کم از کم قرآنِ مجید کی روشنی میں پرکھ کر تو دیکھیں کہ آیا یہ عقیدہ درست بھی ہے یا کہ نہیں۔؟ بعینہٖ ہمارا جماعتی المیہ بھی یہ رہا ہے کہ ہم سمجھتے رہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کو ایک لڑکے کی خبر دی تھی اور اِس سے آگے غور وفکر کرنے کو یا تو ہم نے گناہ سمجھا یا ہمیں گناہ سمجھنے پر مجبور کر دیا گیا۔ہم نے زکی غلام کے متعلق مبشر اِلہامات پر نہ کبھی غور وفکر کیا اور نہ ہی یہ دیکھنے کی زحمت گوارا کی کہ قرآنِ مجید کی روشنی میں یہ مبشر کلام ہمیں کیا پیغام دے رہا ہے۔؟ ہم بشیروں سے باہر نہ نکلے۔ہم یہ خیال کرتے رہے کہ اگر یہ موعود لڑکا بشیر اوّل نہیں تو پھر ضرور بشیر ثانی ہوگا اور اگر بشیر ثانی نہیں تو پھر ضرور کوئی بشیر ثالث ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ہمارا ایسا خیال کرنا قطعی طور پر غلط تھا کیونکہ قرآنِ کریم کی روشنی میں زکی غلام کے متعلق اِلہامی بشارات ہماری یہ راہنمائی فرماتی ہیں کہ حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کا کوئی بھی جسمانی لڑکا پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتا اور اس طرح آنے والا مصلح موعود دراصل حضورؑ کا اُسی طرح روحانی فرزند ہے جس طرح آپؑ بذاتِ خود آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند تھے۔اُدھر مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ثانی بننے اور خوشامدی اور ناعاقبت اندیش مریدوں کی طرف سے مظہر قدرت ثانی اور مصلح موعود کے القابات پانے کے بعد نہ صرف تاک میں بیٹھ گئے بلکہ وہ مصلح موعود بننے کے خبط میں مبتلا ہو گئے۔اُنہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ موقعہ ملتے ہی ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔مزید برآں یہ ظلم کیا کہ دعویٰ کرنے کے بعد کم از کم جماعت احمدیہ قادیان گروپ میں کسی احمدی کو اِس پیشگوئی پر غور وفکر کرنے یا اس پر کوئی سوال کرنے سے روک دیا گیا۔عجیب بات ہے کہ جناب خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود ایک ایسا دعویٰ تھا جس کی تکذیب نہ صرف غلام مسیح الزماں کے متعلق مبشر اِلہامات کر رہے ہیں بلکہ قرآن مجید بھی اِسکی تکذیب کرتا ہے۔وہ قرآن مجید کی تفسیر کبیر تو لکھتے رہے لیکن اُنہیں یہ پتہ نہ چلا کہ زکی غلام کے متعلق مبشر اِلہامات نے قرآن کریم کی روشنی میں اُنہیں تو ویسے ہی پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر کر دیا ہے۔

آج جماعت احمدیہ کی روحانی حالت۔پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ بھی آج وہیں کھڑی ہے جہاں خاتم النبیین اور حیات مسیح کے معاملہ میں غیر احمدی مسلمان کھڑے ہوئے ہیں۔اِنکی پوزیشنوں اور روحانی حالت میں ذرّہ برابر بھی فرق نہیں ہے۔ہمیں علم ہے کہ قرآن کریم کی بعض دیگر آیات آیت خاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے ختم نبوت کی بجائے اُمتی یا غلام نبوت کی بشارت دیتی ہیں۔اِسی طرح آیت ''بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْه'' سے پیدا شدہ مغالطہ کو دور کرتے ہوئے بعض دیگر آیات قرآنی حضرت مسیح ابن مریم کو وفات یافتہ قرار دیتی ہیں۔لیکن ان سب آیات اور حقائق کے باوجود ختم نبوت اور حیات مسیح کے معاملہ میں ہمارے مسلمان بھائیوں کی سوئی آیت خاتم النبیین اور بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْه کے الفاظ پر اٹکی ہوئی ہے اور اُنہوں نے اِن محکم آیات قرآنی (جو ختم نبوت اور حیات مسیح ابن مریم ایسے باطل عقائد کی تردید کرتی ہیں) کو پس پشت پھینکا ہوا ہے۔

اب ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل اِلہامی پیشگوئی کے بعد حضورؑ پر زکی غلام کے متعلق جو مبشر اِلہامات آپکی وفات تک نازل ہوتے رہے۔یہ تمام مبشر اِلہامات اللہ تعالیٰ کا کلام ہیں نہ کہ آپکے اجتہادی خیالات۔یہ مبشر اِلہامات دراصل زکی غلام یعنی مصلح موعود کی پیدائش کا تعین کرتے ہیں اور اِنکے مطابق مصلح موعود کی پیدائش ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد ہونا قرار پاتی ہے۔لیکن ختم نبوت اور حیات مسیح کے معاملہ میں غیر احمدی مسلمانوں کی طرح علمائے جماعت احمدیہ کی بھی سوئی نو (۹) سال کے عرصہ پر اَڑی ہوئی ہے اور وہ اُن تمام مبشر اِلہامات جو حضورؑ کی وفات تک آپؑ پر نازل ہوتے رہے اور وہ جو مصلح موعود کی پیدائش کا تعین کرتے ہیں پر غور وفکر کرنے کیلئے تیار ہی نہیں ہیں۔ایسی صورتحال میں کیا اب بھی کسی مصلح اور مجدد کی ضرورت نہیں ہے۔؟ فَتَدَبَّرُوْا اَيُّهَا الْعَاقِلُوْن۔

جناب مبشر احمد ایاز صاحب۔اب سوال یہ ہے کہ پیشگوئیوں کے متعلق حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ کی اِتنی واضح اور غیر مبہم تعلیم کے باوجود کیا وجہ ہے کہ جماعت کی تیسری چوتھی اور پانچویں خلافت جماعت کے قریب قریب سب عالم فاضل مربی قاضی اور بڑے بڑے عہدیداران اپنے قول وفعل اور تحریر وتقریر میں بیک زباں ہیں کہ خواہ کچھ بھی ہو خلیفہ ثانی اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔؟ وہی مصلح موعود اور وہی پیشگوئی کی تمام علامتوں کے مصداق ہیں۔اور سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اُن کا دعویٰ جھوٹا اور اُن کا اِجتہاد خطا جائے۔(((گویا بالالفاظ دیگر ہم خلیفہ ثانی کا مقام ومرتبہ بلا سوچے سمجھے بہت اُونچا لے جا رہے ہیں۔))) اگر ہم عقیدت میں ایسی باتیں سوچتے اور کہتے ہیں کہ وہ بانئے سلسلہ کے صاحبزادے تھے۔جماعت کے خلیفہ ثانی تھے۔اور اس کے علاوہ بھی بہت ساری (متنازعہ یا غیر متنازعہ) دوسری مثبت باتیں اور کام اُنکے کریڈٹ پر ہیں تو اِس میں اچنبھے یا حیرانگی کی کوئی بات نہیں۔بلکہ اِسے ایک فطری رویہ بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔محبت اور عقیدت کے جذبات میں بہت سارے عنوانات بدل جاتے ہیں بہت کچھ اُلٹ پُلٹ ہو جاتا ہے مونث مذکر اور مذکر مونث بن جاتا ہے۔جیسے لیلیٰ نظر آتا ہے مجنوں نظر آتی ہے۔گویا یہ کوئی ایسی اَنہونی بات نہیں۔بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ کل تک مدعی غلام مسیح الزماں (عبدالغفار) بھی اِنہی رویوں کا اِسیر رہا ہے۔بلکہ شاید ساری جماعت رہی ہے۔آج جب اللہ تعالیٰ نے مذکورہ پیشگوئی کی حقیقت اُس پر کھولی ہے تو اِس میں حیران پریشان ہونے اور سٹپٹانے کی کونسی بات ہے۔؟ یہ تو ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (جمعہ:۵) والا مضمون ہے۔کیا ہم اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہیں۔؟ اگر وہ کسی ''غیر عجمی'' پر اپنا فضل کرے تو ماشاء اللہ۔سبحان اللہ۔اور اگر ''عجمی'' پر کرے تو نعوذ باللہ۔لعنت اللہ۔یہ کونسا دینی رویہ ہے۔؟ عبدالغفار اور خلیفہ ثانی کے موازنے کے وقت اِس بنیادی فرق کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ خلیفہ ثانی نے (گھر کے بھیدی کے طور پر) پیشگوئی مصلح موعود کو خود ہی کھولا اور خود ہی اُسے اپنے اُوپر چسپاں کر لیا۔جبکہ عبدلغفار نے اُسے کھولا نہیں بلکہ وہ اُس پر کھولی گئی ہے۔اور اِس میں اُسکی اِستعدادوں کا بھی کوئی دخل نہیں اور نہ ہی وہ کبھی اِس راہ کا مسافر رہا ہے۔اِس کے باوجود ہمارا نظام جماعت عبدلغفار کو تو سزا کا مستوجب گردانتا ہے مگر خلیفہ ثانی کو جزا کا۔سُنت اللہ کیا ہے۔؟ یہ آپ خود سوچیں۔۔۔پیشگوئیوں کے ضمن میں آپ نے بانئے سلسلہ کا نقطہ نظر پڑھا ہے۔آنحضورﷺ کا فرمان بھی آپکے سامنے ہے۔زمانے اور جماعت کے حالات سے بھی آپ بے خبر نہیں تو پھر سوچنے کی بات ہے وہ کونسی چیز ہے جو آپ سب کو اِس راہ پر آگے بڑھنے سے روک رہی ہے۔؟ غور وفکر اور تدبّر سے منع کرتی ہے۔؟ ''اَلباب'' کی صف میں شامل نہیں ہونے دیتی۔؟ ہر شخص اپنی وجوہ پر خود غور کرے۔میں یہاں صرف یہ سوال اُٹھانا چاہوں گا کہ اگر ہم نے اپنا سارا سفرِ حیات دینی قدروں اور روحانیت کے زیر اثر طے کیا ہوتا تو کیا تب بھی ہم ڈرے ڈرے اور سہمے سہمے سے نظر آتے۔؟ آخر یہ ڈر خوف کس کا ہے۔؟ اگر خدا کا ہے تو پھر عبدلغفار بھی تو اُسی کا بندہ ہے، اُسکے معاملہ میں اتنی بیبا کی کیوں۔؟ یہ سوال بھی آپکی توجہ کا طالب ہے، میں نے جہاں تک عبدلغفار کے نقطہ نظر یا دعویٰ کا مطالعہ کیا ہے تو وہ نفس یا شرارت کی راہ سے نہیں ہے۔اگر جماعتی قیادت کے خیال میں عبدلغفار فریب خوردہ ہے تو اِس کا بھی ایک حل ہے۔آؤ اُسے آزما دیکھیں۔مجھے اُمید ہے سچائی کی راہ سے آنیوالے اِس ''راہ'' سے راہِ فرار اِختیار نہیں کریں گے۔اور اگر اُن میں ذرا بھی خوفِ خدا، تقویٰ اور جماعت کا مستقبل عزیز ہوا تو وہ اِس تجویز کا خیر مقدم کریں گے۔وہ تجویز کیا ہے۔؟ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:۔"وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ" (الشوریٰ:۳۹)۔اور جو اپنے ربّ کی آواز پر لبیک کہتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور اُن کا اَمر باہمی مشورہ سے طے ہوتا ہے اور اِس میں سے جو ہم نے اُنہیں عطا کیا خرچ کرتے ہیں۔

مبشر احمد ایاز صاحب۔اگر اُمت محمدیہ میں مسیح موعود سے متعلقہ پیشگوئی کے بارے میں ازسرِنو غور وفکر ہو سکتا ہے تو پھر جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے بارے میں ازسرِنو غور وفکر کیوں نہیں ہو سکتا۔؟ میری تجویز یہ ہے کہ جماعت احمدیہ عالمگیر کو ایک ایسی خصوصی نوعیت کی عالمی مجلس مشاورت کا اِہتمام کرنا چاہیے جس کا اِیجنڈا صرف اور صرف ''پیشگوئی مصلح موعود'' ہو۔اور جس میں مجلس کے شرکاء موجودہ حالات کے تناظر میں ازسرِنو مذکورہ اِلہامی پیشگوئی پر غور وفکر کریں۔اور پھر اپنے آخری تجزیے کی روشنی میں جماعت کی فکری راہنمائی کرتے ہوئے اِس کے قبلہ کی درستگی یا عدم درستگی کا فیصلہ دیں۔کیا یہ غلط اور نامناسب تجویز ہے۔؟ اِس مجلس مشاورت کی بدولت اگر عبدلغفار غلطی خوردہ ثابت ہوا تو اُسکی غلطی رفع ہو جائے گی، اور اگر خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ غلط تھا تو پھر (بعد اَز خرابیٔ بسیار) اُن کی۔مقصد لڑائی نہیں، اصلاح احوال ہے۔یہ سوال کہ فیصلہ کون کرے گا؟ اس ضمن میں ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی واضح ہدایت موجود ہے!("فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا۔" (النساء:۶۰) اے مسلمانو! اگر کسی بات میں تم میں باہم نزاع واقعہ ہو تو اِس اَمر کو فیصلہ کیلئے اللہ اور رسول کے حوالہ کرو اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان لاتے ہو تو یہی کرو کہ یہی بہتر اور اَحسن تاویل ہے۔)

قرآن کریم سے بڑھ کر کوئی حکم نہیں اور اِسکے فیصلے سے سچا فیصلہ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔اِسی کے متعلق حضرت مہدی ومسیح موعودؑ خطبہ اِلہامیہ میں فرماتے ہیں:۔

''وَاِنَّ لِلْقُرْاٰنِ شَانًا اَعْظَمَ مِنْ كُلِّ شَانٍ وَاِنَّهٗ حَكَمٌ وَّ مُهَيْمِنٌ وَّ اِنَّهٗ جَمَعَ الْبَرَاهِيْنَ وَبَدَّدَ الْعِدَا۔وَ اِنَّهٗ كِتَابٌ فِيْهِ تَفْصِيْلُ كُلِّ شَيْءٍ وَفِيْهِ اَخْبَارُ مَايَاتِيْ وَمَا مَا مَضٰى۔وَلَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ وَاِنَّهٗ نُوْرُ رَبِّنَا الْاَعْلٰى۔اور قرآن کی وہ اعلیٰ شان ہے کہ ہر ایک شان سے بلند ہے وہ حَکَم ہے یعنی فیصلہ کرنیوالا اور وہ مہیمن

ہے یعنی تمام ہدایتوں کا مجموعہ ہے اُس نے تمام دلیلیں جمع کر دیں اور دشمنوں کی جمعیت کو تتر بتر کر دیا۔ وہ ایسی کتاب ہے کہ اس میں ہر چیز کی تفصیل موجود ہے اور اس میں آئندہ اور گذشتہ کی خبریں موجود ہیں۔ اور باطل کو اس کی طرف راہ نہیں ہے نہ آگے سے نہ پیچھے سے اور وہ خدا تعالیٰ کا نور ہے۔'' (خطبہ الہامیّہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۱۰۳)

جناب سید مبشر احمد ایاز صاحب۔ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۶۰ میں اللہ تعالیٰ کی بیان فرمودہ واضح ہدایت اور حکم کی روشنی میں متنازعہ اَمر کا فیصلہ ہو جانا چاہیے وبس۔ کیا یہ میری درخواست ناجائز ہے۔؟؟؟

خاکسار

سید مولود احمد۔ ٹورونٹو۔ کینیڈا

۱۷۔ جون ۲۰۱۱ء

☆☆☆☆☆☆☆☆☆